

”صیون میں نر سنگا پھونکو میرے کوہ مقدس پر سانس باندھ کر زور سے پھونکو۔ ملک کے تمام باشندے تھر تھرائیں کیونکہ خداوند کا روز چلا آتا ہے بلکہ آپنچا ہے۔ اندھیرے اور تاریکی کا روز۔ اب سیاہ اور ظلمت کا روز ہے۔ ایک بڑی اور زبردست امت جس کی مانند نہ کبھی ہوئی اور نہ سالہائی دراز تک اُس کے بعد ہوگی۔ پھاڑوں پر صحیح صادق کی طرح پھیل جائے گی۔ (یوایل ۲:۲)

اسلامی مخالف مسیح

جو ائل رچرل مسن

حصہ اول: اسلامی عقائد اور ایمان تعارفِ مصنف

آخريہ کتاب کیوں؟ اسلامی احیاء کے لئے جاگ	باب نمبر: ۱
اسلام کے مقدس نصوص	باب نمبر: ۲
اسلامی عقائد	باب نمبر: ۳
امام مہدی، اسلام کا متوقع صحیح	باب نمبر: ۴
بائل کا مخالف صحیح اور امام مہدی کا موازنہ	باب نمبر: ۵
عیسیٰ اکٹھ	باب نمبر: ۶
جھوتا نبی اور عیسیٰ اکٹھ کا موازنہ	باب نمبر: ۷
دجال؛ اسلام کا مخالف صحیح	باب نمبر: ۸
بائل کے یسوع صحیح اور دجال کا موازنہ	باب نمبر: ۹
مخالف صحیح کی بحال شدہ سلطنت	باب نمبر: ۱۰
نبی محمد کی ویوں کی تاریک فطرت	باب نمبر: ۱۱
مخالف صحیح اسلام کی روح	باب نمبر: ۱۲
یہودیوں کے لئے اسلام کی تدبیح نفرت	باب نمبر: ۱۳
اختتامی وقت کی شہادت	باب نمبر: ۱۴
اسلام کا دنیا پ غالب آنے کا مقصد	باب نمبر: ۱۵
اسلام میں بدیانتی اور فریب کی تجویز	باب نمبر: ۱۶
عظمیم اخراج فدہب، دہشت گردی اور اسلام قبول کرنے کی شرح	باب نمبر: ۱۷
آخر دنوں میں اسلام اور بائل کی کہانیوں کا موازنہ	باب نمبر: ۱۸

حصہ دوم

مزید تجزیہ	باب نمبر: ۱۹
مقالات کے ساتھ مکمل مسائل	باب نمبر: ۲۰
مزید خیالات	

ہمارا دل کیسا ہونا چاہیے؟	حصہ سوم
دعا کے ساتھ	باب نمبر: ۲۱
دوسروں تک پہنچنا	باب نمبر: ۲۲
شہادت کی تیاری	باب نمبر: ۲۳

بائلی عقیدہ آخرت کو قبول کرنا	ضمیمه اف:
ایک مسلم امریکین کی طرف سے ای میل	ضمیمه ب:
جو اسی رچڈسن کا ہارون یعنی عدنان اوقار کے ساتھ ا منتڑ دیو	ضمیمه ج:

تعارف:

مصنف سے ایک نوٹ

اس کتاب کو تحریر کرتے ہوئے، میں نے خود کو ایک مشکل صورتِ حال میں پایا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک طرف میں آپ کو اپنے بارے میں بتاؤ گا۔ مسیحی مسلمین العقائد مکالے جو میرا تجربہ ہے ان کے ساتھ اور اس کتاب کو لکھنے کی کامی۔ دوسری طرف ایک اچھی وجہ کے ساتھ نہ صرف قلمی نام استعمال کرنے کے لئے بلکہ مکمل حد تک ذاتی معلومات کے اشتراک کے ساتھ۔

ہر دن مجھے دنیا بھر سے ایک یا پھر کئی ای میل مسلمان دوستوں سے موصول ہوتی ہیں۔ ان ای میلز میں سے زیادہ تر بہت اچھی ہوتی ہیں اور ذاتی معلومات کے ساتھ ساتھ حالیہ مذہبی بات چیت کی شامل ہوتی ہے۔ یہ میرے لئے بڑی خوشی کی بات ہے اور میں ذاتی طف انداز ہوتا ہوں اور ان دوستوں کی قدر پر کرتا ہوں۔ بدشوقی سے، جو ای میل میں مجھے ملتی ہیں وہ سب خوشنگوار اور دوستانہ نہیں ہوتیں۔ مندرجہ ذیل ای میل میں مجھے مارڈا نے کی دھمکی دی گئی۔ اس ای میل نے مجھے میں العقادہ مکالمہ کے تناظر میں مسلمانوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں محتاط ہنا دیا۔ میں نے وضاحت کے لئے تو میں میں اس حصہ کو شامل کیا ہے۔

”اَللّٰهُ اَكْبَرُ! (اَللّٰهُ سب سے بڑا ہے) یا اَللّٰهُ! (اَللّٰهُ!) میں تمہارا سترن سے الگ کرو ڈنگا۔ اَللّٰهُمَّ کو اور تمہارے خاندان کو ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں جلنے کے لئے بھیج دے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جانو کہ تمام مسلمان اَللّٰہ کو پکارتے ہیں کہم اور تمہارا خاندان جہنم میں ڈالے جائیں۔ میں ذاتی طور پر تم سوچ کر دو ڈنگا اور تمہارے خاندان کو بھی۔ اَللّٰہ کی مرضی سے تم کو ایک سُسْت رفتار اور دردناک موت انشاء اللہ ملے گی۔ آمین آمین آمین آمین اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ یا اللہ۔۔۔“

یہ صرف اس دھمکی کی شدت اور فطرت ہی نہیں تھی کہ میں اس کو سمجھی گی سے لیتا بلکہ مکمل اوقاف، لبجھ اور جملوں کی ساخت تھی۔ اس دھمکی کے کوئی اشارے نہیں ملتے کہ یہ دھمکی باہر سے آئی تھی۔ اب میں مانتا ہوں، مجھے کوئی اندازہ نہیں کہ اس خاص دھمکی کی حوصلہ افزائی کیا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس شدید رُذ عمل سے پہلے کیا ہوا، میں نے کیا کیا کیا کیا کہا۔ یقیناً جب مسلمانوں کے ساتھ میری بات ہوتی ہے تو میں برا بری کی بناء پر بات کرتے ہوئے کسی سے بھی نجات دہنندہ کی ضرورت سے متعلق بات کرتا ہوں اور بالکل اسی طرح مسلمان کرتے ہیں۔ مجھے مناسب لگتا ہے، لیکن ظاہری طور پر یہ ایک بڑا گناہ ہے۔ یہ دھمکی مجھے اور میرے خاندان کے لئے دی گئی۔ اس طرح کی دھمکیاں یقیناً دنیا کے بہت سے حصوں میں عام ہیں۔ یا بھی بھی مجھے حیران کرتی ہے کہ صرف میرے ایمان کے پرچار کا یہ رُذ عمل ہو سکتا ہے۔ کسی بھی صورت حال میں، واضح و جوہات کے لئے، میں نے خود کو اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے اس کتاب کے حوالے سے نام ظاہر نہ کرنے کا اختیار کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں۔

بہر حال، قارئین کے ساتھ ساکھ کا اندازہ قائم کرنے کے لئے، میں صرف یہ کہوں گا کہ اس کتاب کی معلومات ایک ایسے شخص کی طرف سے آئی ہیں جو نہ صرف اسلامی مواد اور مقدس ادب میں وسیع تجربہ رکھتا ہے بلکہ میں العقادہ مذہبی مکالے میں بھی کافی تجربہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ وہ معلومات جو آپ پڑھنے گے ایک جامع انداز میں تحقیق کی گئی ہے۔ اسلامی نظریے اور عقیدہ کا صحیح اور مکمل تصور یہ کی تشبیہ کرنے میں نے تقریباً ہر اسلامی عقیدے کے موضوعات پر انگریزی میں دستیاب گتب کا مطالعہ کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بے شمار مضامین اور سینکڑوں مسلمان دوستوں کے انٹرو یو بھی کئے۔ ان کے خاص عقیدہ آخرت کے بارے میں یہاں پر میرا مقصد نہ صرف مسیحیوں کو ایک ایسی کتاب دوں جس سے وہ یکھیں بلکہ ہر کوئی مسلمان جو میرے نتائج سے متفق نہیں وہ ضرور میری دیانتداری اور معیارِ حوالہ جات کی تعریف کرے گے۔ جب کہ مجھے کامل یقین ہے کہ اس کتاب کی فطرت کی وجہ سے بہت کم مسلمان عالم پوچھ گچھ کرے گے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے ایک قاری ان ذرائع کو دیکھ سکتا ہے۔ میں نے غیر جذباتی رہنے کی کوشش کی۔ جیسا کہ ہذا موضوع مجھے اجازت دیتا ہے۔ میں نے ذاتی طور پر پیشکاریوں کے مواد پر بہت جذباتی مطالعہ کیا ہے۔ میں اس نظریہ کی قدر نہیں کرتا۔

میں نے اس کتاب کو لکھنے میں ایک مشکل وقت گزارا ہے جس کی ایک اور بُنیادی وجہ یہ ہے کہ کسی حد تک مناظرانہ کام ہے۔ جگہ میں اس قسم کی کتاب نہیں لکھ رہا۔ میں نے مکمل طور پر اس سے بچنے کی کوشش کی۔ مجھے یقین ہے کہ مباحثہ کرنے والوں کے دل کی زمین کے اندر ایک مکمل طور پر درست مسیحی مسلمین العقادہ مکالے کی جگہ ہے۔ میں اس بات

سے آگاہ بھی ہوں کہ عقلی دلائل کی بجائے یہ کتاب خدا کی بادشاہی کے لئے روحوں کو جیتے گی۔ جیسا کہ سموئیل ایم زویر (اسلام کی طرف بھیجا گیا رسول) انیسویں اور بیسویں صدی کے مشنری پیش رو مسلمانوں کی طرف بھیجے گئے۔ چالیس سال کے تجربہ کے بعد بعض دل شکن تجربہ، پہاڑوں پر نیچ ڈالنا اور پھر دیکھنا کہ پرندے آخری نیچ کو دور لے جاتے ہیں۔ میں قائل ہوں کہ مسلمان دل کے قریب ترین راستے خدا کی محبت اور صلیب کا راستہ ہے۔

میں کامل طور پر اتفاق کرتا ہوں کہ مجھے اس قسم کے تعلقات میں مسلمانوں کے ساتھ شامل نہیں کیا جائے گا جو باہم مفید باتیں اور حقیقی دوستی پر مشتمل ہے، بجائے ان کو مناظرہ کرنے والوں میں شامل کیا جائے جو کسی حد تک مخفی ہے۔ میں اس کتاب میں اسلام کے بارے میں مفید معلومات ہیں جو کہ مخفی بھی ہیں۔ حقیقت میں زیادہ تر کامل طور پر پریشان ٹکن ہیں۔ بہرحال! میں نے محسوس کیا کہ ہمدانے مجھے مضبوط حوصلہ دیا کہ اس کتاب کے بنیادی مقصد کی آگاہی دوں۔ ان لوگوں کو جو گلکلیا ہوں کے اندر یا باہر ہیں۔

میں اس بات پر بھی زیادہ زور دیتا ہوں کہ اس کتاب کا ہر گز مقصد کسی بھی طرح سے مسلمانوں کی دل آزاری کرنا نہیں۔ جبکہ اس کتاب میں لکھی ہوئی باتیں واقعی دلیل اسلام کے خلاف ایک مضبوط چارچ ہیں۔ اس کی تشریح اس طرح سے نہیں کی جائے کہ یہ مسلم افراد کے خلاف ایک حملہ کیا جا رہا ہے۔ کسی بھی دوسرے مذہب کی طرح اسلام بھی یہ سمجھنی نہیں ہے اور تمام مسلمان بھی اس کتاب کی سب باتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ اس نکتہ پر کافی زور نہیں دیا جاسکتا۔ بہت سے مسلمان بہت ابھی اور پُرانے لوگ ہیں۔ ہمیں کسی بھی ایسے شخص کو اس گروپ کے ساتھ درجہ بندی کی جائے بلکہ ہمیں ذاتی طور پر لوگوں کو جانچنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ اس کتاب میں اسلام کے بارے میں خوفناک اور پریشان کن معلومات ہیں، اس لئے میں آپ کی حوصلہ افرائی کرتا ہوں کہ اپنا وقت دعا میں صرف کریں اور خدا سے کہیں کہ وہ مخفی جذبات، خوف اور تھبات سے آپ کی حفاظت کرے۔ کیونکہ انسانی دل بہت شکاری ہے بلکہ مسلمانوں کے لئے خدا آپ کے دل کو اپنے دل سے چھوئے۔ شاید آپ میری طرح ان کے ساتھ محبت رکھیں جن کو خدارہائی، تبدیلی اور نجات کے لباس میں سجنانا چاہتا ہے۔ اور اگر آپ ایک مسلمان ہیں تو میں آپ کے ساتھ دُعا گو ہوں کہ ان صفحات میں قدیم پیش گوئیوں اور تجربے کے ذریعے سچائی آپ پر ظاہر ہو اور خدا آپ کو سیدھی راہ پر چلنے میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔

آخریہ کتاب کیوں؟ اسلامی احیاء کرنے کے لئے جاگ

”صیون میں نرسنگا پھونکو میرے کوہ مقدس پر سانس باندھ کر زور سے پھونکو۔ ملک کے تمام باشندے تھر تھرائیں کیونکہ خداوند کا زور چلا آتا ہے بلکہ آپ بنچا ہے۔ اندر ہیرے اور تاریکی کا زور۔ اب سیاہ اور ظلمت کا زور ہے۔ ایک بڑی اور بردست امت جس کی مانند نہ کہی ہوئی اور نہ ساہنہ ای دراز تک اُس کے بعد ہوگی۔ پہاڑوں پر صبح صادق کی طرح پھیل جائے گی۔ (یوائل ۲: ۱۰۲)

ہم جس دور میں رہ رہے ہیں میرا لیقین ہے کہ خدا مغرب اور خاص طور پر مغربی مسیحی کلیساوں کو مٹھی بھر مسائل سے اجاگر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ اُن کچھ لوگوں میں جو آسمان سے شہنماں کے دھماکوں کی آواز سنتے ہیں اور ان میں سے بھی کچھ اس کا مطلب سمجھنے لگے ہیں۔ ہم ہر روز اخبارات کے سامنے والے صفحے پر واضح نشانات دیکھتے ہیں۔ پھر بھی کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ نشانات کی طرف اشارے کر رہے ہیں۔ یہ میری امید ہے کہ یہ کتاب بہت سے لوگوں کی آنکھوں کو کھولے گی کیونکہ وقت تیزی سے قریب آ رہا ہے۔ اس کے علاوہ میری دعا ہے کہ یہ کتاب ان لوگوں کی عقل و دانائی میں اضافہ کرے گی جن کی رو جیں پہلے سے ہی خبردار ہیں اور بھی فہم رکھتی ہیں۔

مزید اختتامی وقت معمولی قسم کی هدایات

اس سے پہلے کہ ہم شروع کریں، مجھے شناخت کروانے کی ضرورت ہے کہ اختتامی وقت کے مسائل کے مطالعہ کی طرف آپ کارویکس قسم کا ہے۔ اگر آپ وہ شخص ہیں جو اس قسم کی تحقیقیں کے بارے میں شک رکھتے ہیں تو پھر میں اسے شروع کرنے سے قبل آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ ضمیمہ کا مطالعہ کریں۔ ضمیمہ وضاحت کرتا ہے کہ عقیدہ آخرت مسیحی معیاری زندگی کا ضروری پہلو ہے۔ اگر آپ بالعملی عقیدہ آخرت کو اپنانے کے لئے مکمل طور پر شک رکھتے ہیں تو برائے مہربانی پہلے ضمیمہ پڑھئے اور پھر یہاں سے شروع کریں اور اگر آپ واقعی عقیدہ آخرت کے مطالعہ میں دلچسپی رکھتے ہیں تو پھر مہربانی سے اس نتھے سے آگے بڑھیں۔

موجودہ لاعلمی

یہ کتاب سب سے پہلے اسلامی عقیدہ آخرت کے مطالعہ اور مخصوص اسلامی عقائد اور طرزِ عمل کی وضاحت کرتی ہے جسے حیران کن انداز میں باہمیں کی وضاحتیں اور پیشگوئیوں سے جوڑا گیا ہے۔ تیجے کے طور پر میں نے خود اسے دلچسپ چیلنج کے ساتھ زیادہ ترقائیں کے لئے ایک سے زیادہ موضوع کو متعارف کرانے کے ساتھ پیش کیا جو زیادہ تر لوگ اس سے ناواقف ہیں۔ یقیناً زیادہ تر لوگوں کے پاس بالعمل سے متعلق گول مول خیالات ہیں وہ زمین پر آنے والا مشکل وقت، آننوں، ماحولیاتی آفات اور بالآخر یہ مسیح کی واپسی کا کم علم رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مسیحی جو بالعمل مقدس کو روزانہ پڑھتے ہیں وہ بھی آخر دنوں کے بارے میں بہت سی نشانیوں کے بارے میں نہیں جانتے۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بالعملی آخرت کی ناداقیت عام ہے۔ پھر غور کریں کہ کتنے لوگ خاص طور پر مغرب میں، اسلام کے عقیدہ آخرت کے بارے میں علم رکھتے ہیں۔ کچھ مسیحی اس حقیقت سے آگاہی رکھتے ہیں کہ اسلام میں میسیحیت کی طرح یہ توقع کی جاتی ہے کہ عیسیٰ امتحان سے زمین پر واپس آ رہا ہے۔ یہ بہت سے میسیحیوں کو ابھارتا ہے جو اسے میسیحیوں اور مسلمانوں کے درمیان مکالمہ کے پل تعمیر کرنے کے موقعے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ بے شک یہ مسیحی اس طرح کے بین العقائد مکالمے کے لئے ایک اچھا نقطہ غاز ہو سکتا ہے۔ بدقتی سے، اگرچہ اس ایک نقطے سے ہٹ کر، عام طور پر زیادہ تر مسیحی بہت کم اسلامی آخرت کے پس منظر یا یہ مسیحی کی نوعیت کے بارے میں سمجھ رکھتے ہیں۔ یقینی طور پر، بہت سے مسیحی جو مسلمانوں کے درمیان رہتے یا خدمت کرتے ہیں وہ ان مسائل کے بارے میں کچھ سمجھ بوجھ رکھتے ہوئے، لیکن اس سمجھ بوجھ سے یقینی طور پر بڑے پیمانے پر کلیسا یا کوآ گاہ نہیں کیا گیا۔ وقت ہے کہ اس چونکا دینے والی معلومات کو غیر مسلم دنیا تک پہنچایا جائے۔ یہ مطالعہ اسلامی آخرت کا پہلا جامع مقبول مطالعہ ہے جو بالعملی آخرت سے مطابقت رکھتا ہے۔ لیکن محض رسی تعلیم اور دینی مطالعہ سے بڑھ کر یہ کتاب ایک بیداری کی کتاب ہے۔ یہ بہت سے لوگوں کے لئے مستقبل کی کلیساوں کو بیدار کرنے کی لپکار ہے۔ درحقیقت، پوری دنیا کا مستقبل اور اسلام کا مستقبل کا الحی اور براہ راست تعلق ہے۔

اس مطالعہ کے ذریعہ بائبلی آختر اور اسلامی آختر دونوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ مستقبل کی ایک واضح تصویر ابھار دے گی۔ دونوں نظاموں کا ایک دوسرے پر چڑھنا اور وہ طریقہ کار جس سے اسلامی عقیدہ مسیحی عقیدہ کو تقویت دیتا ہے۔ دونوں حیران کرنے بوجیب ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مطالعہ قاری کی مدد کریگا تاکہ وہ قابل قدر بصیرت حاصل کرے۔ یہ مطالعہ بہت سے لوگوں کی مدد کریگا کہ وہ آخر دونوں کی نوبت کو دیکھیں اور سمجھیں کہ دنیا اپنی بڑھتی ہوئی رفتار سے کس سمت میں جا رہی ہے۔ یہ میں اسلام کے ڈرامائی اور تیز رفتاری سے ترقی اور اس کی موجودہ دنیا میں بھالی کی طرف لے جاتی ہے۔

اسلامی بیداری

اسلام اور اسلامی عقائد کا مطالعہ کرنے کی واضح وجہ بہت سادہ ہے کیونکہ اسلام مستقبل ہے۔ جی ہاں، آپ نے جو پڑھا ہے وہ درست ہے کہ اسلام مستقبل ہے۔ اگر موجودہ رُجحانات ڈرامائی طور پر تبدیل نہیں ہوئے تو بہت کم عرصہ میں اسلام مسیحیت کو پیچھے چھوڑ کر دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا۔ حقیقت میں بے شمار اعداد و شمار کے مطابق یہ ہونے میں بیس سال سے کم عرصہ بھی لگ سکتا ہے۔ ایک اکثریت جو یہ کتاب پڑھتی ہے وہ زندہ رہ کر یہ دیکھے گی۔ اسلام دنیا میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے جس کے پھیلنے کی شرح مسیحیت سے چار گناہ زیادہ ہے۔ اس وقت جو لوگ اسلام کو مانتے ہیں وہ دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں۔ (۱) انگلینڈ کے ایک بائل کے اُستاد نے حالیہ اعداد و شمار پر نظر ثانی کے بعد کہا ہے کہ ”اگر حالیہ رجحانات جاری رہتے ہیں تو ۲۰۵۵ء تک تمام عالمی پیدائش کی آدمی شرح مسلمان خاندانوں کی ہوگی۔ (۲) کچھ ڈرامہ اور انقلاب جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اور مغربی مسیحی اس سے غافل ہیں۔ اس باب کا مقصود قاری کو اسلام کی تیز رفتار ترقی سے روشناس کروانا ہے۔ وہ تصویر جو پرنٹ ہونے والی ہے آپ کو حیران کر دے گی۔ کچھ لوگ پریشان ہو سکتے ہیں۔ کچھ اس سے انکار بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ حق ہے اور اس کو بتانے کی ضرورت ہے۔ اسلام کی ترقی اور اشاعت خود مسیحیوں کے لئے ایک زبردست پاکار ہے۔

نہ صرف اسلام دنیا کا تیزترین بڑھنے والا مذہب ہے بلکہ امریکہ، کینیڈا اور یورپ میں بھی۔ (۳) امریکہ میں اسلام کی سالانہ ترقی کی شرح چار فیصد ہے، لیکن کچھ مضبوط وجوہات بھی ہیں جن پر یقین کیا جاسکتا ہے کہ گذشتہ کچھ سالوں سے یہ شرح آٹھ فیصد تک پہنچ سکتی ہے۔ ہر سال ہزاروں امریکی اسلام قبول کرتے ہیں۔ ۲۰۰۱ء سے پہلے زیادہ تر پورٹوں میں ایک اندازے کے مطابق سالانہ ۲۵۰۰۰۰ امریکی اسلام قبول کرتے تھے۔ (۴) اس طرح یہ کچھ زیادہ نہیں ہے۔ لیکن امریکی مسلم علماء کے مطابق یہ تعداد نائین الیون کے بعد چار گناہ بڑھ چکی ہے۔ (۵) نائین الیون کے بعد سے امریکی نو مسلم لوگوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ والٹر ریڈنسٹر پر ہملہ کے ایک ماہ بعد، بہت جلد امریکہ کی مسجدوں سے رپورٹس بہہ کہ امریکہ بھر میں چلی گئیں۔ علی بایومہ، عرب افغان کے وزیر اعظم، امریکی اسلامی تعلقات کی کونسل کے ممبر نے ۱۱ نومبر ۲۰۰۱ء ندیں کے ایک اخبار میں کہا:

”امریکہ میں غیر مسلم اب اسلام کو جانے میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس طرح کی اور بہت سی نشانیاں ہیں۔۔۔ اسلام کے موضوع پر لاہریوں سے گٹب ختم ہو چکی ہیں۔ قرآن کا انگریزی ترجمہ امریکی میسٹر میکر کی لسٹ میں ہے۔ اسٹمبر کے بعد سے امریکی رضا مندی سے اسلام کی طرف آرہے ہیں۔۔۔ ہزاروں غیر مسلم امریکی دعوت نامہ کے رد عمل کا اظہار کیا ہے۔ اور سمندر کی لہروں کی طرح مساجد کا رخ کر رہے ہیں۔“ (۶)

نائین الیون کے ہملہ کے بعد اسلام نے بہت سی کامیابیاں حاصل کیں۔ بایومہ Bayuma مزید کہتا ہے:

”اللہ کے نام پر تبدیلی مذہب کو پس پشت نہیں ڈال دیا گیا اور نہ ہی پچاس سال پہلے طے پایا جیسا ہم نے اسٹمبر کے بعد کچھ دونوں میں سوچا۔ اس کے عکس اللہ کے نام پر تبدیلی مذہب کی تاریخ میں ۱۱ دسمبر کی لہروں کی طرح مساجد کا رخ کر رہے ہیں۔“ (۷)

برطانیہ کے ایک اخبار کے مضمون میں ”دی نائیٹ آف لندن، ۷ جنوری ۲۰۰۲ء بعد ازاں نائین الیون۔ ہم پڑھتے ہیں:

”نائین الیون کے بعد اسلام کو قبول کرنے کے زبردست ثبوت ملے ہیں۔ نہ صرف برطانیہ میں بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی۔ ایک ڈج اسلامی سینٹر

نے وہ فیصلہ اضافہ کا دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ نو مسلم پروگریٹ، جو انگلینڈ میں ہے اور جسے ایک سابقہ آریش رومن کا تھوک گھر یا عورت چلاتی ہے، وہ لکھتی ہے کہ نو مسلم بہتے ہوئے پانی کی طرح اسلام کی طرف آئے۔“ (8)

میں نے حال ہی میں اپنے ایک مسلمان دوست سے پوچھا کہ وہ گذشتہ سال سے کتنے امریکیوں کو اسلام کی طرف لے جانے کا گواہ ہے۔ اُس نے وضاحت کی کہ گذشتہ سال وہ ذاتی طور پر کم از کم ایک سو پر گرامز میں شامل ہوا ہے۔ گذشتہ سال جس میں امریکیوں نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح میں نے درجنوں امریکی مسلمانوں سے پوچھا کہ کیا آپ اس تیزی سے بڑھتی ہوئی اسلامی تبدیلی کے گواہ ہیں؟ اور ہر مرتبہ مجھے ”ہاں“ کی بازگشت سنائی دی۔ نئے دفاتر کے ڈیٹا کا مظہر عام پر آتا اور تجزیہ کرنا چند ایک وجہات کی وجہ سے مشکل ہے۔ سب سے پہلے نائینیں الیون کے بعد بہت کم مستند مطالعہ اس بارے میں کیا گیا ہے۔ زیادہ تر جو اس پر کام ہوا ۲۰۰۱ء سے پہلے کیا گیا۔ نائینیں الیون کے بعد بہت سے مسلم امریکی حکومت کو معلومات دینے سے کتراتے ہیں۔ انہیں شک ہے کہ حکومت صرف اس لئے معلومات جمع کر رہی ہے تاکہ یہ ڈیٹا یو ایس ایچ ایں اے یا ایف بی ای کو دے۔ زیادہ تر نو مسلم بنام رہنا چاہتے ہیں، لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے کیونکہ نائینیں الیون کے بعد میں بہت سے نو مسلم امریکیوں سے بات کر چکا ہوں۔

میرے پاس کچھ مزید افسرده معلومات ہیں۔ ان نو مسلم امریکیوں میں سے ۸۰ فیصد ایسے ہیں جو ہمارے کلیساوں سے شامل ہوئے۔ (9) اگر بتائے گئے اعداد و شمار درست ہیں تو اس کا مطلب ہے ساٹھ ہزار امریکی ہر سال اسلام قبول کر رہے ہیں۔ میرا ایک دوست ہے جو اگرچہ ایک پادری کا بیٹا ہے اور اُس کی پرورش مسکی روایتی خاندان میں ہوئی۔ بہر حال اپنے کانج میں اُس نے اسلام قبول کیا۔ میں نے بیش پر اور پادریوں کی متعدد گواہیاں پڑھی ہیں جو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ ان میں سے کچھ اپنے آپ کو پاک روح سے معمور مسکی کہتے تھے۔ آپ میں سے بہت سے لوگ کہیں گے کہ یہ نامکن ہے۔ اگر ایسا ہے تو آپ میں سے کچھ اعتراض بھی کر سکتے ہیں۔ پھر یہ معلومات کیوں بڑے پیمانے پر جانی جاتی ہیں۔ آپ جیران ہو سکتے ہیں کہ ہم ذاتی طور پر ان لوگوں کو کیوں نہیں جانتے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ ان سوالات کا جواب آسان ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان رجحانات پر غور نہیں کیا جاتا اور پھر زیادہ تر امریکی مسلمان گنجان آباد علاقوں میں رہ رہے ہیں۔ مثال کے طور پر شیکا گو کا ایک وسیع علاقہ ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کا گھر ہے۔ اسی طرح نیویارک کا شہر سات لاکھ مسلمانوں کو اپنے اندر سویا ہوا ہے۔ (10) ایک اور معلومات جو اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہے کہ وائٹ امریکی کلیساوں میں اس مسئلہ پر بحث کیوں نہیں ہوتی۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ۸۵ فیصد نو مسلم امریکیوں میں افریقی امریکین شامل ہیں۔ وائٹ امریکی اس مسئلہ سے زیادہ متأثر نہیں ہوئے جتنے کہ افریقی امریکن۔ یہ کہنا افسوس ناک ہے کہ امریکی کلیساوں میں اتحاد اور یا گلگت نہیں پائی جاتی۔ ان درونی شہروں سے اسلام کو مکمل طور پر نکال دیا گیا ہے۔ ایک مسلم ادارہ بیان کرتا ہے کہ 2020ء تک تمام بڑے شہروں میں مسلمان چھا جائیں گے۔ جیسا کہ نو مسلم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو ایک نو مسلم کا چہرہ بھی تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔ مختصرًا نائینیں الیون کے بعد بیشتر پہلے ریڈی یونے بھی نو مسلم کا ایک خاص پروگرام نشر کیا تھا:

”اس ریڈی یو پروگرام میں اُن نو مسلم ایکیوں کا انٹر ویلیا گیا جنہوں نے حال ہی میں امریکی یونیورسٹیوں میں اسلام کو سماٹی آف بوشان کے زیر اثر اسلام قبول کیا۔ انہوں نے بوشان کی یونیورسٹیوں کی اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں۔ اور وہ اسلام کی طاقت اور بڑائی پر بولیں اور انہوں نے اسلام میں عورت کے مقام پر بحث کی۔ وہ کیوں اسلام کی طرف مڑ گئیں؟ یہ پروگرام کی باری سارے امریکہ میں برداشت کیا گیا۔“ (12)

۲۲، اکتوبر ۲۰۰۱ء دی نیویارک ٹائمز میں ایک مضمون لکھا گیا۔ ہم جم ہمیگی کی کہانی پڑھتے ہیں:

”نو سال پہلے جم ہمیگی کی ٹرینگ پادری کی ٹرینگ کر رہا تھا لیکن اب وہ یہٹ لوس میں سرکاری وکیل ہے جس نے گذشتہ ماہ میں العقاائد اجتماعات میں اسلام کی وضاحت میں گذارا۔۔۔ اس نے ۲، جون ۱۹۹۸ء شہادہ بنائی (جہاں نو مسلم کو اکٹھا کیا جاتا تھا) وہ چیز جو میں نے ہمیشہ سمجھی وہ یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اس کی کوئی برابری نہیں۔ اُس کوئی بیٹھے کی ضرورت نہیں تھی جو اُس کا کام کرتا۔“ (13)

ایک اور نو مسلم کی سچی گواہی پڑھتے ہیں:

”جب جینیفر ہاریل بچی تھی تو وہ چرچ اور سندھے اسکول جاتی تھی۔ جب بائی اسکول میں آئی تو وہ ڈر ٹیم میں تھی اور اکثر فٹ بال کھیلتی تھی۔ کالج کے بعد، وہ میٹھوڈسٹ یونیورسٹی میں مدرس بن گئی۔ جب ۲۳ سال کی ہوئی تو رشتہ ازدواج میں مسلک ہوئی۔ سال میں وہ مسلمان ہو گئی۔ اُس نے کہا، ”میری پرورش پلانو میں ہوئی اور میں نے وہ تمام کام کے جو میں صحیح ہوں کہ مجھے کرنا اجنب تھے۔ میں چرچ گئی۔ میں دعوتوں پر جاتی تھی۔ لیکن میرا فردوس اور دوزخ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اچانک اُسے سیلز کی نوکری ملی۔ جہاں ایک مسلم ساتھی ورکرنے اُسے اسلام سے متعارف کروایا۔ اُن میں سے ایک منہب پربات کرنے میں بہت دچپی رکھتا تھا۔ جس نے مجھے دوبارہ سوچنے پر مجبور کیا جائے اس کے وہ اپنے مسیحی ایمان پر دوبارہ جاتی۔ بائل کا مطالعہ کرتی اور اس کے ساتھ اسلام کا بھی تاکہ وہ اپنے ایمان کی اچھی طرح حفاظت کرتی۔ وہ مسلمانوں کے پانچ وقت کی نماز، روزے اور زکوٰۃ کی دیوانی ہو گئی۔ اُس نے کہا، ”میں اس طرح کی مسیحی نہیں تھی جو ہر روز عاکرتی۔“ وہ کہتی ہے کہ یسوع کے بارے میں مسلمانوں کی تعلیم زیادہ واضح ہے۔ کیونکہ وہ اُسے نبی کہتے ہیں نہ کہ خدا کا بیٹا۔ اُس نے کہا، ”جب میں مسیحی تھی مجھے یہ کبھی بھی معلوم نہیں چلا کہ یسوع میرے گناہوں کے لئے کیوں مٹا؟ میرا مطلب ہے کہ یہ میرے گناہ ہیں۔“ مسلمان ہونے سے پہلے وہ ایک پادری کے پاس گئی۔ اُس نے پوچھا کہ مسیحی سورا کا گوشت کیوں کھاتے ہیں۔ عورت میں چرچ میں دوپٹے کیوں نہیں اور مسیحی غیر اخلاقی ملاقات میں کیوں کرتے ہیں؟ وہ چاہتی تھی کہ پادری صاحب اُسے باہل سے بتائیں۔ اُس نے کہا، ”میں نے اُسے مسیحی تعلیم کے غلط بیانات تمام تربیان کر دیئے۔“ اُس کے جواب میں مجھے سکون قاب نہیں ملا۔ (14)

دھم ہیکنگ اور جینیف ہار میں کہانیاں ایک دوسرے سے میل رکھتی ہیں اور میں اس قسم کی سینکڑوں کہانیاں پڑھ چکا ہوں۔

ایک نیا عقیدہ وحدانیت کا چناؤ (ایک خُدا کو مانا)

ماضی میں جب کبھی مغربی لوگ یہ فیصلہ کرتے کہ انہیں ایک خُد اپر ایمان رکھنا ہے اور اس نے ایمان کو اپنی زندگیوں کا غنیادی پہلو بنانے کا فیصلہ کرتے تو عام طور پر اُن کو اپنے ایمان کا اظہار مسیحی چرچ میں ملتا تھا۔ جیسے ہی اسلام مغرب میں پھیلتا ہے، بہت سے لوگوں نے جانا کہ مسیحیت ہی صرف ایسا نام ہب نہیں ہے جو ایک خُد اپر یقین رکھتا ہے۔ افسوس کی بات ہے بہت سے مسیحیت کی بجائے اسلام کا انتخاب کر رہے ہیں۔

ڈیوڈ پاؤسن، انگلینڈ کے ایک نامور بائبل اسٹار ہیں وہ اپنے دوستوں میں سے ایک کو یاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”میرے ایک مسیحی دوست ایک سرکاری اسکول میں کوئلر ہیں۔ وہ بہت خوش ہوا جب ایک لڑکے نے اُس سے کہا کہ وہ زندگی میں ایک مقصد ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُس لڑکے نے بتایا کہ ایک خُد اے جس پر وہ یقین کر سکتا ہے۔ اُس کی حیرت اور مایوسی اس قدر تھی کہ اُس انگلش لڑکے نے چند ہفتوں بعد بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے۔ وہ ہزاروں لوگوں میں سے ایک تھا جو اس کا انتخاب کر چکا تھا۔“ (15)

جیسا کہ اسلام مغرب میں پھیلتا ہے تو یہ کہانی یقینی طور پر کئی بار اعادہ کرتی ہے۔

انگلپنڈ کر لئر ایک انتباہ

ڈیوڈ پاؤسن کی تازہ ترین کتاب ”اسلام کا مسیحیوں کوچلنے“، میں اُسے محسوس ہوتا ہے یہ ایک حقیقی الہی انتباہ ہو سکتی ہے۔ نہ صرف انگلینڈ کے لئے بلکہ پورے مغربی کلیساوں کے لئے بھی۔ پاؤسن انگلینڈ کے چچ کے ایک مستند اور مترحم رہنما، اپنے حالیہ تجربے کے بارے میں بتاتے ہیں جب انہوں نے ایک معروف اخخاری کو اسلام پر بات کرتے سننا۔ پہلی کسوکھد و ایک لیکچر ارتحا اگر کوئی پاؤسن سے کم علم اس قسم کا بیان دیتا تو ممکن ہے کہ اُس کی آن سُنی کردی جاتی۔ لیکن اس کے بر عکس ہم سب کو ڈیوڈ کے تجربہ پر سمجھیدہ ہونا چاہیے۔ اپنی گفتگو کے دوران، دونوں غیر متوقع اور ایئن بیان سے لاطع، میں اچا نک مغلوب ہو کر رہ گیا جسے خطرے کی گھنٹی بھی کہتے ہیں کہ اسلام اس ملک (انگلینڈ) پر قبضہ کر لے گا۔ میں

اسے بیٹھے یاد کر کے بدھوں ہو گیا اور کانپنے لگا۔ ہم نہ صرف ایک مذہب اور ثقافت کے بارے میں دلچسپ پیچھرے سن رہے تھے جس پر دوسرے ایمان رکھتے اور عمل کرتے ہیں بلکہ ہم اپنے مستقبل کے بارے میں سُن رہے تھے۔ (16)

اس کتاب کے بقیہ حصہ میں پاؤسن نے چند مناسب جوابات میسحیوں کو اپنی پیشگوئی کے بارے میں دیئے۔ پاؤسن تین بنیادی طرزِ عمل کی سفارش کرتا ہے۔ حقیقت، تعلقات اور راستبازی۔ میں ان تینوں مسائل پر عالمانہ تشریع دینے کی کوشش نہیں کروں گا۔ جیسا کہ پاؤسن نے پہلے ہی اس کے بارے میں بتا دیا ہے۔ بے شک پاؤسن کی تنقیبیہ انگلینڈ بھر میں انتہائی متنازعہ ثابت ہو چکی ہے۔ بہر حال اصل سوال، اس مصنف کی رائے میں یہ نہیں کہ پاؤسن کی تنقیبیہ پوری ہو گی یا نہیں بلکہ کیا چرچ آف انگلینڈ اس کے سفارش کردہ منصوبے پر عمل پیرا ہو گا؟ یہ دیکھنا باتی ہے۔

حقائق کا توازن

اب مسئلہ نہیں کہ ایک مالوں کن تصویر کو بینٹ کیا جائے۔ بلکہ یہ بھی نشاندہی کرنے کی ضرورت ہے کہ ساری دنیا میں مسلمان بھی مسیحیت کو قبول کر رہے ہیں۔ بہت سے مسلمان یہ دعویٰ بار بار کر رہے ہیں کہ کوئی مسلمان کبھی اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ دعویٰ بغیر کسی مزید کوشش کے مسترد ہو چکا ہے۔ حال ہی میں ایک مسلم شیخ نے یہ دعویٰ کیا کہ صرف افریقہ میں چھ ملین سے زیادہ مسلمان ہر سال مسیحیت قبول کرتے ہیں۔ اگر ان کو حسن میں دیکھیں تو ۲۶ فنی گھنٹے ۱۶۰۰۰ انی دن۔ جنوری ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۴ء کے وسط تک مندرجہ آف جرمن انجیلیٹ رینجرڈ ٹریننگ کے زیادہ افریقی کو یسوع کی پیروی کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ ان لوگوں میں جنہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے زیادہ تر مسلمان ہیں۔ حقیقت میں دنیا بھر کے مسلمان یسوع مسیح کے شاگرد بننے کے لئے فیصلے کر رہے ہیں۔ (17) ان فیصلوں میں سے بہت سے ایک روحاں خواب یا روایاتی جاتی ہیں۔ (18) وہ مسلمان جو یسوع کو جانے میسیحیت کی طرف آ رہے ہیں ان کی زندگیوں میں خدا کی اچھائی کی بہت سی حیرت انگیز اور طاقتور گواہیاں موجود ہیں۔ میں اپنے دل سے ایمان رکھتا ہوں کہ مشرق و سطحی مسلمانوں کی بجائی کو دیکھیں گے جو بالکل ایمان کے مطابق یسوع مسیح کی طرف آ رہے ہیں۔ لاطینی امریکہ، ایشیاء اور افریقہ ان تجربات سے گذر رہے ہیں۔ جسے ہم بحالی کہتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کرنی چاہیے کہ اسلام کے چھلیے کی شرح میسیحیت سے زیادہ ہے نہ صرف امریکہ، کینیڈا، انگلینڈ اور یورپ میں بلکہ پوری دنیا میں۔ اب یہاں یہ کہا جائے کہ اسلام کی تیزی سے ترقی کرنے کی وجہہ مسلمانوں کے درمیان اعلیٰ شرح پیدا شد ہے۔ مسلمان مسیحیوں سے زائد بچے رکھتے ہیں۔ اسلام کی ترقی کا بیانیادی ماذنو مسلم میں نہیں ملتا۔ لیکن پھر بھی اس کی ترقی میسیحیت سے زیادہ ہو رہی ہے۔ اس معاملے کی سادہ سی حقیقت یہ ہے کہ ہم نے بطور مغربی چرچ دنیا بھر میں اسلام کی ناقابل تردید اہمیت کو چھوڑ دیا ہے۔

اب وہ بات جس پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ دنیا کا دوسرا سب سے بڑا اور تیزی سے پھیلنے والے مذہب کے عقائد ہماری توجہ کا مرکز ہوں۔ یہ بات اسلامی نقطہ نظر سے حقیقت ہے کہ بہت جلد اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا۔ ایک پیش گوئی یہ ہے کہ جب اسلام حقیقت میں مسیحت کو پیچھے چھوڑ دے گا یعنی ازم قریب ترین ہوتا چلا جائے گا تو اُس وقت غموکی شرح میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ ہر دن دیانتار مسیحیوں کے درمیان تبدیل مذہب اور بھجن کا رجحان مقبول ہوتا جائے گا۔ ہم اس عالمگیر طاقت کے رجحان کا ندازہ نہیں کر سکتے۔ بے شک آخری دنوں کے بنیادی پہلوؤں میں سے ایک یہ ہے جسے باطل عظیم ارتدار (مذہب چھوڑ دینا) کہتی ہے۔ مسیحی ایمان کو چھوڑنے کے عمل میں ایک عالمی تبدیلی آئے گی۔ جب کہ اسلام ایک غیر محفوظ مذہب کے طور پر موجود ہے جو کشتی لڑ رہا ہے کہ اللہ نے کیوں اسلام کو مسیحت سے کم تر بنا کر اس زمین پر رکھا ہے۔ پھر اسی طرح مسیحیوں کے لئے بھی وہ دن آئیں گے جب وہ کہنگے کہ ہُدّانے کیوں اسلام کو نہوا راثات میں مسیحت پروفیٹ دی۔ یہ بہت جلد شروع ہونے والا ہے۔ ہو سکتا ہے اب سے پندرہ سال کے اندر یا اس سے بھی پہلے۔ میں یہ خلاصہ امید کرتا ہوں کہ یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے، لیکن اس وقت کچھ تجویز کرنے کے لئے غیر متوقع اشارے ہیں۔ اس رجحان سے پلٹ جانے کی ایک امید دنیا بھر میں قابل قدر بھر پورا نداز سے بھائی کا کام کرنا ہوگا۔ جسے آج تک کسی نے نہ کیا ہو۔ چونکہ یہ رجحان امریکہ میں شروع ہو رہا ہے۔ ابھی بھی وقت ہے کہ کلیسا کو درپیش سب سے بڑے چیلنج سے آگاہ کیا جائے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا۔ مستقبل اسلام کا ہے (صرف عارضی طور پر ہی سبھی) یہ وقت ہے کہ کلیسا اور حقیقت کا سامنا کرے۔ جیسے بھائی اندریاں، جسے باطل مقدس کا اسمبلر بھی کہا جاتا ہے۔ ۱۹۹۶ء میں انہوں نے کہا، ”جو کیونزم بیسویں صدی میں تھی اسی طرح اسلام اگلے سو سال کے لئے ہو گا۔“ (19)

نتیجہ:

تو شاید اب آپ اتفاق کرتے ہیں کہ اسلام کے بارے میں باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔ لیکن آپ جیران ہو سکتے ہیں کہ اسلامی الہیات کے بارے میں خاص طور پر سمجھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ایک اچھا سوال ہے۔ مہربانی فرمائ کر آپ ان نکات کے بارے میں غور کریں۔ بابل واضح کرتی ہے کہ آخری دنوں کے لئے الیس کا بنیادی مقصد یعنی کچھ ہزار سالوں کے لئے دو اشخاص کو ابھارنا ہے۔ مخالف مسح اور جھوٹا نبی۔ جن کے بنیادی آلات زمین کے باشندوں کو دھوکا دینا ہے۔ آپ کس طرح فرض کرتے ہیں کہ شیطان اپنے آخری وقت کے بڑے دھوکے میں ڈیڑھ بلین مسلمانوں کو شامل کرنے کا منصوبہ بنچکا ہے۔ کیا شیطان دنیا بھر میں اسلام کی اشاعت کے بارے میں دورانِ لیش اور منصوبے بنانے میں ناکام ہو چکا ہے؟ یا کیا شیطان دنیا کے مسلمانوں کو اپنے آخری وقت کی حکمتِ عملی میں شامل کر چکا ہے؟ کیا اسلام دنیا کا تیسرا توحیدی مذہب ہو گا؟ یہ بھی کہ مسیحی و ریہودی شیطان کے ظلم و قتم سہیگے جو مخالف مسح کے مکر ہیں۔ کیا اسلام ایک ایسا مذہب ہو گا جو ہر قوم کی زنا کاری کے خلاف خود فخر کریگا۔ بغیر کسی حقیقی مقابلہ کے ایک شیطانی اور جھوٹے مذہبی رہنمایا پنا آپ دے دینا جائز ہے۔ بہت سالوں سے میں نے خداوند سے ان مسائل کے بارے میں پوچھا۔ جیسے جیسے میں اسلام کے علم میں گھرائی حاصل کرتا گیا۔ میرے سوالات کے جوابات واضح ہو گئے۔ یہ میری کوشش ہے جس کا اشتراک میں آپ کے ساتھ کرتا ہوں جو کچھ میں نے اس میں سے سیکھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کا ایک مضبوط بیان دینا مشکل ہے، لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کتاب میں جو معلومات دی گئی ہیں وہ حقیقت کو تغیر کریں گے کہ اسلام واقعی ایک بنیادی گاڑی ہے جس کو الیس چلا کر بابل میں پیش کردہ مخالف مسح کے سیاسی، مذہبی اور فوجی نظام کی پیش گوئیوں کو پورا کریگا جو مسح یوں کی آمدِ ثانی سے قبل پوری دنیا پر قبضہ کریگا۔

اسلام کی مقدس نصوص

جبیسا کہ ہم اپنا مطالعہ کا آغاز کرچکے ہیں۔ سب سے پہلے ہم اسلام کی مقدس کتابوں کا تعارف منحصر ادیکھیں گے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ قاری کو اسلام کی مقدس کتب سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اسلام کے اختیار کے ڈھانچے کو اپنے لئے سمجھ لے۔ اس کتاب میں پیش کردہ متعدد حوالہ جات انہی مختلف مقدس کتب سے لئے گئے ہیں۔

قرآن مجید

مقدس کتابوں میں سب سے پہلی اور معروف کتاب قرآن ہے۔ قرآن اسلام کی بنیادی مقدس کتاب ہے۔ اور یہ مکمل طور پر محمدؐ کی طرف سے دی گئی ہے جو اسلام کا باñی اور نبی ہے۔ قرآن کا لفظی مطلب ”پڑھنا“ ہے۔ قرآن میں ۱۱۶ ابواب ہیں جن کو سورة کہا جاتا ہے۔ اس پوری کتاب میں جب کبھی قرآن کے ایک حصہ کا حوالہ دیا جاتا ہے تو ہم کہیں گے سورہ پھر اس کے باب کا نمبر اور آیت اور پھر ترجمہ۔ یہ اسلام کی بنیادی کتاب ہے جس میں قرآن کو کسی حد تک اسلام کی بابل کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ تاہم، اسلام کا واحد ذریعہ صرف قرآن یا متأثر کرنے والی روایات نہیں ہیں۔ جب کہ قرآن اسلام کا صرف وہ حصہ ہے جسے لغوی طور پر اللہ کے الفاظ کیا جاتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو اس کی کیساں اہمیت حاصل ہے۔ اسے ”سنّت“ بھی کہا جاتا ہے۔

سنّت

عربی زبان میں سنّت کے لغوی معنی ”ایک واضح اور درست را“ ہے۔ اس میں محمدؐ نے جو کچھ کہا، کیا، درگز رکیا یا مدت کا حوالہ ملتا ہے۔ اس میں محمدؐ کے اقوال، رسم و رواج، تعلیمات یا وہ امثال درج کئے گئے ہیں جو محمدؐ نے مسلمانوں کے لئے چھوڑ دیئے ہیں تاکہ وہ اس پر عمل کریں۔ مسلمان محمدؐ کو تمام بی نوی انسان کے لئے بہترین نمونہ مانتے ہیں۔ یہ تعلیم بالکل واضح طور پر قرآن میں بتائی گئی ہے:

ترجمہ: ”اَكْرَمُ اللَّهِ مَسْجِبٌ رَّكِيْتَ هُوَ مَيْرَے (محمدؐ) فِرْمَانِ دَارِ الْجَوَادِ“ سورۃ ۳: ۳۱ (شاکر)

ترجمہ: ”بِ شَكْ تَهْمِينَ رَسُولَ اللَّهِ كَيْروِيْ بَهْرَتْ هِيَ اسَ كَ لَهُ اللَّهُ أَوْ آخَرِيْ دُنُونَ كَيْ أُمِيدَرَكْتَاهُو۔“ سورۃ ۲۱: ۳۳ (یوسف علی)

اس لئے جو کچھ محمدؐ نے کہا اور کیا وہ سب کے لئے ایمان اور نمونے کی بنیاد بن گیا۔ سنّت کے بارے میں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے اتنی ہی اہم ہے جتنا کہ قرآن۔ کیونکہ یہ سنّت ہی ہے جو قرآن کی وضاحت کرتی ہے۔ سنّت کے بغیر قرآن کو درست طور پر نہیں سمجھا جاسکتا۔ دراصل اسلام کے بہت سے پہلو اور طرز عمل قرآن میں نہیں بتائے گئے لیکن صرف سنّت ہی اس کی وضاحت کرتی ہے۔ پس قرآن اور سنّت دونوں ملکر ہر جگہ مسلمانوں کے لئے عقائد کی بنیاد اور طرز عمل بناتے ہیں۔ اس لحاظ سے قرآن اور سنّت دونوں حوصلہ افزایا اور مستند مانے جاتے ہیں۔

سنّت کے مأخذ

سنّت کو بالخصوص مختلف اقسام کے اسلامی ادب سے اخذ کیا گیا ہے۔ ان دونوں اقسام کی روایات میں سے سب سے اہم اور پہلی حدیث ہے۔ حدیث میں خاص طور پر محمدؐ کے اقوال بیان کئے گئے ہیں۔ دوسری کو ”سیرت“ کہا جاتا ہے۔ سیرت کا لغوی معنی ”سوانح حیات“ ہے۔ پس سیرت رسول اللہ محمدؐ کی سوانح عمری ہے۔ محمدؐ کی زندگی کی کئی قدیم اور جدید سوانح عمری موجود ہیں۔ اگریزی ترجمہ کی سب سے مشہور قدیم سیرت ابن اسحاق کی پیش کردہ ”سیرت رسول“ ہے (محمدؐ کی زندگی) جس کا ترجمہ ماہر علماء شرقیہ ”اے گلامی A.Guillaume“ نے کیا۔ اب دو اقسام کے ادب کے علاوہ اسلام کی تاریخ اور قرآن پر کی جانے والی تفسیریں بھی ہیں جو ابتدائی علماء نے تحریر کیں۔ جب میں اس کتاب میں مختلف اقسام کے ادب کا اجتماعی طور پر ذکر کرتا ہوں تو میں عام اصطلاح ”اسلامی روایات“، ”استعمال کروں گا۔

Hadith: حدیث

اس مطالعہ کے مقصد اور مختلف اسلامی روایات کو سمجھنے کے لئے حدیث کو جاننا زیادہ اہم ہو جائے گا۔ کیونکہ اسلامی عقائد اور طرزِ عمل اور خاص طور پر اسلامی عقائد جو آخرت کے بارے میں حدیث سے لئے گئے ہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حدیث میں وہ لکھا گیا ہے جو محمد نے کہا اور کیا۔ مسلم علماء کے مطابق، محمد کی زندگی کے دوران اور اُس کے بعد اُس کے پیروکاروں نے زبانی وہ سب کچھ مادر کرنا شروع کیا جو اُس نے کیا اور کہا تھا۔

اسناد اور متن | Isnad and Matn

حدیث دو حضور پر مشتمل ہے؛ اسناد اور متن۔ کسی بھی حدیث کا پہلا حصہ اسناد یا متفقی کا سلسلہ ہے۔ اسناد ان لوگوں کا سلسلہ ہے جنہوں نے محمدؐ کی باتوں اور کاموں کو یاد رکھا۔ جیسے اُس نے کہا میا اُن کے بقول۔ اُردو میں اسناد کو اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ عامرنے کی ہا جو اُس نے آئی سے سننا اور اُس نے اکبر سے کہ رضوان یہ کہتا ہے اور کرتا تھا۔ اُن لوگوں کے لئے یقیناً یہ مشکل ہوگا جو پہلے اسلامی ادب سے ناواقف ہیں۔ کیونکہ یہ تمام نام عربی میں درج ہیں۔ بہت سے نام تو بہت لمبے اور پچھیدہ بھی ہیں۔ یہاں پر حدیث میں سے ایک مثال پیش کی جا رہی ہے جو امام مالک متواتا سے لی گئی ہے۔ (کتاب ۲۷-۲۸-۹) لیکن بعض اوقات صرف ایک نام بھی ہوگا۔ جس کا مطلب ہے کہ اس حدیث سے تعلق رکھنے والا شخص برادر راست محمدؐ کے خاندان یا پھر کوئی قریبی ساختی ہے۔ مثال کے طور پر:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے محمدؐ کے بارے میں کہا۔

حدیث کا درس را حصہ متن ہے۔ اس حصہ میں محمدؐ کے اقوال یا اعمال بیان کرنے گئے ہیں۔ پس ہر حدیث متن (محمدؐ کے اقوال اور اعمال) اور اسناد (منتقل کرنے کا سلسلہ) مشتمل ہوتی ہے۔ اس کتاب کو سمجھنے کے لئے ہم نے اس میں صرف متن کو شامل کیا ہے۔ اسناد کو ہر سبق کے اختتامی نوٹ میں لکھ دیا گیا ہے۔

اسلامی عقائد

اسلامی عقائد پر زیادہ تر گذب بنیادی طور پر مصنف کی بہترین کاوشوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جس میں وہ آخر دنوں سے متعلق زیادہ مستند حدیث اور مختلف روایات کو جمع کرتا، مرتب کرتا اور آگے منتقل کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بلاشبہ اسلامی الہیات مصنف کی تفسیر پر بھی مشتمل ہوتی ہے۔ چونکہ میں ایک حدیث کا عالم نہیں ہوں (اور نہ ہی مجھے کہنے کی آرزو ہے) اور چونکہ میں محض آخر دنوں کے بارے میں اسلام کی تعلیمات کی اپنی تشریح پیش نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے بختنی کے ساتھ ان اسلامی علماء اور مصنفوں کی اسلامی روایات یا تفسیر کو استعمال کیا۔ جو ان موضوعات پر بڑے پیالے ہیں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب ایسے اقتباسات اور حوالہ جات کے ساتھ بھاری ہو جائے گی۔

اسلامی عقیدہ آخرت کا مطالعہ دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ معمولی نشانات اور بڑے نشانات۔ معمولی نشانات بعض اوقات اسی طرح سمجھے جاتے ہیں جسے یوسع نے ”صیتوں کا شروع“ کہا۔ (متی ۲۲:۸) بلکہ اس طرح کہنا چاہیے کہ یہ نشانات بڑے نشانات سے قبل رونما ہوں گے۔ کسی حد تک یہ یقین ہے تاہم فرق صرف اتنا ہے کہ بہت سے معمولی نشانات بڑے نشانات کے ساتھ بیک وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ یوں چھوٹی نشانیوں کو لازمی طور پر بہلی نشانیاں نہیں کچھی جانی چاہیے بلکہ چھوٹی نشانیاں بہت دلچسپ ہیں لیکن اس مطالعہ کے مقصد کے لئے ہم ان میں نہیں کھوڈیں گے۔ اس کی بجائے ہم برہ راست بڑے نشانات کی طرف بڑھینے۔

بڑے نشانات

اسلام بڑے نشانات سے متعلق کیا سیکھاتا ہے اس مطالعہ کی واضح سمجھ بہت اہم ہے۔ بڑے نشانات یا اکبر نشانیاں صاف ظاہر ہے کہ معمولی نشانات سے کہیں زیادہ اہم واقعات سمجھے جاتے ہیں۔ ان نشانات سے متعلقہ مسائل، جیسا کہ مختلف مسیح، دجال کی آمد، عیسیٰ اُمّت کی آمد، امام المهدی کی آمد وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ چھوٹے نشانات اُن کی صداقت کے مطابق غیر واضح اور قابل بحث ہیں۔ بڑے نشانات تو ایک مسلمان عقل کے لئے بالکل ناقابل گفت و شنید سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے بڑے نشانات کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے مسلمانوں کے درمیان آخر دنوں کے عقیدہ کی اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے۔

اسلام میں آخر دنوں کی ترجیح

قرآن مجید پانچ بنیادی چیزوں کا ذکر کرتا ہے جن پر ایک مسلمان کو مسلمان ہونے کے لئے ایمان لانا ضروری ہے۔ یہ پانچ عنصر باہم مل کر اسلام کا بنیادی عقیدہ بن گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں:

ترجمہ: ”کچھاصل نیکی نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔ ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں

اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز ماں دے۔۔۔“ (سورۃ البقرہ ۲:۱۷۷)

پانچ بنیادی اصولوں کی ترتیب

۱۔ اللہ پر ایمان

۲۔ آخرت پر ایمان

۳۔ فرشتوں پر ایمان

۴۔ کتاب پر ایمان

۵۔ انبیاء پر ایمان

یہ میسیحیت سے بہت مختلف ہے۔ آخرت کا عقیدہ (قیامت) ابتدائی کلیسا اور نئے عہد نامے میں ایک نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ جب کہ بدعتی سے آج اسے زیادہ تر لوگ نظر انداز کر چکے ہیں۔ لیکن اسلام کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ وہ سچا مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک آخرت پر یقین نہ کرے اور وہ واقعات جو اس سے پیشتر رونما ہوں گے۔ اگر ہم دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے مرکزی مذہبی پیشان گوئیوں کو مجھنے کی خواہش رکھتے ہیں؟ آخر دنوں کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر اور خاص طور پر بڑے نشانات کو مجھنا ضروری ہے۔

امام مهدی: اسلام کا متوقع مسیح

بڑی نشانیوں میں سے سب سے زیادہ مرکزی اور متوقع نشانی وہ ہے جو کہ ہر مسلمان انتظار کر رہا ہے یعنی امام مهدی۔ عربی زبان میں المهدی کا مطلب ہے ”ہدایت دینے والا“ (۱) شیعہ مسلمان بعض اوقات اسے صاحب الزمان یا المهدی کے نام سے بھی جانتے ہیں۔ جس کا مطلب ”زمانہ کا مولا“ یا متوقع نجات دہنده ہے۔ بڑے نشانوں میں امام مهدی پہلانشان ہے۔ چودھویں صدی کے ایک معروف مسلم عالم ابن کثیر نے اس بات کی تصدیق کی ہے:

”چھوٹی نشانیوں کے ظہور اور اضافے کے بعد، بنی نوع انسان ایک بہت بڑے ذکر کے مرحلے سے گزرے گی۔
پھر متوقع مسیح ظاہر ہو گا؛ وہ اُس وقت کا سب سے بڑا اور واضح نشان ہے۔“ (۲)

امام مهدی کی آمد تمام اسلامی عقیدہ آخرت کی کہانیوں کا مرکزی اعلیٰ عنصر ہے۔ پس امام مهدی کا آنا اسلامی عقیدہ آخرت کی مرکزی توقعات ہیں۔ بعض مسلم علماء چھوٹی نشانیوں کا حوالہ نہیں دیتے بلکہ وہ ان کا حوالہ امام مهدی کے ہمراہ دیتے ہیں۔ (۳) جبکہ اسلام کے شیعہ اور سُنی فرقوں میں کچھ تضاد ملتا ہے۔ بعض سُنی حلقے اس کے بالکل خلاف ہیں۔ عام عقیدہ امام مهدی اسلام کے اندر ایک فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ زیادہ تر مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں۔ شیخ محمد ہشام، امریکہ کی اسلامی سپریم کونسل کے چیئر مین کے مطابق:

”امام مهدی کے آنے کا عقیدہ نہ صرف شیعہ اور سُنی دونوں بلکہ تمام انسانیت کے لئے قائم کیا گیا ہے۔“ (۴)

آیت اللہ یاقوت الصدر اور آیت اللہ مردمہر دونوں شیعہ مسلم علماء اپنی کتاب ”متظرنجات دہنہ“ میں امام مهدی کے بارے میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

”امام مهدی، متوقع نجات دہنہ سے زیادہ افسانوی شخصیت انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ دنیا کے واقعات کے دھاگوں نے انسانی زندگی کا ایک اچھا ڈائزین ہن دیا ہے۔ لیکن امام مهدی کا نمونہ دیگر نمونوں سے بالاتر ہے۔ انہوں نے تاریخ میں بصیرت کا تصور دیا ہے۔ انہوں نے دنیا کے تمام خواب دیکھنے والوں کے لئے خواب دیکھا ہے۔ بنی نوع انسان کی حتمی نجات کے لئے وہ اُمید کا قطبی ستارہ ہے۔ جس پر بنی نوع انسان کی نگاہیں جھی ہوئی ہیں۔ امام مهدی کی سچائی کی کھون کے بارے میں کسی ذات پا، عقیدہ اور ملک کا امتیاز نہیں۔ یہ کھون عالمگیر ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے امام مهدی خود عالمگیر ہے۔ وہ تنگ دیواروں کے اوپر شاہانہ کھڑا ہے جس میں انسانیت کو کاتا اور تقسیم کیا جاتا ہے۔ اُس کا تعلق سب سے ہے۔ وہ سب کچھ ہے اور بہت کچھ۔ اصل میں امام مهدی کیا ہے؟ بے شک یہ ایک بڑا سوال ہے جو دنیا کے سمجھدار لوگ پوچھنا پسند کریں گے۔“ (۵)

درحقیقت یہ متوقع مسیح جس کا اسلامی دنیا کافی عرصے سے انتظار کر رہی ہے کون ہے؟ وہ ایسا کیا کریگا کہ وہ سب اُمید کی حالت میں ہیں؟ اس باب میں خوب اچھی طرح سے اس سوال کا جواب مختلف اسلامی روایات اور مسلم علماء اکرام کی تشریحات سے دیا جائے گا۔ جن کا مطالعہ وہ کر چکے ہیں۔ میں آپ کو ہر ایک اقتباس کو پڑھنے کی حوصلہ افزائی کروں گا۔ یہ ان حوالہ جات میں ہے جو ہمیں ایک بیان میں ملتا ہے جو بہت سے ڈیڑھارب مسلمانوں کے جذبات اور مرکزی عقائد میں سے ایک ہے اور جسے دنیا کے ساتھ باہم تباہ ہوں۔ ہم میں سے وہ جو بنیادی روحانی عوامل کی سمجھ کی خواہش رکھتے ہیں وہ دنیا کو متاثر کر رہے ہیں اُن کو بہت زیادہ توجہ مركوز کرنی چاہیے۔

اسلام کا مسیح

آسان لفظوں میں امام مهدی کو اسلام کا مسیح یا نجات دہنہ بھی کیا جاتا ہے۔ جبکہ لفظ مسیح یا میسیحیت واضح طور پر یہودی مسیحی اساس ہے۔ یونیورسٹی آف ورجینیا کے پروفیسر عبد العزیز عبدالعین متفق ہے کہ ان اصلاحات کو مناسب طور پر ایک اسلامی ناظر میں استعمال کیا جاتا ہے جب امام مهدی کی طرف اشارہ ہو۔ اس مضمون ”اسلامی میسیحیت“ پر علما نے کام کرتے ہوئے وہ بتاتے ہیں:

”اسلامی تناظر میں لفظ ‘میسیح کی آمد کا عقیدہ’ Mesianism آختر کے اہم تصور کو توجہ کرنے کے لئے کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ امام مہدی جو پہلے سے ہی مقرر کردہ رہنماء ہے۔ سماجی تبدیلی کے لئے اٹھے گا تاکہ آسمانی ہدایت کے تحت تمام چیزوں کو بحال کریگا۔ پھر اسلامی میسیح اپنے پیروکاروں کی خواہشات کے مطابق جسم اختیار کرتا ہے۔ ایمان کی پاکیزگی کی بجائی میں جو تمام بی فو نو انسان کے لئے سچائی اور راستبازی سے رہنمائی لائے گا۔ جو ایک سماجی برائیوں اور جرسے پاک دنیا بنائے گا۔ جس میں اسلامی اعلیٰ ہمار تمام قوموں کے لئے ایک معیار ہوگا۔“ (6)

اس طرح یہ کہنا درست ہے کہ امام مہدی کا آنا زیادہ تر مسلمانوں کے لئے ایسا ہے جیسا کہ مسیحیوں کے لئے یسوع مسیح کی آمدِ ثانی۔ جبکہ مسیحی یسوع مسیح کی آمدِ ثانی کے منتظر ہیں تاکہ وہ تمام الہی وعدے پورے ہوں جو خدا نے اپنے لوگوں سے کئے ہیں۔ مسلمان امام مہدی کے ظہور کے منتظر ہیں تاکہ ان مقاصد کی تکمیل ہو۔ شیخ کتابی اسی طرح امام مہدی کی شناخت اسلام کی بنیادی مسیحی شکل کے طور پر کرتا ہے:

”یہودی مسیح کا، مسیحی یسوع کا، اور مسلمان امام مہدی اور عیسیٰ اُمّتِ دونوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ تمام مذاہب ان کو بیان کرتے ہیں کہ وہ دنیا کو بچانے آرہے ہیں۔“ (7)

محمدؐ کے خاندان سے ایک شخص

اسلامی عقائد میں امام مہدی سے متعلق سب سے پہلا اور زیادہ حوالہ جات روایات میں دیئے گئے ہیں۔ جس میں بیان ہے کہ امام مہدی محمدؐ کی نسل میں سے ہوگا اور محمدؐ کا نام رکھا گا:

”دنیا اُس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ یہ نہ ہوگا کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص مبعوث ہوگا۔ اس کا نام میرے نام کے مطابق (یعنی محمدؐ) ہوگا اور عرب یوں پر حکومت کریگا۔“ (8)

”مہدی میری نسل اور فاطمہ (محمدؐ کی بیٹی) کی اولاد میں سے ہوگا۔“ (9)

تمام مسلمانوں کے لئے ایک عالمی رہنما

آج پوری اسلامی دنیا میں اسلامی خلافت کی بجائی کی بلا جہٹ ہے۔ اسلام میں خلیفہ کو کسی حد تک مسلمانوں کے پوپ کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ زمین پر خلیفہ کو اللہ کے نائب کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ جب مسلمان خلافت کی بجائی کی بات کرتے ہیں تو وہ آخر کار امام مہدی کا مطالبه کر رہے ہیں۔ امام مہدی اسلام کا آخری خلیفہ ہے۔ جس کا انتظار ہو رہا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ہر جگہ ان کی پیروی لازم ہوگی۔

”اگر تم اُسے دیکھو تو جاؤ اور اُسے بیعت دو یہاں تک کہ اگر تمہیں برف پر بھی رینگنا پڑے، کیونکہ وہ (مہدی) اللہ کا نائب منتخب (خلیفہ) ہے۔“ (10)

”وہ راہ ہموار کرے گا اور محمدؐ کے خاندان کی حکومت قائم کرے گا۔۔۔ ہر مومن اس کی حمایت کرنے کا پابند ہوگا۔“ (11)

دنیا کا حکمران

امام مہدی مسلم دنیا کا مستقبل کا رہنما مانا جاتا ہے جو نہ صرف اسلامی دنیا پر بلکہ اس کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی دنیا پر بھی حکمرانی کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ امام مہدی اسلامی دنیا میں ایک انقلاب برپا کریگا اور پوری دنیا میں ایک نیا اسلامی ورثہ آرڈر رانچ کریگا۔ امام مہدی دنیا میں حق اور انصاف قائم کریگا اور مردائی اور بعد عنوانیوں کا خاتمه کریگا۔ وہ مسلمانوں کے

دشمنوں کے خلاف لڑے گا اور وہ فتح مند ہو گا۔ (12) وہ مُقرہ دن پر دوبارہ ظاہر ہو گا اور وہ بدی کی قوتون کے خلاف جہاد کریگا۔ وہ ایک عظیم انقلاب برپا کریگا اور انصاف، صداقت اور نیکی پر مبنی ایک نیا ولڈ آرڈر قائم کریگا۔ بالآخر صداقت دنیا کی انتظامیہ کے ہاتھوں سے لے لی جائے گی اور اسلام تمام ادیان عالم پر فتح حاصل کر لے گا۔ (13) وہ حق کی فتح اور تمام خالموں کے زوال کا خبر رساں ہے۔ وہ ظلم اور جبر کے خاتمے اور اسلام کے حقیقی عروج کا اعلان کرتا ہے جو پھر بھی نہیں ہونے والا۔ وہ بتی نوع انسان کی شادمانی اور بلندی کو یقینی بنائے گا۔ مہدی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشان ہے جو بہت جلد ہر ایک کے اوپر ظاہر ہونے والا ہے۔ (14)

امام مہدی کا اس دنیا پر عظیم انقلاب لانے کے ذریعے اور طریقوں میں فوجی مہماں اور مقدس جنگیں (جہاد) شامل ہوں گے۔ جبکہ کچھ مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ امام مہدی کے دور میں دنیا کے بہت سے غیر مسلمان لوگ پُرانی طریقے سے اسلام قبول کر لیں گے۔ زیادہ تر روایات میں آیا ہے کہ بہت سے غیر مسلمان امام مہدی کی فتح کے نتیجے میں اسلام کی طرف آ جائیں گے۔ عبد الرحمن کیلائی، اپنی کتاب ”آخری الہام“ میں امام مہدی کی بہت سی جنگوں کا ذکر کرتا ہے: ”امام مہدی مسلمانوں کے لئے ایک خلیفہ کے طور پر بیعت کا عہد لے گا۔ وہ جہاد کی کٹی لڑائیوں میں مسلمانوں کی رہنمائی کریگا۔ اُس کا دور خلافت کا دور ہو گا اور وہ نبی کی ہدایت پر عمل کریگا۔ امام مہدی کے دور حکومت کے دوران مسلمانوں اور کافروں کے درمیان بہت سی لڑائیاں ظاہر ہوں گی۔“ (15)

یہاں تک کہ ہارون یحیٰ، ایک اعتدال پسند اور انہائی مقبول مسلم مصنف حوالہ دیتے ہیں کہ امام مہدی غیر مسلم علاقوں پر متعدد بار حملہ کریگا: ”امام مہدی مشرق اور مغرب کے درمیان تمام مقامات پر حملہ کریگا۔“ (16)

سیاہ جہنڈوں کی فوج

ایک فوج مشرق سے آئے گی جو امام مہدی کے ساتھ اقتدار پر غلبہ حاصل کر لے گی۔ اور ان کے ہاتھوں میں سیاہ پرچم یا جنگ کے بیز ز ہو گے۔ شیخ کبانی بیان کرتے ہیں:

”حدیث ظاہر کرتی ہے کہ سیاہ پرچم خراسان کے علاقے سے آرہے ہیں جو آگاہ کریں گے کہ امام مہدی کا ظہور قریب ہے۔ آج خراسان ایران میں ہے۔ اور بعض علماء کہہ چکے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب ہے کہ جب سیاہ پرچم و سطی ایشیاء میں ظاہر ہوں گے تو یہ خراسان کی طرف اشارہ ہے۔ تب امام مہدی کا ظہور نازل ہو گا۔“ (17)

ایک اور روایت بیان کرتی ہے:

”رسول اللہ نے کہا: سیاہ پرچم مشرق کی طرف سے آئیں گے اور ان کے دل لو ہے کی طرح مضبوط ہوں گے جو کوئی ان کی سنتا ہے وہ ان میں شامل ہوں اور بیعت دیں۔ یہاں تک کہ تمہیں اگر برف پر بھی ریکھنا پڑے۔“ (18)

دین اسلام میں دو پرچم ہیں ایک سفید اور دوسرا سیاہ۔ دونوں پرچم پر عربی کے الفاظ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھے ہوئے ہیں۔ سفید پرچم کو ”الواء“ کہا جاتا ہے اور یہ مسلمان فوج کے سربراہ کی نشانی کے طور پر کام کرتا ہے اور یہ اسلامی ریاست کا پرچم ہے۔ سیاہ پرچم کو ”الراۃ“ کہا جاتا ہے جو مسلمان فوج کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کو جہاد کا جہنڈا کہا جاتا ہے۔ اسے اکثر جنگ میں رکھا جاتا ہے۔ ایک پرچم سرکاری ہے اور دوسرا فوجی پرچم ہے۔“ (19)

جب محمدؐ نے آبائی شہر مکہ آٹھ سال جلو اٹنی کے بعد والبیں آیا تو وہ ایک فارج کے طور پر آیا۔ اُس کے ساتھ دس ہزار مسلمان سپاہی تھے۔ ان کے پاس سیاہ جہنڈے تھے۔ ان کے جہنڈوں پر عربی میں ایک لفظ لکھا ہوا تھا یعنی ”العقوبة/سزا۔“ (20)

ایک مرتبہ میں ایک مسلمان نوجوانوں کے گروپ سے بات کر رہا تھا اور ان سے کچھ سوال پوچھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ امریکی اور اسرائیلی فوج اسلامی ممالک کی فوج کے مقابلے میں، بہت سے مسلمانوں کے لئے مشکل پیدا کر دے گی۔ ان آدمیوں میں سے ایک تو میرے سوال پر بہت غصہ ہوا اور اچانک باہر چلا گیا۔ ”تم امریکی اور یہودی اچھی طرح تیار ہو جاؤ کیونکہ سیاہ پرچم والے آرہے ہیں! اس وقت مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا بعد میں مجھے معلوم ہو گیا۔

اسرائیل پر فتح

اسلامی روایات امام مہدی کی تصویریشی اس طرح کرتی ہے کہ وہ مسلمان جگہوں کی فوج کے ساتھ شمولیت کرتا ہے جو سیاہ پرچم لئے ہوئے ہیں۔ پھر امام مہدی اس فوج کی قیادت کریں گے اور اسرائیل کو دوبارہ اسلام کے لئے فتح کر لیں گے۔ یہودیوں کا بیہاں تک قتل عام ہو گا کہ باقی کچھ ہی نجی جائیں گے اور یہ شیعہ کی سرزین سے امام مہدی پوری دنیا پر حکومت کریگا۔

”رسول اللہ نے کہا؛ افواج سیاہ پرچم لے کر خراسان سے آئیں گی۔ کوئی طاقت اسے روکنے کے قابل نہ ہوگی۔ بالآخر اللہ (بیت المقدس) تک پہنچ جائیں گے۔ جہاں وہ اپنے جہنڈے اونچا کریں گے۔“ (21)

مندرجہ بالا حوالہ بہت اہم ہے۔ ”بیت المقدس“ عربی میں اس کا مطلب ”پاک گھر“ ہے۔ یہ مسجد الاقصیٰ کا حوالہ دے رہا ہے اور یہ شیعہ میں مقدس پہاڑ پر واقع ہے۔

ایک خاص انداز میں، مصری مصنفین محمد بن عزت اور محمد عارف اور پریان کردہ روایت پر تبصرہ کرتے ہیں:

”امام مہدی فتح مند ہو گا اور وہ ان کتوں اور سوروں اور اُس وقت کے بتوں کا خاتمہ کر دے گا۔ تاکہ رسالت پیغمبری کی بنیاد پر خلافت قائم ہو۔ جس کا ذکر حدیث میں ہے۔۔۔ یہ شیعہ خلافت راشدہ کی جگہ ہو گی اور اسلامی حکومت کا مرکز ہو گی۔ جس کی سربراہی امام مہدی کریں گے۔۔۔ جو یہودیوں کی قیادت کو ختم کر دے گی۔ اور بالیں کا غلبہ ختم کر دیگا جو لوگوں میں رُبائی ڈالتا ہے۔ جوز میں پر کرپشن کا سبب بنتی ہے وہ جھوٹے بتوں کو غلام بنائے گا اور جو شریعت کے علاوہ دوسرے قوانین سے دنیا پر حکومت کر رہے ہیں۔“ (22)

ایک بہت مشہور روایت ہے جو آثار پوری اسلامی دنیا میں امام مہدی کی اسرائیل کے خلاف فوجی کارروائی کے طور پر کہی جاتی ہے۔ یہ روایت دونوں گھونوں اور بہت سگین ہے۔

”رسول اللہ نے کہا؛ قیامت اس وقت تک نہیں آئیں گی جب تک مسلمان یہودیوں کے خلاف جنگ نہ لیں اور مسلمان ان یہودیوں کو قتل نہ کر لیں جب تک یہودی خود کو پتھر یا درخت کے پیچھے چھپانہ لیں اور پتھر یا درخت کہیں گا؛ اے مسلمانو! اللہ کے بندوں۔ ایک یہودی میرے پیچھے چھپا ہے۔ آ اور اسے قتل کر۔۔۔“ (23)

معجزانہ مہیا کار جسے سب محبت کریں گے

کہا جاتا ہے کہ امام مہدی کو ہوا، بارش اور فصلوں پر اختیار حاصل ہو گا۔ امام مہدی کی حکومت کے تحت دنیا خوشحال ہو جائے گی۔ اسلامی روایت میں محمدؐ نے کہا:

”میری امر (علمی اسلامی برادری) کے آخری دنوں میں امام مہدی ظاہر ہو گا۔ اللہ اسے ہوا، بارش اور پودوں کے نکلنے پر قدرت دے گا۔ وہ بکثرت مال دے گا۔ بھیڑ کریاں بڑی تعداد میں ہو گئی اور اُمرت بڑھے گی اور اس کا وقار بلند ہو گا۔“ (24)

”اُن سالوں میں میرے اتحادی خوشی کا وقت لطف اندوز کریں گے جس کا تجربہ انہیوں نے پہلے کبھی نہیں کیا، آسمان ان پر موسلا دھار بارش بھیجے گا۔ زمین اپنے پودوں کو نہیں روکے گی اور مال و دولت سب کے لئے دستیاب ہوں گے۔ ایک آدمی کھڑا ہو گا۔ امام مہدی اسے مجھے دو۔ اور وہ کہے گا۔ لے لو!“ (25)

وہ بے شمار فوائد جو امام مہدی لائے گا اُس کے نتیجے میں زمین کے سب باشدے اُس کی گہری محبت کے دیوانے ہو جائیں گے۔

”اللہ سب لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت بویگا۔“ (26)

امام مہدی ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک اُس کی بابت کہے گا۔ اُس کی محبت کے مشروبات پیتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی کسی اور جیزے کے بارے میں بات چیت نہیں کرتے۔

امام مہدی کے دور حکومت کا وقت

امام مہدی کی طاقت کا غالبہ اور قدرت کے وقت کے بارے میں ایک سے زائد روایات موجود ہیں۔ ایک خاص حدیث ہے جو اُس واقعہ کو بتاتی ہے جس میں عربوں اور رومن کے درمیان امن معاهدہ ہوگا۔ (روم بیہاں پر مسیحیوں کو کہا گیا ہے یا مغرب کو) چونکہ یہ امن معاهدہ رومن کے ساتھ ہوا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ خاص طور پر ایک یہودی کہانی سلسلہ ہارون کے ذریعے طے پائے گا۔ یہ امن معاهدہ سات سال کی مدت کے لئے ہوگا:

”رسول اللہ نے کہا: تمہارے اور وہیوں کے درمیان چار امن معاهدے ہوئے گے اور چوتھا معاهدہ حضرت ہارون کی اولاد کے ذریعے ہوگا (ہارون۔ مویٰ کا بھائی) اور یہ سات سال کے لئے ہوگا۔“ (28)

ایسا لگتا ہے کہ یہ سات سالہ امن معاهدہ کا دور امام مہدی کی دور حکومت کا دور ہوگا۔ لیکن کچھ روایات ایسی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ امام مہدی آٹھ یا ممکن ہوا تو نو سال تک حکومت کریگا۔ لیکن زیادہ تر روایات سات سال کا بتاتی ہیں۔

نبی نے کہا: ”وہ جانید کہ تو تقویم کریگا اور اپنے نبی کی سنت کے ذریعے ا لوگوں پر حکومت کریگا اور زمین پر اسلام قائم کریگا۔ وہ سات برس تک رہے گا اور پھر مر جائے گا اور مسلمان اُس پر نماز ادا کریں گے۔۔۔“ (29)

نبی نے کہا: امام مہدی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جو ظلم و جبر سے بھری ہوئی تھی اور وہ سات سال حکومت کریگا۔“ (30)

امام مہدی، سفید گھوڑے پر سوار

خیال کیا جاتا ہے کہ امام مہدی ایک سفید گھوڑے پر سوار ہوگا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ علمتی ہے یا لفظی۔ یہ کافی دلچسپ بات ہے کہ یہ روایت مسیحی صحیفوں کی مسلم تشریع پر منی ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ مسلمان کہتے ہیں کہ یہ یہودیوں اور مسیحیوں نے بدلتی ہے۔ وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ تبدیل شدہ باقی کتابوں کے اندر کچھ حصہ اصل ہے۔ جیسا کہ اسلامی علوم میں ایک روایت موجود ہے کہ باقی کے ان حصوں کو نکالو جو مسلمان محسوس کرتے ہیں کہ وہ یہودی اور مسیحی اثر و سوراخ کی کرپشن سے پاک ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ اس مسیحی۔ یہودی روایات کو مسلمانوں کی طرف سے اسرائیل کہا جاتا ہے اس طرح کی ایک باقی کی روایت کو منتقل کرنے والا مسلمان عالم کعب الداہر ہے جو مسلمانوں کے درمیان ایک قابل اعتماد حدیث منتقل کرنے والا جانا جاتا ہے اور اسی طرح اسرائیل کو بھی۔ (31) کعب العبر اپنے خیال کی حمایت کرتے ہیں کہ سفید گھوڑے پر سوار کی وضاحت جو مکافہ کی کتاب میں ملتی ہے حقیقت میں امام مہدی ہے۔ دو مصری مصنفوں محمد ابن عزت اور محمد عارف نے بھی اس کی حمایت کی ہے۔ ان دونوں نے اپنی کتاب ”امام مہدی اور آخرت“ میں کچھ اس طرح اقتباس کیا ہے:

”میں نبیوں کی کتابوں میں امام مہدی کو ڈھونڈتا ہوں۔ مثال کے طور پر مکافہ کی کتاب کہتی ہے۔ اور میں نے ایک سفید گھوڑا دیکھا وہ اُس پر بیٹھے ہوئے تھا۔۔۔ فتح کرنے نکلا اور چلتا گیا۔“ (32)

عزت اور عارف پھر اس کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں:

”یہ واضح ہے کہ یہ شخص مہدی ہے جو سفید گھوڑے پر سوار ہو گا اور قرآن کے مطابق ان کے ساتھ انصاف کریگا جن کے آدمیوں کے ماتھے پر بحدے کے شناختیاں ہو گے (پانچ وقت نماز ادا کرنے پر ما تھا ز میں پر لگنے سے جو نشان بتتا ہے) (33)

کسی نے کہا ہے کہ اسی وجہ سے صدام حسین نے متعدد مورثیاں بغداد میں بنائی تھیں وہ خود کو مسلمان سور ماتصور کرتا تھا جو سفید گھوڑے پر توار کے ساتھ بیٹھا تھا اور کافروں کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا۔“ (34)

امام مہدی، ایک ماهر آثار قدیمه

امام مہدی سے متعلق ایک حقیقی اور بہت دلپس روایات کے سلسلے میں ہمیں ملتا ہے کہ وہ بابل کے کچھ طوماروں کو ڈھونڈنے کا لے گا جو پہلے کبھی نہیں ملے تھے اور یہاں تک کہ عہد کا صندوق بھی کعب المہر کا کہنا ہے: اُسے مہدی کہا جائے گا کیونکہ وہ کچھ پوشیدہ چیزوں کو تلاش کرنے میں رہنمائی کریگا۔ وہ انتظا کیہ کی لمبی میں سے توریت اور انحصار کو باہر لائے گا۔“ (36)

جبیسا کہ سیویں المولیٰ میں ذکر کرتا ہے کہ اللہ کے نبی نے کہا: وہ مہدی کہلانے گا وہ لوگوں کی رہنمائی کریگا کہ ان کو شام کے پہاڑ تک لے جائے گا جہاں سے وہ توریت کی جلدیوں کو نکالے گا جن کو یہودیوں نے مسترد کر دیا تھا۔ امام مہدی اپنے ہاتھوں سے تراہیں کی جھیل میں سے عہد کا صندوق نکالے گا اور اُسے پرشیم میں رکھے گا۔“ (36)

امام دانی نے کہا کہ اُسے مہدی کہا جائے گا کیونکہ وہ ان کو شام کے پہاڑ کی طرف لے جانے میں رہنمائی کریگا۔ جہاں سے توریت کی جلدیں نکالی جائیں گی جس کے ساتھ یہودیوں کے ساتھ بحث ہو گی اور اُسے ہاتھ پر ان کا ایک گروہ مسلمان ہو جائے گا۔“ (37)

بطاہر امام مہدی ان کھوئے ہوئے نئے اور پرانے عہد نامے کے حصوں اور اسی طرح عہد کے صندوق کی تلاش کا مقصد نو مسلم یہودیوں اور مسیحیوں کو خاتمے سے پہلے جیتنا ہے اور باقی ختم کر دیجے جائیں گے۔ اسلامی روایت کے اس پہلو پر ہم آئندہ ابواب میں گفتگو کریں گے۔

خلاصہ:

مختلف اسلامی روایات اور مسلم علماء کی آراء کا جائزہ لینے کے بعد اور جو کچھ ہم نے اس شخص کے بارے میں سیکھا اُسے ایک فہرست کے ذریعے دیکھیں اور مہدی کا مشن جو دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے ذہنوں میں موجود ہے۔ آئیے اب جائزہ لیتے ہیں۔ یاد کیں، یہ وہ ہے جس کا دنیا کے مسلمان ہدّت سے انتظار کر رہے ہیں:

- ۱۔ امام مہدی اسلام کا بنیادی مسیح ہے۔
- ۲۔ وہ محمد کا جانشین ہو گا اور محمد کے نام پر ہو گا۔ (محمد بن عبد اللہ)
- ۳۔ وہ ایک دیانتار مسلمان ہو گا۔
- ۴۔ وہ ایک بے مثال عظیم روحانی، سیاسی اور فوجی لیڈر ہو گا۔
- ۵۔ وہ زمین پر کوڑا اور بڑی خرابی کی ایک مددت کے بعد اُبھرے گا۔
- ۶۔ وہ دنیا بھر میں انصاف اور صداقت کو قائم کریگا اور ظلم و جبر کو ختم کریگا۔

۷۔ وہ دنیا بھر میں مسلمانوں کا خلیفہ اور امام ہو گا۔

۸۔ وہ ایک عظیم انقلاب برپا کریگا اور ایک نیا اور لڑ آرڈر قائم کر دیگا۔

۹۔ وہ اپنے مخالفین کے خلاف فوجی کارروائی کر دیگا۔

۱۰۔ وہ کئی ممالک پر حملہ کر دیگا۔

۱۱۔ وہ ایک یہودی سلسلہ نسب سے امن کا سات سالہ معاهدہ کر دیگا۔

۱۲۔ وہ اسرائیل کو اسلام کے لئے فتح کر دیگا اور وفادار مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں کے خلاف ایک جنگی جنگ کر دیگا۔

۱۳۔ وہ یوشیم سے منے اسلامی دنیا کے ہیڈ کواٹرز قائم کر دیگا۔

۱۴۔ وہ سات سال تک (مکنن حد تک آٹھ سال) حکومت کر دیگا۔

۱۵۔ وہ اسلام کو دنیا کا واحد مذہب کا عملی جامہ پہنانے گا۔

۱۶۔ وہ سفید گھوڑے پر سوار ہو گا۔ (علامتی طور پر)

۱۷۔ وہ بابل کے کچھ نادیدہ نشخوں کو دریافت کر دیگا جن کو وہ یہودیوں کے ساتھ بحث کے لئے استعمال کر دیگا اور ان کو مسلمان بنانے گا۔

۱۸۔ وہ گلیل کی جھیل میں سے عہد کے صندوق کو پھر دریافت کر دیگا اور اسے یوشیم لائے گا۔

۱۹۔ اُس کے پاس اللہ کی طرف سے مافوق الفطرت طاقت ہو گی۔ اُس کا اختیار ہوا، بارش اور فصلوں پر ہو گا۔

۲۰۔ وہ کشیر مال و دولت حاصل کر دیگا اور تقسیم کر دیگا۔

۲۱۔ زمین کے سب لوگ اُسے عزیز جانیں گے۔

بائبل کا مخالف مسیح اور امام مہدی کا موازنہ

وہ بہت سے لوگ جنہوں نے بائبل مقدس کا مطالعہ نہیں کیا اُن کے لئے ایک ایسے شخص کا جانا مشکل ہو گا جس کو مخالف مسیح کہتے ہیں۔ آسان لفظوں میں بائبل کے مطابق مخالف مسیح آخري دنوں میں زمین پر شیطان کا بنیادی انسانی اجنبیت ہو گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بائبل میں اسے مخالف مسیح کہا گیا ہے۔ مخالف مسیح کو بائبل میں دیگر ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔ مخالف مسیح کے لئے کچھ دیگر نام جو بائبل میں تفویض کئے گئے ہیں اُن میں ”حیوان“ (مکافہ ۲:۱۳)، اُجاڑنے والی مکڑوہ چیز (متی ۱۵:۲۲)، اُجاڑنے والا (دانی ایل ۹:۲۷)، گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند، لا قانونیت کا آدمی (۲۔ چھسلینکیوں ۲) چھوٹا سینگ (данی ایل ۷:۸)، اُسور (میکاہ ۵:۵؛ یحیاہ ۱۰:۵، ۱۲:۵) شاہ بابل، ظالم (یحیاہ ۱۲:۴) اور پھر جون (حرقی ایل ۱:۳۸، مکافہ ۷:۲۰) کلام مقدس میں ان ناموں کے علاوہ اور بہت سے نام ہیں جن سے مخالف مسیح جانا جاتا ہے۔

لیکن ان تمام غیر معمولی ناموں سے پرے، مخالف مسیح کون ہے؟ اس باب میں ہم چند بنیادی تفصیلات اور دعووں سے جائزہ لیتے ہوئے بائبل کے مطابق وضاحت کریں گے کہ مخالف مسیح کون ہے؟ ہمارے اس مطالعہ میں مخالف مسیح اور امام مہدی کی مماثلت کے درمیان توجہ دی جائے گی۔

ایک طاقتوں سیاسی اور فوجی دنیا کا رہنماء

بائبل سے ہم سیکھتے ہیں کہ اخیر وقت میں مخالف مسیح ایک ایسا شخص ہو گا جو ایک بہت سی طاقتوں سلطنت کی قیادت کرنے گا جسے تاریخ نے آج تک پیدا نہیں کیا ہو گا۔ مخالف مسیح کی اس طاقتوں کا ندانہ کردار کی وضاحت سب سے پہلے دانی ایل نبی نے بائبل میں بیان کی ہے۔ دانی ایل کی کتاب کے باب ۷ میں ہم دیکھتے ہیں کہ دانی ایل چار خوفاک اور انوکھے حیوان خواب میں دیکھتا ہے۔ پہلے تین کی وضاحت کے بعد دانی ایل چوتھے حیوان کو بیان کرتا ہے:

”پھر میں رات کو رویا میں دیکھتا ہوں اور کیا دیکھتا ہوں کہ چوتھا حیوان ہو لیا ک اور ہبیت ناک اور نہایت زبردست ہے۔ اُس کے دانت لوہے کے اور بڑے بڑے تھے وہ نگل جاتا اور نگلے نگلے کرتا تھا اور جو کچھ باقی بچتا اُس کو پاؤں سے لتاڑتا تھا۔ اُسے دس سینگ دیئے گئے تھے۔ میں نے ان سینگوں پر غور سے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے درمیان سے ایک چھوٹا سینگ نکلا جسے آگے پہلوں میں سے سینگ جڑ سے اکھاڑے گئے اور کیا دیکھتا ہوں کہ اُس سینگ میں انسان کی آنکھیں ہیں اور ایک منہ ہے جس سے گھمنڈ کی باتیں نکلتی ہیں۔“

(دانی ایل ۷:۷-۸)

اور پھر ۱۱ اور ۱۲ آیات میں دانی ایل نے فرشتے سے کہا کہ ان چاروں کے بارے میں وضاحت کرے۔ فرشتہ نے کہا کہ چار حیوان چار بڑی عظیم سلطنتوں کو ظاہر کرتے ہیں:

”مجھ دانی ایل کی روح میرے بدن میں ملؤں ہوئی اور میرے دماغ کے خیالات نے مجھے پریشان کر دیا جو میرے نزدیک کھڑے تھے میں ان میں سے ایک کے پاس گیا اور اُس سے ان سب باتوں کی حقیقت دریافت کی۔ پس انہوں نے مجھے بتایا اور ان باتوں کا مطلب سمجھا دیا۔ یہ چار بڑے حیوان چار بادشاہ ہیں جو زمین پر برپا ہوئے۔“

(دانی ایل ۷:۱۵-۱۶)

یہ واقعی نہایت سادہ ہے۔ پھر دانی ایل نے خاص طور پر چوتھے حیوان کے بارے میں دوبارہ پوچھا اور خاص کر چھوٹے سینگ کی بابت جو تین سینگوں کے جڑ سے نکلا تھا۔ فرشتہ نے ایک نہایت سیدھی اور واضح تشریح کے ساتھ جواب دیا:

”اُس نے کہا کہ چوتھا حیوان دُنیا کی چوتھی سلطنت ہے جو تمام سلطنتوں سے مختلف ہے اور تمام زمین کو گل جائیگی اور اسے تارکر گلڑے کریگی۔ اور وہ دس سینگ دس بادشاہ ہیں جو اس سلطنت میں برپا ہونے گے اور انکے بعد ایک اور برپا ہوگا اور وہ پہلوں سے مختلف ہو گا اور تین بادشاہوں کو زیر کریگا۔“

(دانی ایل ۷: ۲۳-۲۴)

بنیادی طور پر، فرشتہ نے وضاحت کی کہ چوتھی بادشاہی کی سلطنت تمام روئی زمین کے لئے بڑی تباہی کا باعث ہو گی۔ ابتدائی طور پر اس سلطنت کے دس بادشاہ ہوں گے۔ پھر ایک گیارہوں بادشاہ برپا ہوگا۔ وہ تین سابقہ حکمرانوں کو زیر کریگا۔ یہ گیارہوں بادشاہ مخالفِ مسح ہے جسے چھوٹا سینگ کہا گیا ہے۔ اس طرح دانی ایل کی دی گئی روایا میں ہم دیکھتے ہیں کہ مخالفِ مسح مستقبل کا بادشاہ ہو گا جو پہلے تین دیگر ممالک یا اقوام کا کنٹرول سنجنالے کا اور باقی دس کا۔ اس طرح وہ دس سلطنتوں پر ایک مستقبل کی حیوان سلطنت بنائیگا۔ یہ سلطنت بے مثال طاقت اور ہونا کہ کی سلطنت ہو گی جو تمام روئی زمین کو ہٹرپ کر جائے گی۔

دانی ایل نبی کی کتاب کے باب ۷ کے آخری حصے میں اس بادشاہ (حیوان) کے اعمال اور خاتمه کا ذکر ملتا ہے:

”اور وہ حق تعالیٰ کے خلاف بتیں کہ ریگا اور حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تنگ کریگا اور مُقر رہ اوقات و شریعت کو بدلنے کی کوشش کریگا۔ اور وہ ایک دور اور دوروں اور نیم دور تک اُس کے (حیوان) حوالہ کئے جائیں گے۔ تب عدالت قائم ہو گی اور اُس کی سلطنت اُس سے لے لیجئے کہ اُسے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کریں۔“

(دانی ایل ۷: ۲۵-۲۶)

یہ بادشاہ (حیوان) خدا کے مقدسین کو ایک خاص مدت جسے باہل کے علماء سائر ہے تین سال کہتے ہیں اذیت دے گا۔ لیکن بالآخر اُس کی بادشاہی اُس سے چھین لی جائیگی اور اُس کی جگہ خُد ا تعالیٰ کی بادشاہی قائم ہو گی۔

تین سو سال کے بعد، مکافہ کی کتاب میں مقدس یوحنا رسول بھی اسی طرح مخالفِ مسح اور حیوان کی سلطنت کے بارے میں بیان کرتا ہے:

”اور جو حیوان میں نے دیکھا اُس کی شکل تیندوے کی سی تھی اور پاؤں ریچھ کے سے اور منہ بہر کا سا اور اُس اڑدہانے اپنی قُدرت اور اپنا تخت اور بڑا اختیار اُسے دے دیا۔۔۔۔۔ اور چونکہ اس اڑدہانے اپنا اختیار اُس حیوان کو دے دیا تھا اس لئے انہوں سے اُس اڑدہانے کی پرستش کی اور اُس حیوان کی بھی یہ کہ کہ پرستش کی کہ اس حیوان کی مانند کون ہے؟ کون اُس سے لڑ سکتا ہے؟ اور بڑے بول بولے اور گفر کرنے کے لئے اُسے ایک مند دیا گیا۔ اور اُسے بیالہیں میئنے تک کام کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اور اُس نے خُدا کی نسبت گفر کرنے کے لئے اپنا منہ کھولا کر اُسکے نام اور اُسکے خیمه یعنی آسمان کے رہنے والوں کی نسبت گفر کرے۔ اور اُسے یہ اختیار دیا گیا کہ مقدسوں سے لڑے اور ان پر غالب آئے اور اُسے ہر قبیلہ اور اُنمٹ اور الہی زبان اور قوم پر اختیار دیا گیا۔ اور زمین کے وہ سب رہنے والے جن کے نام اُس پر ہ کی کتاب حیات میں لکھنے نہیں گئے جو بناہی عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے اُس حیوان کی پرستش کریں گے۔“

(مکافہ ۱۳: ۸-۲۴)

جب کہ یہاں عالمی زبان واضح مضبوط ہے، اگر ہم باہل کی عالمی زبان کی خاص اصلاحات کو سمجھتے ہیں تو پھر تصویر یا لکل واضح ہے۔ حیوان جو کہ مخالفِ مسح ہے جو دس اقوام کی سلطنت پر بادشاہ ہے۔ سینگ اختیار اور طاقت کو پیش کرتے ہیں۔ دس سینگ دونوں انہماں اعلیٰ ڈگری کا اختیار اور اسی طرح اقوام کی تعداد اور ان کے بادشاہ ہیں۔ جو اس حیوان کی

سلطنت بنانے کے لئے متحد ہو جائیں گے۔ اثر دہیاں شیطان کو ظاہر کرتا ہے جو اپنی طاقت اور اختیار حیوان کو دے گا۔ باہل میں الیس یا شیطان کو اثر دہیاں سانپ سے تشویہ دی گئی ہے۔ اس عبارت سے حیوان کی سلطنت کے عالمی اثرات واضح ہوتے ہیں: اور اسے ہر قبیلے لوگ، زبان اور قوم پر اختیار دیا گیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کے لوگ ایک خاص سوال پوچھتے ہیں: اس حیوان کی مانند کون ہے؟ کون اس کے خلاف جنگ کر سکتا ہے؟ یہ زمین کے ان لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے کہ حیوان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور پھر ہم اُس خالص وقت کو دیہاں دیکھتے ہیں جو خدا کے لوگوں کو نگ کرنے کے لئے حیوان کو دیا گیا ہے یعنی ۲۲ میں۔ یہاں لیس ماہ ساڑھے تین سال بنتے ہیں۔ یہی وقت پہلے دانی کی کتاب میں دیا گیا تھا (دانی ایل ۷۵: ۲۵)۔

اسی طرح ہم نے دیکھا کہ باہل کی پیش گوئیوں کے مطابق مخالف مسح ایک سیاسی اور فوجی رہنماء ہو گا جس کی طاقت تاریخ کے کسی بھی رہنماء کے مقابلے میں بے مثال ہو گی۔

امام مہدی بطور دنیا کا حکمران

جیسا کہ ہم نے اسلامی روایات اور مسلم علماء سے سیکھا کہ امام مہدی، مخالف مسح کی طرح بے مثال سیاسی اور دنیاوی فوجی رہنماء ہو گا۔ تاریخ میں اس کی نظری نہیں ملتی۔ کہا جاتا ہے کہ امام مہدی بدی کی قتوں کے خلاف جہاد، عظیم انقلاب اور دنیاولذہ آرڈر قائم کریگا۔ جس کی بنیاد انصاف، راستبازی اور فضیلت پر ہو گی۔ (۱) اُس وقت اسلامی روایات کے مطابق امام مہدی اسلام کے آخری خلیفہ کے طور پر پوری دنیا پر صدارت کریگا اور جیسا کہ ہم نے پچھلے باب میں دیکھا۔ مسلمان تماں دنیا کی انتظامیہ اپنے ہاتھ میں لے لیں گے اور اسلام تمام ادیان عالم پر فتح حاصل کریگا۔ کسی سوال کے بغیر۔ اسلام دیکھتا ہے کہ امام مہدی وہ ہے جو زمین کی انتہا تک اپنے قانون کو وسعت دے گا۔ ہم پھر واضح دیکھتے ہیں کہ مخالف مسح اور امام مہدی دونوں ایک جیسے سیاسی اور فوجی رہنماء ہیں جن کو دنیا نے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔ جبکہ بہت سے سورمادنیا کی تاریخ میں اٹھ کھڑے ہوئے لیکن مخالف مسح اور امام مہدی سے زیادہ کوئی نہیں ہوا۔ امام مہدی اور مخالف مسح نہ صرف سیاسی اور فوجی رہنماء ہیں بلکہ وہ سپریم مذہبی رہنماء کے طور پر بھی دیکھے جاتے ہیں۔

مخالفِ مسیح ایک روحانی عالمی رہنماء

باہل حقیقت بیان کرتی ہے کہ مخالف مسح ایک روحانی رہنماء بھی ہو گا جس کا اختیار دنیا بھر میں تسلیم کیا جائیگا۔ مخالف مسح کا عالمگیر مذہبی رہنماء کی حیثیت کو جانچنے کے بعد، بہت سے پیش گوئی کرنے والے استاد "ایک عظیم مذہب یا جھوٹی کلیسیاء" کے آنے کی بات کرچکے ہیں جو مخالف مسح بنائے گا اور پوری دنیا پر نافذ کریگا۔ یہ شیطانی متاثر کرنے والا مذہب جزوی طور پر آچکا ہے۔ کیونکہ کلام مقدس کے حوالہ جات میں بارہ مخالف مسح کے ساتھ اُس کی عبادت کرنے کی وجہ بھی منسلک ہے۔ مکافہ کی کتاب میں ہم پڑھتے ہیں کہ مخالف مسح عبادت کی حوصلہ افزائی اور مطالبہ کریگا۔ اس عبادت کو کروانے والے شیطان یعنی اثر دہا اور مخالف مسح جسے حیوان کہا گیا ہے۔

"اور چونکہ اس اثر دہانے اپنا اختیار اُس حیوان کو دے دیا تھا اس لئے انہوں سے اُس اثر دہا کی پرستش کی اور اُس حیوان کی بھی یہ کہہ کر پرستش کی کہ اس حیوان کی مانند کون ہے؟ کون اُس سے لڑ سکتا ہے؟ اور بڑے بول بولے اور گفر بکنے کے لئے اُسے ایک مند دیا گیا۔ اور اسے یہاں میں تک کام کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اور اُس نے خُدا کی نسبت گفر بکنے کے لئے اپنانہ کھولا کر اسکے نام اور اسکے خیمه یعنی آسمان کے رہنے والوں کی نسبت گفر بکے۔ اور اُسے یہ اختیار دیا گیا کہ مقدوسوں سے لڑے اور ان پر غالب آئے اور اسے ہر قبیلہ اور امت اور اہل زبان اور قوم پر اختیار دیا گیا۔ اور زمین کے وہ سب رہنے والے جن کے نام اُس برزہ کی کتاب حیات میں لکھنہیں گئے جو بناہی عالم کے وقت سے ذنوب ہوا ہے اُس حیوان کی پرستش کریں گے۔"

(مکاشفہ ۱۳: ۲۰-۲۱)

حقیقت کی دوسری طرف، مخالف مسح دنیا بھر میں عبادت کی تحریک قائم کرتا ہے۔ اسے ایک عالمی روحانی لیدر کے طور پر دیکھنے کی ایک اور وجہ یہ نظر آتی ہے کہ وہ ایک شخص کی مدد کریگا جسے "جھوٹا نبی" کہا جاتا ہے۔ بے شک جھوٹے نبی کے خطاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مذہبی نوعیت کا شخص تصور کیا جاتا ہے۔ جھوٹے نبی کا بنیادی کرداروں

میں سے ایک یہ ہے کہ وہ خاص طور پر فرمائی نشان اور عجیب کام سرانجام دیتا ہے وہ زمین کے باشندوں کو مکمل کرنے میں مدد دیگا کہ وہ مخالفِ مسیح یا حیوان کی پرستش کریں۔

”اور حیوان اور اُس کے ساتھ وہ جھوٹا نبی پکڑا گیا جس نے اُس کے سامنے ایسے نشان دکھائے تھے جن سے اُس نے حیوان کی چھاپ لینے والوں اور اُس کے بُت کی پرستش کرنے والوں کو گمراہ کیا تھا۔“

(مکافہ ۱۹: ۲۰)

اب یہ صاف ظاہر ہے کہ بابنل مقدس کے مطابق مخالفِ مسیح دیبا بھر میں مذہبی عبادت کی تحریک کارہنما ہو گا۔ وہ زبردستی بابنل کے خدا کی عبادت سے ہٹانے کی کوشش کریگا۔ پھر وہ اپنی اور شیطان کی عبادت کی طرف ان کو لے جائیگا۔ پوشیدہ روح، اشتغال پسند اور کھٹپٹی کا استاد ابلیس جو مخالفِ مسیح کو ترغیب، اختیار اور طاقت دیتا ہے تاکہ وہ اُس کا عالمی مقصد پورا کرے۔

امام مہدی: ایک عالمی روحانی رہنماء

اسی طرح اسلام کا امام مہدی بھی عالمی عبادتی تحریک کارہنما ہو گا۔ اس عبادتی تحریک میں کسی بھی شخص کو جو کسی بھی مذہبی عقیدے کو مانتا ہے۔ اسلام کے علاوہ، اُسے اپنا عقیدہ چھوڑنے اور اللہ کی عبادت کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ جیسا کہ ہم گذشتہ باب میں دیکھا، ”امام مہدی اپنے پیغمبر کی سُنت کے مطابق عوام پر حکومت کریگا اور زمین پر اسلام قائم کریگا۔“ (2) اور اسلام تمام دنیا عالم پر فتح حاصل کریگا۔ (3)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ امام مہدی عالمی انقلاب کارہنما ہے جو اسلامی مذہب کی بنیاد پر ایک نیا اور لڑ آرڈر ”قانون“ قائم کریگا۔ اسلام ہی صرف وہ واحد مذہب ہو گا جس پر عمل کرنے کی اجازت ہو گی۔ مخالفِ مسیح اور امام مہدی دونوں کو عالمی مذہبی تحریک کے غیر متندرجہنما کہا گیا ہے جو بابنل کے خدا اور اُس کے بیٹھے یوسع مسیح سے دور لے گئے ہیں، ہم آئندہ ابواب میں واضح طور پر دیکھیں گے کہ اسلام کے سیاق و سبق کے اندر اللہ کی عبادت میں شامل ہونا بابنل کے خدا اور اُس کے بیٹھے یوسع مسیح کا براہ راست انکار کرنا ہے۔ حقیقت میں یہی وہ واحد وجہ ہے کہ کچھ مسلمان بڑی دلیری سے کہتے ہیں کہ ”امام مہدی اُن سوروں اور کتوں کو ختم کر دیگا۔“ (مسیحیوں اور یہودیوں کو جو اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں) جو تمیں اگلے واضح مثالیتِ مخالفِ مسیح اور امام مہدی کی طرف لے جاتا ہے۔

مخالفِ مسیح کا ہدف: یہودیوں اور مسیحیوں کے خلاف مہم

بابنل میں یہ واضح لکھا ہے کہ شیطان، مخالفِ مسیح کے ذریعے سب سے پہلے خاص طور پر یہودیوں کو اور پھر مسیحیوں کو موت کا نشانہ بنائے گا۔ مکافہ کی کتاب کے ۱۱ اور ۱۳ ابواب میں ہم الہامی مواد کی بابت پڑھتے ہیں جو عالمتی زبان سے بھر پور ہے۔ ابتدائی طور پر یہ سمجھنا بہت مشکل ہے لیکن علمتوں کی وضاحت کرنے کے بعد یہ بہت واضح ہو جاتا ہے:

”پھر آسمان پر ایک بڑا نشان دکھائی دیا یعنی ایک عورت نظر آئی جو آفتاب کو اُڑھے ہوئے تھی اور چاند اسکے پاؤں کے نیچے تھا اور بارہ ستاروں کا تاج اُس کے سر پر۔“ (مکافہ ۱۲: ۲۶)

”عورت“ عالمتی طور پر اسرائیل کے خاندان، قوم یا یہودی لوگوں کو کہا گیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اُسے بارہ ستاروں والا تاج پہنایا جاتا ہے۔ یا اسرائیل یا یعقوب کے بارہ بیٹھیں جو بارہ قبیلے بننے جو ایک خاندان یا اسرائیل کی قوم بننے۔ (بید آش ۳۵: ۲۳-۲۶)

”وہ حاملہ تھی اور در دزہ میں چلاتی تھی اور پچھے جنہی کی تکلیف میں تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا یعنی ایک بڑا لال اڑھا۔ اُس کے سات سر

اور دس سینگ تھے اور اُس کے سروں پر سات تاچ اور اُسکی دُم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچ کر زمین پر ڈال دئے اور وہ اڑ دھا اُس عورت کے آگے جا کر ہوا جو جنے کو تھی جب وہ جنے تو اُس کے پیچے کو نگل جائے۔ اور وہ بیٹا جنی یعنی وہڑکا جلو ہے کا عصا سے سب قوموں پر حکومت کر لیا اور اُس کا پچھے کیا یک خُد اور اُس کے تخت کے پاس تک پہنچا دیا گیا۔“ (مکافہ ۵:۱۲)

عورت۔ اسرائیل حاملہ ہو جاتی ہے اور ایک ”بچہ“ کو جنم دیتی ہے جلو ہے کے اعضا کے ساتھ سب قوموں پر حکومت کر لیا۔ یسوع (یہودیوں کا مسیح) کا یہ واضح حوالہ ہے (زبور ۶:۹) یہاں آیت ۹ میں اڑ دھا کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی قدیم سانپ، الپس یا شیطان کو کہا گیا ہے جو پوری دنیا کو گمراہی کی طرف لے جائیگا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان یسوع کو قتل کرنا چاہتا ہے اور نہ صرف یسوع کو بلکہ خُد اور اُس کا تخت بھی چھین لینا چاہتا ہے۔ یہ یسوع کا مردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد آسمان پر اُٹھائے جانے کا حوالہ ہے (اعمال ۸:۱) اس کے بعد۔

”اور وہ بڑا اڑ دھا یعنی پرانا سانپ جو الپس اور شیطان کہلاتا ہے اور سارے جہان کو گمراہ کر دیتا ہے زمین پر گردیا گیا اور اُسکے فرشتے بھی اُس کے ساتھ گردیتے گئے۔۔۔ اُس نے (اڑ دھا) عورت کو ستایا جو بیٹا جنی تھی۔۔۔ اُس عورت کو بڑے عقاب کے دو پر دیتے گئے تاکہ سانپ کے سامنے سے اُڑ کر بیباں میں اپنی اُس جگہ پہنچ جائے جہاں ایک زمانہ اور زمانوں اور آدمیہ زمان تک اُس کی پرورش کی جائیگی۔۔۔ اور اڑ دھا کو عورت پر غصہ آیا اور اُس کی باقی اولاد سے جو خُدا کے حکموں پر عمل کرتی ہے اور یسوع کی گواہی دینے پر قائم ہے اڑ نے کو گیا۔“ (مکافہ ۹:۱۷، ۱۳، ۱۲)

ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان کو اُس عورت (اسرائیل) پر غصہ آیا اور اُس کی باقی اولاد سے جنگ کرنے نکلا وہ جو خُدا کے حکموں کا مانتی اور یسوع مسیح کی گواہی دیتی تھی۔ اسرائیل کی اولاد وہ میکھی ہیں جو خُدا کے حکموں کو مانتے اور یسوع کی گواہی دیتے ہیں۔ یہ ہی وہ خاص عبارت ہے جس میں براہ راست حوالہ ملتا ہے کہ شیطان مسیحیوں اور یہودیوں کو براہ راست بدف بنانا چاہتا ہے۔ اور ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ عبارت خاص طور پر آخری وقت کے بارے میں بات کر رہی ہے۔ کیونکہ اس میں ساڑھے تین سال کا ذکر ملتا ہے (۲۰۰۱ء) اور ایک دور، دوروں اور نیم دور) اور مخالفِ مسیح کے پاس یہ اختیار ہو گا کہ وہ مقدسوں کے خلاف جنگ کرے۔

”اور بڑے بول بولنے اور گفر بکنے کے لئے اُسے ایک مندیا گیا اور اُسے بیالیس مہینے تک کام کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اور اُس نے خُدا کی نسبت گفر بکنے کے لئے منکھوا کر اُس کے نام اور اُس کے خیمہ یعنی آسمان کے رہنے والوں کی نسبت کفر بکے اور اُسے یہ اختیار دیا گیا کہ مقدسوں سے اڑ رے اور ان پر غالب آئے اور اُسے ہر قبیلہ اور امت اور اہل زبان اور قوم پر اختیار دیا گیا۔“ (مکافہ ۷:۵)

دانی ایل نبی نے بھی یہ دیکھا کہ مخالفِ مسیح کو مقدسوں کے خلاف ایک کامیاب جنگ جاری رکھنے کا اختیار دیا جائیگا۔ اس ترجمہ میں مقدسین کو ”بزرگ“ کہا گیا ہے۔ یہ نبیادی طور پر یسوع کے پیچے شاگرد کے بارے میں بیان کرتی ہے جو ایک پیچے خُد کو مانتے اور اُس کی عبادت کرتے ہیں:

”اور وہ حق تعالیٰ کے خلاف با تین کریگا اور حق تعالیٰ کے مقدسوں کو تینگ کریگا اور مقررہ اوقات و شریعت کو بدلنے کی کوشش کریگا اور وہ ایک دور اور دوروں اور نیم دور تک اُس کے حوالہ کئے جائیں گے۔“ (данی ایل ۷:۲۵)

یہاں پر پھر ہم اُس ساڑھے تین سال کے دور کا حوالہ دیکھتے ہیں جس میں مخالفِ مسیح اُن کو اذیت دے گا جو اُس کے خلاف مزاحمت کریں گے۔

بانبل واضح کرتی ہے کہ مخالفِ مسیح خاص طور پر اُن کو بہت بنائے گا جو دنیا بھر میں اُس کے نہب کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ مکافٹہ کی کتاب اور دانی ایل کی کتاب سے ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان دو گروہوں (مسیحی اور یہودی) کے خلاف غصے سے بھرا ہوا ہے۔

امام مہدی کا ہدف: یہودیوں اور مسیحیوں کے خلاف مہم

کافی دلچسپ بات ہے کہ کئی اسلامی روایات میں امام مہدی کی خاص بلاہٹ یہودیوں اور مسیحیوں کو اسلام کی طرف لے آنے کو بیان کرتی ہیں۔ جب کہ دیگر نماہب کے لئے نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ مسیحیوں اور یہودیوں کو اسلام کی طرف لے آنے ایام مہدی کا بنیادی تبلیغی مقصد ہے۔ مندرجہ ذیل آیت اللہ ابراہیم آینی کے اقتباس سے یقصور واضح ہو جاتا ہے:

”امام مہدی دینِ اسلام یہودیوں اور مسیحیوں کو پیش کریگا۔ اگر وہ اسے مان لیں تو چھوڑ دیئے جائیں گے ورنہ قتل کے جائیں گے۔“ (۹)

اور ہم اس بدنام حدیث کو کچھی نہیں بھول سکتے جو بہت سے مسلمانوں کی پسندیدہ آیت ہے۔ ایک بار پھر غور کریں کہ یہ ”آخر دنوں“ کے بارے میں خاص طور پر کیا بیان کر رہی ہے:

”قیامت اُس وقت تک نہیں آئیگی جب تک کہ مسلمان یہودیوں کے خلاف جگ نہ لڑ لیں۔ اور مسلمان اُن یہودیوں کو قتل نہ کر لیں اور وہ خود کو پھریا درخت کے پیچے نہ چھپا لیں۔ اور پھر یاد رخت کہیں گا؛ اے مسلمانو! اللہ کے بندوں، ایک یہودی میرے پیچے چھپا ہے۔ آتا اور اسے قتل کرو۔“ (۱۰)

اس خاص حدیث پر تبصرہ کرنے کے بعد، کئی مسلم مصنفوں اس دلچسپ حقیقت کی طرف جلدی سے اشارہ کریں گے کہ یہ خاص درخت (عویٰ بیل) گھر قدرخت آج کل بڑی تعداد میں اسرائیل میں موجود ہیں۔ لکھتے یہ ہے کہ یہ آخری قتل عام مسلمانوں کی طرف سے موجودہ اسرائیلی ریاست کے اندر ہونے کی توقع ہے۔ بے شک یہ مخالفِ مسیح اور امام مہدی کے درمیان ایک اور بہت ہی خاص مطابقت پائی جاتی ہے۔

اسرائیل کے خلاف ایک فوجی حملہ اور الحرم الشریف کا قیام بطور تخت نشینی

بانبل بتاتی ہے کہ مخالفِ مسیح اپنے کشیر الاقوام اتحادیوں کے ساتھ اسرائیل پر حملہ کریگا اور خاص طور پر یروشلم کو قوت کرنے کے لئے:

”کیونکہ میں سب قوموں کو فراہم کروں گا کہ یروشلم سے جنگ کریں اور شہر لے لیا جائیگا اور گھر لوٹے جائیں گے اور عورتیں بے حرمت کی جائیں گی اور آدھا شہر اسیری میں جائیگا لیکن باقی لوگ شہر ہی میں رہیں گے (جو مخالفِ مسیح کو قبول کر چکے ہیں)“ (زکر یاہ ۲:۱۳)

”تو جوں (مخالفِ مسیح کا نام جو حرقی ایل نبی نے دیا) چڑھائی کریگا اور آندھی کی طرح آیگا۔ تو بادل کی ماں نز میں کو چھپا یا گا۔ تو اور تیر اتمام شکر اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ۔ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ اُس وقت یوں ہو گا کہ بہت سے مضمون تیرے دل میں آئیں گے اور تو ایک بڑا مخصوصہ باندھیگا اور ٹوکریا کریں گے۔ میں دیہات کی سرز میں پر حملہ کروں گا میں اُن پر حملہ کروں گا جو راحت و آرام سے لبستے ہیں۔ جن کی نہ فصل ہے نہ اڑنے گے اور نہ چاٹک ہیں۔ تاکہ ٹوٹوٹے اور مال کو چھین لے اور ان ویرانوں پر جواب آباد ہیں اور ان لوگوں پر جو تمام قوموں میں سے فراہم ہوئے ہیں جو مویشی اور مال کے مالک ہیں اور زمین کی ناف پر لبستے ہیں اپنا ہاتھ چلائے۔“ (حرقی ایل ۱۲-۳۸)

بانبل کے مطابق اس حملہ کے بعد مخالفِ مسیح خدا کی ہیکل میں اپنا تخت لگائے گا۔ مقدس پولوس رسول اس کی وضاحت کچھ یوں کرتے ہیں:

”جو خلافت کرتا ہے اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کا بہلاتا ہے اپنے آپ کو بڑا ٹھہرا تا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے مقدس میں بیٹھ کر اپنے آپ کو خدا ناطہ کرتا ہے۔“ (تھسلینیکیوں ۲:۲)

یہودیوں کی ہیکل کا محل وقوع ہمیشہ سے کوہِ موریاہ ہی رہا ہے جو یروشلم میں ہے۔ آج وہ ہیکل جو کوہِ موریاہ پر بنائی گئی تھی موجود نہیں ہے۔ یہ یسوع مسح کی بوت کے مطابق ۷۰ عیسوی میں رومی بادشاہ طتسس نے تباہ کر دی تھی۔

”اور یسوع ہیکل (کوہِ موریاہ) سے نکل کر جارہا تھا کہ اُس کے شاگردؤں کے پاس آئے تاکہ اُس سے ہیکل کی عمارتیں دکھائیں۔ اُس نے جواب میں اُن سے کہا کیا تم ان سب چیزوں کو نہیں دیکھتے؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہے گا جو، گرایا نہ جائیگا۔“ (متی ۲۱:۲۲)

آج کل کوہِ موریاہ کو عربی میں الحرم الشریف کے نام سے جانا جاتا ہے اور وہاں دو مسجدیں ہیں۔ اسے اسلام کی تیسری بڑی مقدس جگہ سمجھا جاتا ہے۔ کوہِ موریاہ سے متعلق لاتحداد قیاس آرائیاں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر پہلی یہودیوں کی ہیکل یہاں پائی جاتی ہے۔ یا کیا یہ ہیکل مستقبل میں پھر تعمیر ہوگی؟ مقدس پولوس رسول کی مندرجہ بالا آیت کی بنیاد پر ایسا لگتا ہے کہ بے شک یہودیوں کی یہ ہیکل یروشلم میں دوبارہ تعمیر ہوگی۔ پولوس رسول کہتا ہے کہ ”مخالفِ مسح خود کو خدا کے مقدس میں بیٹھائے گا یا خدا کی ہیکل میں اپنا تخت لگائے گا۔“ یہ حوالہ نہیں کہتا کہ وہ اصل میں بیٹھ جائے گا بلکہ وہ اختیار کی جگہ لیتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مخالفِ مسح کوہِ موریاہ بنائے گا یا خاص طور پر یہودیوں کی ہیکل دوبارہ تعمیر کریگا۔ یسوع نے اس واقعہ کی بابت دو ہزار سال پہلے ہی خبر دار کر دیا تھا۔ مخالفِ مسح کا حوالہ دیتے ہوئے کہ وہ یہودیوں کی ہیکل پر بیٹھے گا اور وہ واقعات جو اُس کے فوراً بعد رومنا ہوں گے:

”پس جب تم اُس اجائزے نے والی مکروہ چیز کو جس کا ذکر دانی ایں نبی کی معرفت ہوا۔ مقدس مقام پر کھڑا ہو ادیکھو تو جو یہودیوں میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔ جو کوئی پر ہو وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو نیچے نہ اترے اور جو کھیت میں ہوں وہ اپنا کپڑا لینے کو بیچھے نہ لوئے۔ مگر افسوس ان پر جو ان دونوں میں حاملہ ہوں اور جو دو دھپڑا ہوں! پس دعا کرو کہ تم کو جاڑوں میں یاس بت کے دن بھاگنا نہ پڑے۔ کیونکہ اُس وقت ایسی بڑی مصیبت ہو گی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کہی ہوگی۔ اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ پتتا۔ مگر برگزیدوں کی غاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔“ (متی ۱۵:۲۲-۲۳)

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع مسح مخالفِ مسح کے ہیکل پر غلبہ کا حوالہ دیتے ہیں۔ ”اجائزے والی مکروہ چیز“ اجائزے کا مطلب وہ افراتفری اور کئی اذیتیں ہیں جو یہودیوں اور مسیحیوں کو مخالفِ مسح کی حقیقی شناخت کے نظارہ ہونے پر برداشت کرنی ہوں گی۔ یروشلم کے خلاف اپنی فوئی ہم کے بعد، مخالفِ مسح مقدس پہاڑ پر اپنے اختیار کی بنیاد ڈالے گا۔ اس وقت یہ واضح ہے کہ اسرائیل کی طرف مخالفِ مسح کے بد خواہ احساسات کامل طور پر عیال ہو جائیں گے۔ اس لئے یسوع مسح نے یروشلم کے باشندوں کو جدل علاقہ چھوڑنے اور پہاڑ پر بھاگنے کے لئے کہا۔

امام مہدی کا یروشلم پر حملہ اور یروشلم سے اسلامی خلافت کا قیام

اس طرح کہا جاتا ہے کہ امام مہدی یروشلم پر حملہ کرتا ہے اور اسے اسلام کے لئے دوبارہ فتح کرتا ہے تاکہ نہ میں پر یروشلم سے نئی اسلامی بالادستی کو قائم کرے۔

”اوّاج سیاہ پر چم لے کر خراسان (ایران) سے آئیں گی اور کوئی طاقت اسے روکنے کے قابل نہ ہوگی۔ بالآخر وہ بیت المقدس تک پہنچ جائیں گی جہاں وہ اپنا جہنڈا اونچا کریں گے۔“ (۱۱)

”اور یوں ملک خلافت راشدہ کی جگہ ہوگی اور اسلامی حکومت کا مرکز ہوگی۔ جسکی سربراہی امام مہدی کریں گے۔“ (12)

جیسا کہ ہم نے پڑھا کہ امام مہدی یوں کے خلاف اپنی یہودیوں کے لئے پر امن انداز سے ختم نہیں کریکا۔ آخر دنوں کا اسلامی نئے چند آخری یہودیوں کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے جنہوں نے اسلام کی تواریخ سے بچنے کے لئے خود کو پھرتوں اور درختوں کے پیچھے چھپالیا۔ یوں کے خلاف فوجی کارروائی اور اسلامی خلافت کے قیام سے امام مہدی کا یہودیوں پر ہمدردانہ اقدام نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ہم پہلے دیکھے ہیں۔ آخری اقتباس جواب پر بیان ہے یہاں جاری ہے:

”...جو یہودیوں کی قیادت کو ختم کر دے گی اور ابلیس کا غلبہ ختم کر دیا جو لوگوں میں رائی ڈالتا ہے جو زمین پر کرپشن کا سبب ہتھی ہے۔“ (13)

یکافی دلچسپ بات ہے کہ اسرائیل پر حملہ کرنے کے سلسلے میں امام مہدی (قرآن) اور مخالف مسیح (بائل) کے درمیان مطابقت پائی جاتی ہے۔ ان سے پہلے بھی جو ماثلت ان دونوں میں پائی جاتی ہیں وہ بھی حیران کرنے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگلا موازنہ ناقابل یقین ہوگا۔

اسرائیل کے ساتھ مخالف مسیح کا سات سالہ معاهده

برھتی ہوئی طاقت اور اسرائیل پر حملہ کرنے کے بعد، مخالف مسیح کو اسرائیل کے ساتھ سات سالہ امن کا معاهدہ کرنے کو کہا جائے گا:

”اور وہ ایک ہفتہ کے لئے بہتوں سے عہد قائم کریگا اور نصف ہفتہ میں ذبحی اور ہدیہ موقوف کریگا اور فصیلوں پر اجازتے والی مکروہات رکھی جائیگی
یہاں تک کہ بر بادی کمال کو پہنچ جائیگی اور وہ بلا جو مقرر کی گئی ہے اُس اجازتے والے پرداعہ ہوگی۔“ (دانی ایل ۹:۲۷)

اس حوالہ میں یہ آیت ہم پر ظاہر کرتی ہے کہ مخالف مسیح اسرائیل کے ساتھ سات سالہ عہد قائم کریگا۔ عبرانی زبان میں جو لفظ سات کے لئے یہاں استعمال ہوا ہے وہ ہے ”شایبوا“ Shabuwa اس کا لفظی مطلب ہے ایک ہفتہ لیکن اس کو ایک ہفتہ کے سات دن یا سال بھی کہہ سکتے ہیں۔ عبرانی تصور میں ہمارے دس سال، اُن کے سات سال کے برابر ہوتے ہیں۔ ہم مغرب میں اعشاری نظام سے سالوں کی پیمائش کرتے ہیں جسکی بنیادی دہائیوں میں اضافہ پر ہے۔ جب کہ ہم دونوں کو ایک ہفتہ (سات دن) کی پیمائش سے گنتے ہیں۔ جبکہ عبرانی دونوں اور سال دونوں کو سات کے اضافہ سے ناپتے ہیں۔ دانی ایل ۹:۲۷ میں لفظ سات کا ترجمہ سات سال ہے۔ یہ خاص وقت ہے جس میں مخالف مسیح اسرائیل کے ساتھ امن معاهدہ کریگا۔ پھر سات سال کے درمیان میں اپنا معاهدہ توڑے گا اور یہودی ہیکل کے اندر ذیحون اور ہدیوں کو موقوف کریگا اور پھر وہ نہ صرف خود کو اس دنیا کا حاکم بننے کا اعلان کریگا بلکہ خود کو خدا بھی کہے گا۔ یسعیہ نبی اس ”معاہدہ“ کا ذکر کرتا اور اسرائیل کو ملامت کرتا ہے۔ وہ اس عہد کو ”موت کا عہد“ کہتا ہے (یسعیہ ۱۵:۱۲-۲۸) اس معہدے میں اسرائیلیوں کو حفاظت کا جھوٹا احساس ملتا ہے۔

امام مہدی کا سات سالہ معہدہ

پھر اس طرح کہا جاتا ہے کہ امام مہدی بھی ”روم“ (مسیحی یا مغربی لوگ) کے ساتھ اسلام کا چوتھا اور آخری معہدہ کرنے کا آغاز کریگا۔ نیکوس برگ کا سر قلم کرنے والوں نے بھی صدر بُش کو اس طرح مخاطب کیا تھا: ”تم جورو میوں کے گئے۔۔۔“ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ چوتھا معہدہ موی کے بھائی ہارون کی نسل سے کرنے کے لئے کہا جائے گا۔ یہ کاہنوں کی نسل ہوگی۔ وہ مذہبی رہنماء ہوگا۔ یہودیوں کے درمیان صرف کاہنوں کو اجازت ہے کہ وہ ہیکل میں کہانی فرائض سرانجام دیں۔ اس حقیقت کے تناظر میں یہ اہم ہے کہ بہت سے نبوت کے استاد اور ماہر الہیات یہ قیاس اُرائی کر چکے ہیں کہ مخالف مسیح یہودیوں کے ساتھ جو معہدہ کریگا اُس میں یہودیوں کو اجازت دی جائے گی کہ وہ ہیکل کو دوبارہ تعمیر کریں۔ لیکن شاید اس معہدہ کا سب سے زیادہ جیرت اُنگیز پہلوا مام مہدی کا یہودی کہانی سلسلے کے ساتھ اس کا تائماً فریب ہے۔ وہی تائماً فریب ہے جو مخالف مسیح نے امن معہدہ کے لئے دیا تھا یعنی سات سال! امام مہدی کے ابھرنے اور حکومت کرنے کے بارے میں ایک حدیث کہتی ہے۔ محمد علی اہن زیر سے روایت ہے:

وقت اور قوانین میں تبدیلی

دانی ایں کی کتاب کے مطابق مخالف مسمیٰ کا دوسرا مقصد ”وقت اور قوانین“، کوتبدیل کرنے کی کوشش ہوگی۔

”اور وہ حق تعالیٰ کے خلاف باتیں کریگا اور حق تعالیٰ کے مُقدار سوں کو نگ کریگا اور مُقر رہا واقعات و شریعت کو بد لئے کی کوشش کریگا اور وہ ایک دور اور دور کو اور نیم دور تک اُس کے حوالہ کئے جائیں گے۔“ (دانی ایل ۷: ۲۵)

مخالفِ صحیح میں یہ ایک بہت بڑا اشارہ ملتا ہے کہ اُس کے اعمال سے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اصل میں کہاں سے ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ دو چیزوں کو تبدیل کرنے کی خواہش کر گیا۔ اوقات اور قوانین (شریعت)۔ اب ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ امام مہدی زمین بھر میں اسلامی شریعت / قوانین نافذ کر گیا۔ لیکن ہمیں اسلامی الہامی ادب میں وقت کی تبدیلی کا کوئی شوت نہیں دیکھا۔ بہر حال یہ ایک سادہ سوال ہے کہ ایک مسلمان کے علاوہ اور کون ہے جو وقت اور قوانین کو تبدیل کرنے کی خواہش کر گیا؟ مغرب میں استعمال ہونے والا گریگوریان کلینڈر کے علاوہ یہودی، ہندو اور مسلمانوں کے کلینڈر بھی ہیں۔ یہودی یا ہندو تاہم ایسے لوگ نہیں ہیں جو ساری دنیا پر اپنے مذہبی قوانین یا کلینڈر رائج کرنے کی خواہش کریں گے۔ تاہم اسلام اپنے قوانین اور کلینڈر دونوں کو پوری دنیا پر مسلط کرنے کی خواہش کر گیا۔ اسلامی کلینڈر محمدی زندگی پر مبنی ہے۔ اس کا آغاز محمد کی مکہ سے مدینہ ہجرت (بھر) سے ہوتا ہے۔ اسلامی کلینڈر تمام لازمی امور کا مشاہدہ دیکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹرو لید مہانا اسلامی کلینڈر کے بارے میں اپنا موقف پیش کرتے ہیں:

”ہجیر کیانڈر کو بارہ قمری ماہ کے لئے استعمال کرنا بغیر کسی تدبی کے ایک خدا کی حکم سمجھا جاتا ہے۔“ (القرآن ۳۶:۹)

اسلام نہ صرف ایک منفرد مذہبی کلینڈر استعمال کرنا لازمی الہیات کی نظر سے دیکھتا ہے بلکہ اس کے اپنے ہفتے میں۔ مغربی ہفتہ پیر سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔ ان دنوں میں کام کیا جاتا ہے۔ جبکہ ہفتہ اور اتوار کو مسکی اور یہودی عبادت کے لئے مقدس ٹھہراتے ہیں۔ اسلام میں جummaz کا دن سمجھا جاتا ہے۔ اس دن مسلمان مسجد میں ملتے ہیں اور خطبہ و اعظ سننتے ہیں۔

لہذا کہنا معمول ہے کہ خالف مسیح کی بابت باہمیں میں کہا گیا ہے کہ وہ وقت اور قوانین کو بد لئے کی کوشش کریگا۔ ہمیں اسلامی سسٹم کی ایک مکمل تصویر نظر آتی ہے جس کا اپنا ایک منفرد کیلئڈ راور ہفتے ہیں۔ جس کی بنیاد اس کے اپنے واضح سسٹم اور مذہبی تاریخ سے ہے جو وہ تمام دنیا پر صادر کرنا چاہتے ہیں۔ بے شک اگر کوئی ایک مسلمان کبھی اتنا مشہور ہو جیسے امام مہدی تو وہ یقینی طور پر دنیا بھر میں اسلامی قوانین اور اسلامی کیلئڈ راور ہفتے کو قائم کرنے کی کوشش کریگا۔

ایک سفید گھوڑے پر سوار

امام مہدی اور بائبل کے مخالف مسح کے درمیان حقیقتی مثال اس باب میں بحث کریں گے اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں ایک ہی ہیں۔ جیسا کہ بائبل میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایک سفید گھوڑے پر سوار ہوگا۔ یہ لغوی بھی ہو سکتا ہے اور شاید یہ دونوں آدمیوں کی عالمی تصویر ہو۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سفید گھوڑے پر سوار مخالف مسح کی بائبل اور اسلامی روایت دونوں کی بنیادیں بائبل میں ایک ہی حوالہ سے منسوب ہیں۔ مخالف مسح اور امام مہدی ایک سفید گھوڑے پر سوار کی عالمی تصویر یہ مکاشفہ کی کتاب کے چھٹے باب میں ملتی ہے۔ یہاں یوحنار رسول اپنے خواب کوتاتے ہوئے آخر دنوں کے واقعات کے آغاز کو چاری کرتا ہے۔ یسوع مسح کی تصویر ہے جس کے ہاتھ میں طومار ہے۔ طومار کے باہر موم کی ساتھ مہریں

ہیں۔ ہر ایک مہر کے ٹوٹنے پر ایک خاص اور منفرد اخیر دنوں کا واقعہ پیش آتا ہے:

”پھر میں نے دیکھا کہ بردے نے ان سات مہروں میں سے ایک کو کھولا اور ان چاروں جانداروں میں سے ایک کی گرج کی تھی یا آواز تھی کہ آ! اور میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے۔ اُس کا سوار کمان لئے ہوئے ہے۔ اُسے ایک تاج دیا گیا اور وہ فتح کرتا ہوا انکالتا کہ اور بھی فتح کرے۔
(مکافہ ۲:۶)

سفید گھوڑے کے سوار کے بعد کی مہریں:

۱۔ زمین سے امن لے لیا جائیگا

۲۔ قحط

۳۔ آفتوں اور موت کا آنا

۴۔ خدا کے مقدسوں پر ظلم اور شہادت

۵۔ ایک بڑا بھونچال

۶۔ خدا کا غضب

پس گھوڑا سوار کے منظر عام پر آنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دنیا لازمی طور پر افتراء تھی میں بتلا ہو جاتی ہے یہ قیامت کی گھٹری کی وضاحت کرتا ہے۔ کئی بائبل کے علماء اس پیرا گراف کی تفسیر کچھ اس طرح کرتے ہیں:

”اُس گھوڑا سوار کو سفید گھوڑا دیا جاتا ہے۔ یہ بالکل اُسی طرح سے سفید گھوڑے کی نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ جب یہ عن مسح واپس آئے گا تو سفید گھوڑے پر سوار ہو گا۔ (مکافہ ۱۹:۱۱) اس طرح گھوڑا سوار نقلی مسح ہے۔ ایک مکار مخالف مسح۔ وہ کمان (بغیر تیوں کے) جو اُس نے تھامی ہے۔ وہ جھوٹا امن ہے۔ گھوڑا سوار اپنے اقتدار کے عروج کے ساتھ ایک جھوٹا امن کا وعدہ لئے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ایک جھوٹا امن کا معابدہ ہو سکتا ہے جو مختلف مسح اپنی حکومت کے سات سالہ مدت کے آغاز پر اسرائیل کے ساتھ کرتا ہے۔ اُس کے سر پر تاج سے ظاہر ہے کہ اُسے قیادت اور اختیار دیا جائے گا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ گھوڑا سوار کی پچی نیت اور ثابت قدیمی فتح کرنا ہے۔ پھر گھوڑا سوار کی شناخت اور سرگرمی کی روشنی میں ہم یہ معلوم کر کے جیرا نہیں ہیں کہ وہ واقعات جو اُس کے آنے کے بعد منظر عام پر ہو گئے اُن قائم نہیں ہو گا۔ بلکہ ایک افتراء تھی کا دور ہو گا۔ بظاہر اسلامی علماء کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں جو عام طور پر بائبل کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔ مسلم علماء امام مہدی کی ایک واضح تصویر دیتے ہیں جو سفید گھوڑے پر تاج پہننے فتوحات کرتا ہے۔ جیسا کہ ابتدائی مرسل حدیث کعب اللہ الہبر نے امام مہدی پر ابتدائی باب میں حوالہ دیا ہے:

”میں نے نبیوں کی کتابوں میں امام مہدی کو لکھا ہوا پایا۔۔۔ مثلاً مکافہ کی کتاب کہتی ہے؛ اور میں نے ایک سفید گھوڑا دیکھا۔۔۔ اُس کا سوار کمان لئے ہوئے ہے اور فتح کرتا ہوا انکلتا کہ اور بھی فتح کرے۔“ (16)

لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل کا مختلف مسح کے مشن اور اعمال کے منفرد اور امتیازی پہلوؤں میں کئی حیرت انگیز حد تک امام مہدی کی وضاحتوں سے مشابہ ہیں جیسا کہ اسلامی روایات میں ملتا ہے۔ اور مزید یہ کہ مسلم علماء دراصل بائبل مقدس کی آیات کو مختلف مسح سے ملاتے ہیں جو ان کا نجات دہندا ہے یعنی امام مہدی۔ اگر یہ مکمل طور پر تغییر انہیں تو اسے کافی طنز یہ دیکھنا چاہیے۔

عیسیٰ المُسیح Muslim Jesus

امام مہدی کے ابھرنے اور بڑھنے کے بعد، بڑی نشانیوں میں دوسری اہم نشانی عیسیٰ المُسیح کی آمد ہے۔ وہ مسیح جو یسوع مسیح پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس مظہر کو دیکھ کر نہایت خوش ہوجاتے ہیں کہ مسلمان بھی یسوع مسیح کا انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن، اسلامی عقیدہ کا عیسیٰ المُسیح جو آرہا ہے اور جو کچھ وہ کریکا وہ یسوع مسیح ناصری سے (جس پر مسیحی ایمان رکھتے ہیں) بالکل مختلف ہے۔

پہلی بات جو مسیحیوں کو اسلامی یسوع (عیسیٰ) کی بابت جاننے کی ضرورت ہے وہ یسوع متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا نہیں ہے اتنا۔ اسلام کے مطابق یسوع مسیح وہ نہیں ہے جیسا کہ باہل میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی خدا نے مسیح۔ اسلامی عقیدہ میں دوسری چیز یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح بنی نوع انسان کے گناہوں کے لئے صلیب پر مُواہ ہی نہیں۔ یسوع مسیح کی مصلوبیت کو قرآن خاص طور پر مسٹر درکرتا ہے یا مسیح نے کبھی موت کا مراچکھا ہی نہیں۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اللہ نے یسوع مسیح کو مجرما نہ طور پر بچایا اور زندہ آسمان پر اٹھایا۔ بالکل اُسی طرح جیسے باہل میں ایلیاہ بنی کی کہانی بتائی گئی ہے۔ اس وقت سے مسلمانوں کا یقین ہے کہ یسوع مسیح اللہ کے ساتھ ہے اور وہ انتظار کر رہا ہے کہ وہ اُسے واپس بھیجتا کہ وہ اپنی زندگی اور خدمت کو پورا کرے۔ مسلمان عقل کے مطابق یسوع نجات دہنے کی تھا۔ اُن کے نزدیک یسوع مسیح اللہ کی طرف سے بھیج گئے اور وہ نیوں میں سے ایک نبی ہے۔ مسیحا کا خصوصی خطاب البتہ اسلامی روایت میں برقرار رکھا گیا۔ اسلام کی مقدس کتابوں کے مطابق جب عیسیٰ المُسیح آتا ہے تو وہ بنی اسرائیل کے یہودیوں کو بحال نہیں کرے گا اور نہ ہی اُس کا مقصد ان فوادار اور محلص شاگردوں کو بچانا ہے جو حالیہ امام مہدی سے ظلم و تمثیل اُخْتَار ہے ہیں۔ عیسیٰ المُسیح کے اسلامی تصوروں کو سمجھنے کے لئے پہلی چیز جسے جاننے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ جب عیسیٰ المُسیح آئے گا تو وہ انہا پسند مسلمان ہو گا!

اس باب میں عیسیٰ المُسیح کی واپسی کے بارے میں اسلامی روایات کا خاکہ پیش کیا جائے گا۔ نیچے دی گئی حدیث میں یسوع کو یسوع کے نام سے نہیں پکارا گیا بلکہ عیسیٰ المُسیح کہا گیا ہے۔ مسلمانوں نے ہماری خاطر کبھی بکھار یسوع کا نام استعمال کیا ہے۔ لیکن جو نام قرآن میں اُسے دیا گیا ہے وہ عیسیٰ المُسیح ہے۔ یسوع کا حوالہ استعمال کرتے ہوئے اسلام جو دوسرے عام خطابات دیتا ہے اُن میں ”حضرت عیسیٰ، عیسیٰ بن مریم (مریم کا بیٹا) نبی عیسیٰ“، ان میں سے کچھ خطاب مندرجہ ذیل استعمال ہو سکتے ہیں۔

عیسیٰ المُسیح کی واپسی

اسلامی روایات کے مطابق عیسیٰ المُسیح کی واپسی عام طور پر دمشق سے باہر بتائی جاتی ہے:

”اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ المُسیح کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مینار پر اتریں گے۔ وہ دوزد چادریں پہننے ہو گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوں پر رکھے ہوئے ہو گے۔ جس کا فرتک آپ کی سانس پہنچ جائے گی وہ مر جائے گا۔ ان کی سانس اتنی دور جائے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔“ (1)
مسلم بخاری کتاب ۳۷۴۔

عیسیٰ المُسیح امام مہدی کا ماتحت

اس وقت عیسیٰ المُسیح جو بھیجا گیا امام مہدی سے ملے گا جو جنگ کے لئے اپنی فوج کو تیار کر رہا ہو گا۔ یہ نماز سے پہلے کا وقت ہو گا:

”اُس وقت مسلمان جنگ کی تیاری کے لئے اپنی صفوں کو تیار کر رہے ہو گے یقیناً نماز کا وقت آجائے گا اور پھر عیسیٰ بن مریم آئے گا۔“ (2)

متعاقہ حدیث پر بنی، اسلامی علماء عالمی معاهدے سے لگتا ہے کہ امام مهدی عیسیٰ مسیح سے نماز کی امامت کے لئے پوچھیں گے۔ عیسیٰ مسیح اس درخواست سے انکار کرے گا۔ اور امام مهدی کو نماز کی قیادت کرنے کو کہیں گے۔

”رسول اللہ نے کہاً میری قوم میں سے ایک گروہ حق کے لئے لڑائی ختم نہیں کرے گا اور وہ قیامت کے دن تک جیتیں گے۔ پھر کہا، عیسیٰ ابن مریم آئے گا اور ان کا (مسلمانوں) کمانڈر (امام مهدی) اُسے امامت کی دعوت دے گا۔ لیکن وہ کہیا گا: نہیں، تم میں سے کچھ دوسروں پر حاکم ہیں۔“ (3)

یہاں پر اس بات پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ عیسیٰ مسیح امام مهدی کے پیچھے نماز ادا کریگا۔ اس بیان سے براہ راست عیسیٰ مسیح کو امام مهدی سے کم تر سمجھا گیا ہے۔

”عیسیٰ مسیح امام مهدی کی دعوت اور پیشکش مسترد کرتے ہیں کہ آؤ اور نماز میں امامت کرو۔ اور امام مهدی کے پیچھے نماز ادا کرنے کو کہیں گے۔“ (4)

”عیسیٰ مسیح آئیں گے اور فرضی نماز امام مهدی کے پیچھے ادا کریں گے اور ان کی پیروی کریں گے۔“ (5)

”عیسیٰ مسیح امام مهدی کی اطاعت کر رہے ہوئے۔ زمانے کا استاد اور اسی لئے وہ اپنی نماز اُس کے پیچھے ادا کرے گا۔“ (6)

عیسیٰ المیسیح باوفا مسلمان

اپنے پچے مسلمان کی شناخت کی تشخیص کے لئے عیسیٰ مسیح اپنی والپی کے بعد مذہ میں عمرہ کی سعادت عطا کریں گے:

”نبی نے کہا۔ بے شک عیسیٰ بن مریم مصنفانہ حج اور حکمران کے طور پر اتریں گے اور وہ حج کی راہ پر گامزن ہو گا اور میری قبر پر مجھ سے ملنے آئے گا۔
اور میں یقیناً اسے جواب دوں گا۔“ (7)

عیسیٰ المیسیح اسلامی شریعت قائم کریگا

جیسا کہ امام مهدی کو خلیفہ (نائب مقતار) اور امام کے طور پر دیکھ لیا ہے جو عیسیٰ مسیح سے اعلیٰ تر ہو گا۔ عیسیٰ مسیح کو بھی مسلمان کمیونٹی کا رہنمایہ کہا جاتا ہے۔ اسلام کی روایات کے مطابق عیسیٰ مسیح کا بنیادی مقصد دنیا بھر میں اسلامی شریعت کا نفاذ اور اُس کی حفاظت ہے۔

”ابن قیمه منار المونف میں ذکر کیا کہ وہ رہنماء۔۔۔ امام مهدی جو عیسیٰ مسیح نماز میں مسلمانوں کی امامت کی درخواست کریگا۔ عیسیٰ زمین پر نبی کے طور پر نہیں رہے گا بلکہ حضرت محمدؐ کی امداد میں سے ایک کے طور پر۔ مسلمان اپنیں اپنارہنماء کے طور پر مانیں گے۔ امام مهدی نماز میں مسلمانوں کی امامت کریں گے اور عیسیٰ اسلامی شریعت کے مطابق مسلمانوں پر حکومت کریگا۔“ (8)

”حضرت محمدؐ سنت اور قرآن مجید کے مطابق عیسیٰ بن مریم آیگا اور لوگوں کے درمیان اُن کی قیادت کریگا۔“ (9)

عیسیٰ المیسیح: سب سے بڑا مسلم مبشر

اسلامی روایت سکھاتی ہے کہ پونکہ عیسیٰ مسیح خود کو ایک مسلمان کہتا ہے۔ اس لئے وہ بہت سے مسیحیوں کو اسلام کی طرف لے آیا گا۔ اور وہ جو اسلام قبول نہیں کریں گے۔ قرآن میں آتا

ہے کہ عیسیٰ مسیح قیامت کے دن اُن کے خلاف ایک گواہ ہوگا:

”کوئی کتابی ایسا نہیں جو اُس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ (عیسیٰ مسیح) اُن پر گواہ ہوگا۔“ (سورہ ۱۵۹: ۳)

مندرجہ بالا آیت پر اپنی کتابوں میں سے رائے دیتے ہوئے مفتی محمد شفیع عثمانی اور مفتی محمد شفیع کہتے ہیں کہ ”قیامت کے نشانیاں اور مسیح کا آنا“، اس حوالہ میں بیان ہے۔ ”وہ ایمان لائیں گے اُس کی موت سے پہلے یعنی مسیحی اور یہودی۔“

”ثابت ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہے اور مر انہیں اور نہ ہی خُد اہے یا اُس کا بیٹا بلکہ (صرف) اُسکا (اللہ) بندہ اور رسول اور عیسیٰ مسیح ان لوگوں کے خلاف گواہی دے گا جو اُسے خُد اکا بیٹا کہتے ہیں۔ مسیحیوں کو اور جو اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔ یعنی یہودی۔“ (10)

شیخ کلبی اسلامی پریم کونسل امریکہ کا چیزیں میں واضح طور پر اسلامی تناظر میں عیسیٰ مسیح کے تبلیغ کردہ امور کے بارے میں لکھتے ہیں:

”تمام انبیاء کرام کی طرح عیسیٰ مسیح الہی پیغام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ماتحت ہو کر آئے گا۔ یہ الہی پیغام اسلام ہے۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ جب عیسیٰ واپس آئیں تو وہ ذاتی طور پر اپنے بارے میں غلط فہمیوں کو درست کر یہیں۔ وہ حقیقی پیغام الہی کی تاکید کر یہیں جو وہ اپنے وقت میں ایک پیغمبر کے طور پر لائے اور وہ کہی خود کو خُدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں کر گیا۔ مزید یہ کہ وہ ثابت کر یا کہ جو اُس نے اپنی پہلی آمد پر پیش کی گئی اور حضرت محمدؐ کا گواہ ہوگا۔ اپنی دوسری آمد پر بہت سے غیر مسلم عیسیٰ مسیح کو خُدا کے بندے کے طور پر قبول کر یہیں۔ ایک مسلمان اور محمدؐ کی برادری کے طور پر۔“ (11)

الصدر اور موتاہری اسی طرح کی توقع رکھتے ہیں:

”عیسیٰ مسیح آسمان سے اُتریگا اور امام مہدی کی اطاعت قبول کر یا۔ مسیحی اور یہودی اُسے دیکھیں گے اور اُس کی واضح حیثیت کو تسلیم کر یہیں۔ مسیحی اپنی الوہیت کا عقیدہ چھوڑ دیں گے۔“ (12)

عیسیٰ المسیح مسیحیت کو ختم کر دے گا

یہ سمجھنا بہت اہم ہے کہ اسلامی روایت اور ایمان کے مطابق جب عیسیٰ مسیح واپس آتا ہے تو وہ نہ صرف زیادہ تر مسیحیوں کو اسلام کی طرف لائے گا بلکہ مسیحیت کو مکمل طور پر ختم کر دے گا۔ یہ حقیقت اُس وقت سمجھ آئی جب ہم ایک بہت معروف اور اکثر کہی گئی روایت کا تجھیے کرتے ہیں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ جب عیسیٰ آئے گا تو چار چیزیں کرے گا۔ عیسیٰ مسیح کو کہا جائے گا کہ:

۱۔ وہ صلیبیوں کو قتل کر دے۔

۲۔ تمام سوروں کو قتل کرے۔

۳۔ جزیہ تکمیل کو ختم کر دے۔ (غیر مسلمانوں پر عائد کردہ تکمیل)

۴۔ دجال اور اُس کے پیروکاروں کو قتل کر یا۔

”رسول اللہ نے کہا، میرے اور اُس کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یعنی عیسیٰ مسیح۔ وہ آسمان سے اُترے گا۔۔۔

صلیبیوں کو توڑے گا، سوروں کو مارے گا، جزیہ موقف کریگا۔ اللہ اسلام کے علاوہ تمام ادیان فا کر دے گا۔“ (13)

صلیبیوں کو توڑنا، سوروں کو مارنا اور جزیہ ختم کرنا تینوں اعمال کی بنیاد یہ ہے کہ عیسیٰ مسیح اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب کو روی زمین سے ختم کریگا۔ شانی اور عثمانی وضاحت کرتے ہیں کہ ”صلیب کو توڑنے“ کا مطلب ہے کہ ”صلیب کی عبادت ختم کرنا“۔ میں نے کئی مسلمان دوستوں کے ساتھ اس روایت کے بارے میں بات کی۔ انہوں نے انہمار کیا۔ عیسیٰ مسیح تمام دنیا کے گھر جا گھروں اور چھتوں سے صلیبیوں کو توڑے یا ہٹادے گا۔ عمل اشارہ کرتا ہے کہ عیسیٰ مسیح ایک واضح بیان دے رہا ہوگا اور اس کو غلط ثابت کریگا کہ وہ کبھی مصلوب ہوا تھا اور سوروں کا قتل بتاتا ہے کہ مسیحی عقیدہ کا جواز غلط ہے۔ (14) جزیہ کو ختم کرنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب عیسیٰ مسیح آیگا تو صرف ایک ہی انتخاب ہوگا یعنی اسلام کو قبول کرنا یا اپنے آپ کو قتل ہونے کے لئے دینا۔ جیسا کہ صادقی ایم اے والیکوڈی اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں:

”عیسیٰ بن مریم بہت جلد مسلمانوں کی درمیان ایک قاضی کے طور پر اُترے گا۔ اس نے عیسیٰ مسیح اسلامی شریعت کے مطابق انصاف کریگا۔ سب لوگوں کو اسلام کو گلے لگانے کی ضرورت ہوگی اور پھر کوئی تبدل نہیں ہوگا۔“ (15)

یہاں تک کہ ہارون تھکی اسی طرح اپنی کتاب میں ثابت کرتا ہے ”جب عیسیٰ مسیح آئے گا تو وہ اُس دور کے تمام کفر نظاموں کا خاتمہ کر دے گا۔“ (16)

مسلمان قانون دان بھی ان تشریحات کی تصدیق کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسلامی فقہ کی کتاب کہتی ہے:

”... جزیہ کا وقت اور جگہ عیسیٰ مسیح کی حتمی آمد سے پہلے کا ہے۔ حتمی آمد کے بعد صرف اسلام ہی قبول کرنا ہوگا۔ جزیہ کا حصول صرف عیسیٰ مسیح کے نزول سے پہلے تک موثر ہے۔“ (17)

عیسیٰ المسیح: یہودیوں کا قتل

عالیکوڈی وضاحت کرتا ہے کہ عیسیٰ مسیح کو ختم کرنے کے علاوہ عیسیٰ مسیح کو دوسرا کام (دجال یا مختلف مسیح) کو قتل کرنا ہے اور نہ صرف عیسیٰ مسیح دجال کو مارے گا بلکہ اُسکے پیروکاروں کو بھی ختم کر دے گا۔ جوز یادہ تر یہودی ہو گے۔ محمد علی ابن زیر اپنے ایک مضمون ”دجال کون ہے؟“ میں لکھتا ہے:

”اصفہان کے یہودی دجال کے پیروکاروں کے علاوہ اسی طرح عورتوں کی بھی ایک کثیر تعداد اُس کے پیروکاروں کی ہوگی۔“ (18)

والیکوڈی وضاحت کرتا ہے کہ عیسیٰ مسیح کی واپسی کی اہم وجوہات میں سے ایک یہ ہے متنازع مسئلہ پر یہودیوں کو رد کریں گے کیونکہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا۔۔۔ تاہم عیسیٰ مسیح اُن کو اُن کے سربراہ (دجال) کے ساتھ ختم کریگا۔ (19) آخر دنوں کے واقعات کی فہرست جیسے کہ وہ ظاہر ہو گے۔ محمد علی زیر قیامت کے شہادات کا مصنف بیان کرتا ہے:

”اس کے ماننے والے یہودی ستر ہزار ہو گے۔۔۔ (پھر) عیسیٰ مسیح دجال کو ہود کے گیٹ پر قتل کرتا ہے جو اسرائیل ایسے پورٹ کے قریب ہے۔ افق کی وادی میں یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک حتمی جنگ ہوگی اور مسلمان فتح حاصل کریں گے۔“ (20)

ہم مسلمانوں اور یہودیوں کی اس آخری جنگ کے بارے میں اگلے باب میں مزید وضاحت سے پڑھیں گے۔ لیکن ابھی یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ آخری جنگ ہوگی۔ اسلامی روایت کے مطابق وہ بنیادی اشتعال پھیلانے والا شخص عیسیٰ مسیح ہوگا۔

عیسیٰ مسیح: ایک مسلمان گھرانے کا شخص

عیسیٰ مسیح کی واپسی کے ایک حصی پہلو کی نشاندہی ضروری ہے۔ دجال اور اُس کے شاگردوں کو قتل کرنے اور دنیا کو اسلام کے پاس لانے کے بعد، عیسیٰ مسیح شادی کریں گے اُن کے بچے ہونگے اور بالآخر جائیں گے۔

”نبی نے کہا، میرے اور اُس کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ یعنی عیسیٰ مسیح۔۔۔۔۔ وہ دجال کو ختم کریگا اور چالیس سال زمین پر رہے گا اور پھر مر جائیگا۔ مسلمان اُس پر دعا کریں گے۔“ (21)

”زمین پر آسمان سے اُترنے کے بعد، عیسیٰ مسیح شادی کریں گے۔ اُس کے بچے ہونگے اور وہ زمین پر ہی رہیں گے۔ شادی کے ۱۹ سال بعد وہ مر جائیگا اور مسلمان اُس کا جنازہ پڑھیں گے اور اُسے محمدؐ کے ساتھ دفن کریں گے۔“ (22)

خلاصہ

اب آئیے ہم عیسیٰ مسیح کی واپسی کے مختلف امتیازی خصوصیات اور اعمال کا جائزہ لیں:

- ۱۔ زمین کے آخری دنوں میں دمشق کی ایک مسجد کے قریب عیسیٰ مسیح کی واپسی ہوگی۔
- ۲۔ وہ ایک ایسے وقت میں آیا گا جب امام مہدی اور اس کا شکر دعا کرنے کی تیاری کر رہا ہوگا۔
- ۳۔ امام مہدی اُسے امامت کی پیشکش کریں گے لیکن وہ براہ راست اسے مسترد کریں گے۔ عیسیٰ مسیح اعلان کرتا ہے کہ مہدی مسلمانوں کا رہنمای ہوگا۔
- ۴۔ وہ بطور ماتحت امام مہدی کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے۔
- ۵۔ وہ ایک سچا مسلمان ہوگا۔
- ۶۔ وہ مکہ میں حج اور عمرہ ادا کریگا۔
- ۷۔ وہ محمدؐ کی قبر کا دورہ کریگا اور وہ محمدؐ کو سلام کریگا جبکہ محمدؐ قبل سے اُسے سلام کریگا۔
- ۸۔ وہ مسیحیت کو برپا کریگا۔
- ۹۔ وہ جزیہ کو ختم کریگا تاکہ یہودیوں اور مسیحیوں کے پاس کوئی تبادلہ نہ ہو۔
- ۱۰۔ وہ پوری دنیا میں اسلامی شریعت نافذ کریگا۔
- ۱۱۔ وہ دجال اور اُس کے شاگردوں کو قتل کریگا۔
- ۱۲۔ وہ چالیس سال تک زمین پر رہے گا، شادی کریگا، اس کے بچے ہونگے اور پھر مر جائیگا۔

جبیسا کہ ہم نے واضح طور پر دیکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح اپنی فطرت اور عمل دنوں میں باعثی یسوع مسیح ناصری سے بہت مختلف ہے۔ یہ شیلیم سے ساری دنیا پر بادشاہت قائم کرنے کی بجائے وہ پوری دنیا کو اسلام کی طرف لے جاتا ہے یا ان کو قتل کرتا ہے جو ایسا نہیں کرتا۔ یہودیوں اور مسیحیوں کو بحال کرنے کی بجائے وہ ان کو قتل کرتا ہے۔ ہم آئندہ باب میں دیکھتے ہیں کہ یسوع مسیح ناصری کی واپسی پر باشبل کیا کہتی ہے۔

جهوٹا نبی اور عیسیٰ المیسح کا موازنہ

جیران گن طور پر، آخر دنوں میں باہمی کہانیاں اور اسلامی کہانیوں کی مماثلت صرف مخالفِ مسیح اور امام مہدی کے ساتھ تھم نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر بہت سی ممالک میں جو مخفی اتفاق ہے اُن کو برخاست کرنا آسان ہوتا۔ تاہم مخالفِ مسیح اور امام مہدی کے ساتھ یہ برابری نہیں رکھی بلکہ واضح طور پر اس شخص کے ساتھ بڑھ جاتا ہے جس کو باہل میں جو مخفی اسح کہا جاتا ہے۔ اسلام میں اسے عیسیٰ المیسح کہا جاتا ہے۔

بہت سال پہلے شیطان کو زمین پر گرانے جانے کا بیان باہل میں واضح طور پر دیا گیا ہے۔ باہل سکھاتی ہے کہ شیطان زمین پر اپنے ایجنت کے طور پر ایک نہیں بلکہ دو مردوں کو برپا کریگا۔ جو آدمیوں کو اس سماں کروں ایک سچے خدا کی پرستش نہ کریں۔ پہلا آدمی جو شیطان استعمال کریگا وہ مخالفِ مسیح ہو گا۔ جس کا ذکر ہم باب نمبر ۵ میں کر چکے ہیں۔ اور دوسرا آدمی وہ ہے جسے ہم باہل میں جو مخفی کہتے ہیں۔ اب ہم اس کو دراک ماوازنہ کریں گے۔

جهوٹے نبی اور مخالفِ مسیح کی ناپاک شراکت

مخالفِ مسیح اور جھوٹے نبی کے تعلق میں نوعیتِ جرام ایک جیسے ہیں۔ صرف باہل کی آخری کتاب میں ہمیں جھوٹے نبی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ یوحنار رسول اس کتاب کا واحد مصنف ہے جسے مخالفِ مسیح کے بارے میں مکافہ ہوا۔ مکافہ کی کتاب کے ۱۳ اباب میں یوحنہ میں ایسے شخص کی بابت بتا رہا ہے جسے دوسرا حیوان کہا گیا ہے۔ لیکن بعد میں مکافہ کی کتاب میں اسے جو مخفی کہا گیا ہے۔

”پھر میں نے ایک اور حیوان کو زمین میں سے نکلنے ہوئے دیکھا۔ اُسے بڑہ کے سے دو سینگ تھا اور اڑدہ کی طرح بولتا تھا۔ اور یہ پہلے حیوان کا سارا اختیار اُس کے سامنے کام میں لا تھا اور زمین اور اُس کے رہنے والوں سے اُس پہلے حیوان کی پرستش کرنا تھا جبکہ زخم کاری اچھا ہو گیا تھا۔ اور وہ بڑے بڑے نشان دکھاتا تھا۔ بیہاں تک کہ آدمیوں کے سامنے آسمان سے زمین پر آگ نازل کر دیتا تھا۔ اور زمین کے رہنے والوں کو ان نشانوں کے سبب سے جنکے اُس حیوان کے سامنے دکھانے کا اُس کو اختیار دیا گیا تھا اس طرح گمراہ کر دیتا تھا کہ زمین کے رہنے والوں سے کہتا تھا کہ جس حیوان کی تلوار گلی تھی اور وہ زندہ ہو گیا اُس کا بُت بناؤ۔“

(مکافہ ۱۲: ۱۱)

اس حوالہ سے ہم جھوٹے نبی کے بارے میں کچھ چیزیں معلوم کر سکتے ہیں۔ اول اُسے ایک حیوان کہا گیا ہے۔ جس پر شیطان کا غالبہ ہے۔ وہ اُنہیں کا دوسرا ہتھنڈا ہے۔ جو زمین پر اڑدہ کی مرضی پوری کریگا۔ لیکن دو سینگ کی بجائے یہ دو سینگ رکھتا ہے۔ سینگ اُس کے اختیار کو ظاہر کرتے ہیں۔ جھوٹے نبی کی طاقت اور اختیار واضح ہے لیکن یہ طاقت اور اختیار مخالفِ مسیح کے برابر نہیں ہے۔ جس کے دو سینگ تھے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جھوٹے نبی کے پاس مجزرے دکھانے کی قدرت ہے۔ متعدد مجزرے جو وہ عمل میں لائے گا اس میں سے ایک یہ ہے کہ وہ آسمان سے آگ کو برپا کریگا۔ جھوٹے نبی کا اس طرح سے مجزرے دکھانے کا نبیادی مقصد یہ ہے کہ زمین کے باشندوں کو مخالفِ مسیح کی عبادت اور پروردی کرنے کی طرف راغب کرنا ہے۔ اُن کی ایک ٹیم کے طور پر شراکت داری ہے جس کا مقصد ایک ہی ہے۔ یعنی لائلج، فریب اور جو باہل کے سچے خدا کی عبادت کرتا ہو اُس سے دور کرنا۔

امام مہدی اور عیسیٰ المیسح کی ناپاک شراکت

اسی طرح اسلامی روایت میں آخری دنوں سے متعلق کوئی ایک واحد شخصیت نہیں ملتی جو اس دنیا کو بچانے آئے گی بلکہ ہم ایک ٹیم کو دیکھتے ہیں۔ ہم امام مہدی اور عیسیٰ المیسح دنوں کو

دیکھتے ہیں۔ اور مخالفِ مسیح اور جھوٹے نبی کے معاملے میں ایک رہنمایہ اور دوسرا اُس کا معاون ہے۔ جبکہ امام مہدی کو اللہ کا نائب (۱) یا خلیفہ بیان کیا گیا ہے۔ اور عیسیٰ اُس کے تیار

مہدی کی راہ اختیار کریگا اور اُس کی پیروی کریگا۔ (۲) امام مہدی اور عیسیٰ اُس کی شرکت داری استاد اور شاگرد جیسی ہوگی۔ اور جیسا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں اور دیکھتے رہیں گے۔ امام مہدی اور عیسیٰ اُس کی شرکت داری ناپاک ہے۔ خاص طور پر اگر آپ مسلمان نہیں ہیں اور ارادہ بھی نہیں رکھتے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر آپ موت کے لئے تیار ہو جائیں۔ سادہ اور آسان موت۔ عیسیٰ اُس کے بیویوں مسیح ناصری کے بخلاف ہے۔ بیویوں مسیح نے کہا:

”کیونکہ میں آسمان سے اس لئے نہیں اُترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھینجے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں۔ اور میرے بھینجے والے کی مرضی یہ ہے کہ جو کچھ اُس نے مجھے دیا ہے میں اُس میں سے کچھ کھونہ دوں بلکہ اُسے آخری دن پھر زندہ کروں کیونکہ میرے باپ کی مرضی یہ ہے کہ جو کوئی بیٹے کو دیکھے اور اُس پر ایمان لائے ہیشکی زندگی پائے اور اُسے آخری دن پھر زندہ کروں۔“

(یوحنا: ۳۸-۴۰)

باپ کی مرضی پوری کرنے کی بجائے عیسیٰ اُس کے شاگردوں کو بچانے کی بجائے عیسیٰ اُس اُن وفاداروں کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ بابل بتاتی ہے کہ عیسیٰ اُس کا چروہا نہیں ہے بلکہ وہ چروہے کے لباس میں بھیڑیا ہے۔

جهوٹا نبی بطور مخالفِ مسیح کا صدرِ نافذ کننده

”اور جسکی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ۔ اور ہلاک ہونے والوں کے لئے ناراثتی کے ہر طرح کے دھوکے کے ساتھ ہوگی اس واسطے کے انہوں نے حق کی محبت کا اختیار نہ کیا جس سے اُن کی نجات ہوتی۔ اسی سب سے خدا اُن کے پاس گراہ کرنے والی تاثیر بھیجے گا تاکہ وہ جھوٹ کو حق جانیں اور جتنے لوگ حق کا یقین نہیں کرتے بلکہ ناراثتی کو پسند کرتے ہیں وہ سب سزا پائیں۔“

(تہذیب النکیوں: ۹:۱۲)

”پھر میں نے ایک اور حیوان کو زمین میں سے نکلتے ہوئے دیکھا۔۔۔ اور وہ بڑے بڑے نشان دکھاتا تھا۔ یہاں تک کہ آدمیوں کے سامنے آسمان سے زمین پر آگ نازل کر دیتا تھا۔“

(مکافہ: ۱۳:۱۱)

بابل میں ہم دیکھتے ہیں کہ جھوٹا نبی ہر قسم کے جعلی مجرموں، نشانات، عجیب کاموں اور ہر طرح کی بدی کے ساتھ آئے گا۔ وہ سب کو دھوکا دیگا۔ وہ عظیم اور مجرمانہ نشانات خاکہ کر گیا یہاں تک کہ آسمان سے آگ کو بر سائے گا۔ وہ زمین کے باشندوں کو فریب دے گا۔ لیکن اُس کے مجرمانہ کام کی طاقت کے خاتمہ اور زمین پر ہر شخص کو اسلام قبول کروانے کے بعد، اس کا نیادی مقصد ایک ایسا نظام قائم کرنا ہے جہاں زمین کے باشندوں کے پاس صرف دو اختیارات ہوں؛ مخالفِ مسیح کی عبادت یا پھر قتل کیا جانا۔ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا نبی کوئی بُت یا جسمہ بنائے گا جو بولنے کی قدرت رکھے گا۔ بلکہ اسی طرح کی شکل جو ہم بابل میں دیکھتے ہیں:

”اوہ اسے (جھوٹا نبی) اُس حیوان کے بُت میں روح پھونکنے کا اختیار دیا گیا تاکہ وہ حیوان کا بُت بولے بھی اور جتنے لوگ اُس حیوان کے بُت کی پرستش نہ کریں اُن کو قتل بھی کرائے۔“

(مکافہ: ۱۳:۱۵)

اس بُت کے بارے میں ایک بہت ہی غیر معمولی چیز یہ ہے کہ یہ ”بول سکتا ہے“ اور جو کوئی اس کی پرستش نہیں کریگا وہ اُسے قتل کرو سکتا ہے۔ کسی نہ کسی طرح یہ تصور یہ اس جھوٹے نبی

کے قانون کو نافذ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ لوگوں کو کسی وجہ سے قتل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ایسا گلتا ہے کہ یہ اس بدنام زمانہ ”جیوان کا نشان“ کے ساتھ ایک ساتھ کام کرتے ہیں جو جھوٹے نبی کے نظام کا نشان ہو گا۔ زمین کے سب باشدنوں کو چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، آزاد ہو یا غلام۔ یہ نشان زبردست اُنکے ہاتھوں یا پیشانی پر دیا جائیگا۔ تاکہ کوئی خرید و فروخت نہ کر سکے جب تک وہ نشان نہ ہو۔ یہ نہ حیوان کا یا اُسکے نام سے ہو گا (مکاشفہ: ۱۳: ۷۱)

پس جھوٹا نبی مخالفِ مسیح کی عبادت کی عالمی تحریک کا نافذ کرنے ہے۔ ایک لمحے کے لئے سوچیں۔ ایک بمشتری مجزہ کر رہا ہو جو کمل طور پر شیطان کے قبضہ میں ہوا وہ انکار نہیں سُننا جکہ موت بھی سر پر ہو۔ یعنی انکار کرنا موت کو دعوت دینا ہے۔ بالکل اسی طرح جھوٹا نبی کرے گا۔

عیسیٰ المسیح بطور امام مہدی کا صدر نافذ کرنے

اسلام کے مطابق عیسیٰ مسیح ایک بہت عظیم مبشر ہو گا جسے دنیا نے کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔ وہ ایک نشان کے طور پر جھوٹے نبی کا کام پورا کریگا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح جھوٹے نبی کی طرح مسیحی دنیا کو ایک نئے مذہب کی طرف لے کر جائے گا۔ عیسیٰ مسیح بلاشبہ ان کو منہب اسلام کی طرف لے جائے گا۔

جب عیسیٰ مسیح آئے گا تو وہ خود اپنے بارے میں غلط بیانی اور غلط فہمی درست کریگا۔ وہ سچ پیغام کا اقرار کریگا۔ جو وہ نبی کے طور پر اپنے دور میں لایا اور وہ بھی بھی خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں کریگا۔ مزید یہ کہ وہ ثابت کریگا جو اس نے اپنی پہلی آمد پر پیش گوئی کی اور حضرت محمدؐ کا گواہ ہو گا۔ اپنی دوسری آمد پر بہت سے غیر مسلم عیسیٰ مسیح کو خدا کے بندے کے طور پر قول کریں گے۔ وہ ایک سچا مسلمان اور محمدؐی برادری کے طور پر ہو گا۔” (۴)

تاہم صرف اس وضاحت پر نہیں، عیسیٰ مسیح کی اسلام قبول کروانے کی طاقت زیادہ کسی خاص مجرمات کی بجائے اُسکے لفظوں کی تاثیر کی حقیقت، موجودگی اور اعمال پر مبنی گتی ہے۔ کسی خاص مجرمات کے۔ بالکل اس جھوٹے نبی کی طرح عیسیٰ مسیح بھی انکار سننا پسند نہیں کرتا۔ جیسا کہ اوپر دیکھے چکے ہیں۔ عیسیٰ مسیح، امام مہدی کے ساتھ پوری دنیا پر اسلامی شریعت قائم کرتے ہیں اور جزیہ نیکیں کو ختم کرتے ہیں جو غیر مسلمان اپنی حفاظت کے لئے دیتے تھے۔ بلکہ اسی طرح جیسے ما فیما پنے علاقہ میں کاروبار کرنے والے افراد سے لیتے ہیں۔ اُس وقت جزیہ نیکیں ختم ہو جائے گا۔ ”تمام لوگوں کو اسلام قبول کرنا ہو گا اور اس کا مقابل نہیں۔“ (۵) تو پھر کیا ہو گا اگر کوئی اسے قبول نہیں کرتا؟ پھر جیسا کہ ہم پہلے دیکھے چکے ہیں۔ امن کے مذہب کے رہنماء امام مہدی اور عیسیٰ مسیح ان کو قتل کر دیں گے۔

جهوٹا نبی بطور جlad

جو جھوٹے نبی کی بابت ہم بابل کے بیان سے سمجھتے ہیں کہ اس کا بنیادی مقصد ”جیوان“ کی تصویر کی پرستش کروانا ہے اور جو کوئی انکار کرتا ہے اُسے قتل کیا جائے گا:

”اور زمین کے رہنے والوں کو ان نشانوں کے سب سے جن کے اُس حیوان کے سامنے دکھانے کا اُس کو اختیار دیا گیا تھا اس طرح گراہ کر دیتا تھا کہ زمین کے رہنے والوں سے کہتا تھا کہ جس حیوان کے تلوار لگی تھی اور وہ زندہ ہو گیا تھا اُس کا بُت بنا کر۔ اور اُسے اُس حیوان کے بُت میں رو ج پھونکنے کا اختیار دیا گیا تاکہ وہ حیوان کا بُت بولے بھی اور جتنے لوگ اُس حیوان کی پرستش نہ کریں ان کو قتل بھی کرائے۔“

(مکاشفہ: ۱۳: ۱۵، ۱۲: ۱۵)

بعد ازاں ایک خاص حوالہ ہے جس میں ان لوگوں کو قتل کرنے کا بتایا گیا ہے:

”پھر میں نے تخت دیکھے اور لوگ ان پر بیٹھ گئے اور عدالت ان کے سپرد کی گئی اور ان کی روحوں کو بھی دیکھا جنکے سر یوں کی گواہی دینے اور خدا کے کلام کے سب سے کاٹے گئے تھے اور جنہوں نے نہ اُس حیوان کی پرستش کی تھی نہ اُس کے بُت کی نہ اُس کی چھاپ اپنے ماتھے اور ہاتھوں پر لی تھی۔ وہ زندہ ہو کر ہزار سال تک مسیح کے ساتھ بادشاہی کرتے رہے۔“ (مکاشفہ: ۲۰: ۲۶)

بانبل ہمیں بتاتی ہے کہ وہ جو جھوٹے نبی کے قائم کردہ نظام میں شرکت کرنے سے انکار کریگا اور جو خالقِ مسیح یا اُس کے بُت کی عبادت کرنے سے انکار کریگا وہ قتل کر دیا جائیگا۔ بانبل قتل کرنے کا جو مخصوص طریقہ اجاگر کرتی ہے وہ سر قلم کرنے کا طریقہ ہے۔ اس حقیقت کے بارے میں تبادلہ خیال اگلے باب میں کیا جائے گا۔ جھوٹا نبی ایک بہت بڑا جلاہ ہو گا جسے دنیا نے کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔

عیسیٰ المیسح بطور جلال

اور عیسیٰ المیسح کس طرح مختلف ہے؟ جیسا کہ ہم پہلے ہی اسلامی روایات کو جان چکے ہیں کہ عیسیٰ المیسح جز یہ لیکس کو ختم کر دے گا۔ تب دنیا بھر میں یہودیوں اور مسیحیوں کے لئے صرف دور استہ ہو گے۔ قبول اسلام یا پھر موت۔

”عیسیٰ بن مریم بہت جلد مسلمانوں کے درمیان ایک قاضی کے طور پر اترے گا۔ اس لئے عیسیٰ المیسح اسلامی شریعت کے مطابق انصاف کریگا۔ سب لوگوں کو اسلام کو گلے لگانے کی ضرورت ہو گی اور پھر کوئی متبادل نہیں ہو گا۔“ (6)

”جز یہ کا وقت اور جگہ عیسیٰ المیسح کی حتمی آمد سے پہلے کا ہے۔ حتیٰ آمد کے بعد صرف اسلام ہی قبول کرنا ہو گا۔ جز یہ کا حصول صرف عیسیٰ المیسح کے نزول سے پہلے تک موثر ہے۔“ (7)

ہم اسلامی روایات میں یہ بھی دیکھے ہیں کہ عیسیٰ المیسح فوجی سربراہ کے طور پر ہزاروں یہودیوں کو قتل کریگا۔ جو دجال کے شاگرد کہلاتے ہیں۔

”یہودی۔۔۔ اس کے خاص بیرون کار ہو گے۔“ (8)

”پھر عیسیٰ المیسح دجال کو ہود کے گیٹ پر قتل کرتا ہے۔ جو اسرائیلی ایئر پورٹ کے قریب ہے۔ افق کی وادی میں یہودی اور مسلمانوں میں حتمی جنگ ہو گی اور مسلمان فتح حاصل کریں گے۔“ (9)

”آخیر گھری میں مسلمان یہودیوں کے ساتھ جنگ کریں گے۔ چونکہ یہودی دجال کی فوج کا ایک لازمی حصہ ہیں اور مسلمان عیسیٰ المیسح کی فوج کے سپاہی ہیں۔ تو وہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ لڑیں گے اور مسلمان خوشی منائیں گے یہاں تک کہ ایک پھر یاد رخت کہے گا؛ مسلمانو! یہاں آؤ۔ ایک یہودی میرے پیچھے چھپا ہے اسے قتل کرو۔“ (10)

بانبل جھوٹا نبی اور عیسیٰ المیسح دونوں ایک خاص شریعت کا نظام قائم کریں گے اور جو نئے عالمی مذہب کو ماننے سے انکار کریگا اُسے زبردست قتل کیا جائے گا۔

بھیڑوں کے بھیس میں اڑدا

ہم سب نے یہ حوالہ سن رکھا ہے ”بھیڑوں کے بھیس میں بھیڑیا“، بہت سے لوگ یہ نہیں جانتے کہ اس محاورہ کا پیدا کرنے والا یہو عیسیٰ المیسح یہ محاورہ کہہ رہا تھا تو اُس نے اسے خاص طور پر جھوٹے نبی کے لئے استعمال کیا۔ حوالہ یہ تھا ”جھوٹے نبیوں سے خبردار ہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں چاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔“ (متی ۷:۱۵) اسی طرح جھوٹا نبی جس کا تمام دیگر انیباً صرف ایک اشارہ دیتے ہیں۔ یوحنًا کے مکافہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ”بھیڑ کے دو سینگ تھے مگر اڑدا کی طرح بولتا تھا۔“ (مکافہ ۱۳:۱۱) یہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا نبی نرم دلی اور ملائم ہو گا۔ بالکل بھیڑ کی طرح۔ لیکن اُس کا باطن شیطان گرفتہ ہو گا۔

وہ فریب، قتل، غیظ و غصب اور نفرت کے ساتھ بھرا ہوا ہو گا۔ اس کا مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دھوکہ دے کر اڑدھا کی پستش کی طرف راغب کرنا ہے۔

اس جھوٹے نبی کا ظہور ایک مکان طور پر شاید بھیڑ کی طرح ہو سکتا ہے وہ جھوٹا نبی بھیڑ یا یوسع مسح ہونے کا دعویٰ کریگا۔ (یوحننا: ۳۶، مکافہ: ۲۵) اگر ہم متی ۲۲ باب کا بغور مشاہدہ کریں جہاں بارہ یوسع اپنے شاگردوں کو آگاہ کرتا ہے کہ آخر دنوں میں بہت سے جھوٹے نبی آئیں گے۔ تو پھر بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن سب سے پہلی آگاہی جو یوسع مسح نے اپنے شاگردوں کو دی جب انہوں نے پوچھا کہ آخر دنوں کی نوعیت اُس کے آنے سے پہلے کیسی ہو گی؟ یوسع مسح نے کہا، خبردار ہو کر کوئی تم کو دھوکہ نہ دے۔ بہت سے میرے نام سے آئیں گے اور دعویٰ کریں گے کہ مسح ہوں اور بہت سے کو دھوکا دے گا۔ (متی ۵، ۲۲: ۵) جبکہ میں یقین نہیں کرتا کہ ہر جھوٹا نبی جو آخر وقت میں اپنے گا خود کو مسح ہونے کا دعویٰ کریگا۔ حوالہ میں صاف ظاہر ہے کہ کچھ کہیں گے۔ لیکن اگر مکافہ ۱۳ باب کا جھوٹا نبی دوسرے جھوٹے نبیوں کے لئے ایک نمونہ ہے تو پھر وجہ سامنے ہے کہ جھوٹا نبی خود کو یوسع مسح کھلانے کا دعویٰ بہت اچھی طرح کر سکتا ہے۔ یہ بے شک ایک مکمل شاندار شیطانی منصوبہ ہے۔ اس سے بڑا دعویٰ دار خود کو یوسع مسح کھلانے والا نہیں ہو سکتا۔ ایسا لگتا ہے کہ امام مہدی کے لئے شیطان بھی منصوبہ بن چکا ہے۔

خلاصہ

مسلمان عیسیٰ مسح کو مسیحیوں کے درمیان بطور بشارتی آله استعمال کرنا پسند کرتے ہیں۔ متعدد تکب جو عیسیٰ مسح کی عظمت پر شائع ہوئیں ان میں عیسیٰ مسح کو سراہا اور گہری محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اہم اسلامی وہب سائٹ یہاں تک تناول ہے کہ ”عیسیٰ مسح مجھے اسلام کی طرف لے کر آیا“، مسلمان عیسیٰ مسح کو مسیحیوں کو پھنسانے کے طور پر استعمال کرتے ہیں تاکہ ان کو اسلام کی سچائی کی طرف قائل کریں۔ لیکن اصل میں اسلام کا عیسیٰ مسح جو اشتہاری ہے وہ یوسع مسح ناصری سے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ وہ بنیاد پرست مسلمان کے طور پر ظاہر ہو گا۔ اسلامی روایت میں عیسیٰ مسح جو واپس آتا ہے وہ اسامہ بن لاون کی طرح کچا ہے۔ وہ بھی کہہ ارض پر اسلامی شریعت قائم کرنا چاہتا تھا اور جو شخص اس کا انکار کرے اسے قانونی طور پر درست قرار دینے والا تھا۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں یہودیوں کو وجود جمال کے پیروکار ہیں قتل کریگا۔ اگر کوئی ایسا شخص موجود تھا تو اُسے یقیناً ”حیوان“ کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر بے شک وہ شخص عیسیٰ مسح ہے۔

مسلمان ایک ایسے شخص کے منتظر ہیں جو عیسیٰ مسح کا دعویٰ کرے وہ بڑہ کی مانند پیش کیا جائیگا۔ اگر کوئی ایسا شخص موجود ہوتا تو پھر وہ اسلامی روایت کے مطابق دعویٰ کریگا کہ وہ آسمان پر گذشتہ دو ہزار سالوں سے زندہ رہاتا کہ واپس آئے اور اپنی زندگی مکمل کرے اور زمین پر اپنے مشن کو پایہ تیکیں تک پہنچائے۔ وہ شخص جھوٹا ہو گا۔ وہ اپنے استاد کا سچا شاگرد ہو گا جو جھوٹوں کا باپ کھلتا ہے۔ وہ آئے گا اور باہل کے مطابق اپنے سربراہ شیطان کی گرم اگر مخواہ شبات کا اظہار کریگا۔ وہ مسیحیوں اور یہودیوں کو گمراہ کریگا۔ درحقیقت پوری دنیا یا تو اُس کی عبادت کرے گی یا ہلاک ہو گی۔ باہل میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اپنے بہت سے مقاصد کے لئے شیطان جھوٹے نبی کو با اختیار بنائے گا۔ باہل کا جھوٹا نبی اور اسلام کا عیسیٰ مسح تمام ضروری نکات پر ایک جیسے ہیں۔

دجال: اسلام کا مخالف مسیح

تیرانمیادی کردار جو اسلامی عقائد پر غلبہ لئے ہوئے ہے وہ ایک ایسا شخص ہے جس کا پورا خطاب ^{المحیی} یادِ دجال ہے۔ اس کو عام طور پر دجال کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک انوکھا کردار ہے۔ جس کی تفصیل یا کہانی امام مهدی یا جھوٹے نبی سے زیادہ شاندار لگتی ہے۔ کئی احادیث میں دجال کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ لیکن یہاں ہم صرف سب سے زیادہ عام فہم روایات کا جائزہ لینگتے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ یہ پر اسرار اور عجیب و غریب شخصیت کون ہے۔

عظمیٰ فربی

قرآن میں دجال کو ایک دھوکہ باز کے طور پر بتایا گیا ہے۔ جس کے پاس مجرمان طاقت ہو گی اور وہ تمام روی زمین پر عارضی طور پر اختیار رکھے گا:

”نبی ہمیں خبر دار کر رہا تھا کہ آنحضرت نبی نوح انسان کو دھوکہ دے گا۔ دجال اس دنیا پر اقتدار کا مالک ہو گا۔ لہذا مسلمانوں کو ہوشیار رہنا ہو گا اور اپنے دلوں میں دنیا کی محبت نہ رکھیں کہیں وہ اپنے ندھب کو چھوڑ نہ دیں اور اُس کے پیچھے چلے جائیں۔ وہ بیاروں کو ہاتھ پر مسح کر کے شفادینے کے قابل ہو گا۔ بالکل مسح کی طرح۔ لیکن اس دھوکے کے ساتھ دجال لوگوں کو جنم کی راہ پر لے جائے گا۔ اس طرح دجال ایک جھوٹا مسح ہے۔ وہ خود کو مسیح ایتھے گا اور لوگوں کو حیرت انگیز طاقتیں دکھا کر دھوکہ دے گا۔“ (۱)

ایک آنکھ والا

مکمل طور پر سب سے زیادہ دجال کا جھوٹا دیا جاتا ہے اس میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک آنکھ سے انداھا ہے۔ تاہم حدیث اس کے مقتضاد ہے کہ وہ کس آنکھ سے انداھا ہے: اللہ کے رسول نے لوگوں کے سامنے یہ بتایا کہ دجال کیسا ہے:

”اللہ انہ انہیں ہے اور دیکھو کہ دجال سیدھی آنکھ سے کانا ہو گا جس میں انگور کے دانے جیسے پھولہ ہو گا۔“ (۲)

اللہ کے رسول نے کہا؛ دجال باً میں آنکھ کا کانا ہے جس میں موٹا بال ہے اور اسکے پاس جنت اور دوزخ ہو گی۔ اس کی جنت حقیقت میں دوزخ اور دوزخ جنت ہو گی۔“ (۳)

کافر

دجال کو بعض اوقات کافر بھی کہا گیا ہے یہ لفظ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان یا مکمل طور پر ماتھے پر لکھا گیا ہے لیکن یہ لفظ صرف سچے مسلمانوں کو ہی نظر آئے گا ہر کسی کو نہیں:

”اللہ کے رسول نے کہا؛ دجال ایک آنکھ کا کانا ہے اور اس کی آنکھوں کے درمیان ایک لفظ ”کافر“ لکھا ہے۔ یعنی ک۔ ف۔ ر۔ جو ہر مسلمان پڑھے گا،“ (۴)

یہ بہت اہم بات ہے کہ یہ لفظ (کافر) صرف مومن ہی پڑھنے کے قابل ہو گا۔ چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا جاہل۔ غیر مومن اسے نہیں پڑھ سکے گا چاہے وہ آکسفورڈ یا ہارورڈ سے ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو۔“ (۵)

جوہٹے معجزے دکھانے والا

دجال کی کچھ مجرمانہ طاقتوں کے بارے میں شیخ کبani بتاتے ہیں:

”دجال کے پاس ایس کے اختیارات ہوں گے۔ وہ مسلمانوں پر دہشت پھیلا کر اپنے پیچھے لگانے اور بے ایمان کرنے لے گا۔ وہ حق کو چھپا ریگا۔ اور باطل کو نکالے گا۔ نبی نے کہا کہ دجال کے پاس ایک ایسی قوت ہوگی کہ وہ مرے اجداد کی تصویر اپنے ہاتھ پر دکھائے گا۔ اور رشتہ دار کہے گا؛ اے میرے بیٹے! یہ آدمی صحیح ہے۔ میں جنت میں ہوں کیونکہ میں اچھا تھا اور میں نے اس کا یقین کیا۔ حقیقت میں پر رشتہ دار جہنم میں ہے اور اگر رشتہ دار کہے ”اس شخص پر ایمان لاوے میں جہنم میں ہوں کیونکہ میں نے اس پر یقین نہیں کیا“ تو پھر کوئی دجال کو کہہ سکتا ہے کہ ”نہیں“ یہ جہنم میں ہے۔ یہ غلط ہے۔“ (6)

نبی نے کہا ”دجال بدوعربوں سے کہے گا؛ اگر میں تمہاری ماں اور باپ کو تمہاری زندگی میں واپس لاوے تو تم کیا خیال کرو گے؟ کیا تم میرے گواہ بنے گے کہ میں تمہارا رب ہوں؟ بدوعرب کہیں گے، ”ہاں“ پس دو شیاطین ماں اور باپ کی شکل میں ظاہر ہونے کے اور کہیں گے اے میرے بیٹے اس کے پیچھے چلو یہ تمہارا رب ہے۔“ (7)

دجال الہی اور یسوع مسیح ہونے کا دعویٰ کریگا

مندرجہ بالا روایت میں نظر آتا ہے کہ دجال کافر یعنی نشانیاں دکھانے کا مقصود لوگوں کو یہ یقین کروانا ہے کہ وہ ان کا رب ہے۔ مسلمان علماء عالمی طور پر یہ نتیجا خذکرتے ہیں کہ دجال الہی ہونے کا دعویٰ کریگا۔ بہت معروف مسلم عالم ابو امیہ بال فلپس کے مطابق ”دجال“ خدا ہونے کا دعویٰ کریگا،“ (8)

جنکہ اس بیان کی کوئی خاص اسلامی روایت نہیں ملتی۔ حقیقت میں دجال اسلامی روایت کے مطابق جھوٹا یہودی مسیحا ہے جو خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ بہت سے مسلمان یہ نتیجہ نکال چکے ہیں کہ دجال یسوع مسیح ہونے کا دعویٰ کریگا۔

دجال اور اُس کا خچر

مسلم عالم دین محمد علی اہن زیر علی دجال سے متعلق کہتے ہیں ”وہ تیز رفتار سے سفر کریگا اور اُس کا ذریعہ سفر ایک وشال خچر ہوگا۔۔۔ وہ ساری دُنیا کا سفر کریگا۔“ (9) یہ عجیب و غریب مشاہد یسوع مسیح پر پوری اُترتی ہے جو اپنی خدمت کے آخری یہتے گدھی کے بچے پر سوار ہو کر یوں شہل میں داخل ہوا۔

شہروں کی پناہ

کہا جاتا ہے کہ تین ایسے شہر ہیں جہاں دجال داخل نہیں ہو سکتا؛ مکہ، مدینہ اور دمشق۔ ان شہروں میں دجال سے پناہ کے لئے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے:

”نبی نے کہا کہ دجال مدینہ آئے گا اور یہ دیکھے گا کہ اسے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہے۔ اللہ کی مرضی سے نہ تو دجال اور نہ ہی کوئی بلا اس کے قریب آنے کے قابل ہوگی۔“ (10)

آخر دنوں میں دجال ضرور آیے گا۔ یہ خوفناک واقعہ آرہا ہے اور اُس وقت صرف تین شہر محفوظ ہوں گے: مکہ، مدینہ اور شام (دمشق)۔ اگر کوئی بھی ان شہروں میں پناہ لینا چاہتا ہے تو ان شہروں کو بھاگ جائے۔ (11)

ان تین شہروں کے علاوہ کہا جاتا ہے کہ دجال پوری دنیا کے ہر ایک شہر میں، قصبه میں اور گاؤں میں جانچ کریگا اور مکانہ طور پر ہر زندہ انسان کو دھوکہ دے گا۔ (12)

تحفظ کے لئے ایک سورۃ

مسلمانوں کا یقین ہے کہ اگر قرآن کے ایک خاص حصہ کو یاد کر لیا جائے تو وہ دجال سے محفوظ ہو جائیں گے۔ یہ ایک زبانی تعریز کی طرح ہے جو بدی کی طاقت سے کسی کو بچاسکتا ہے:

”اگر دجال اُس پر آئے جس نے سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیات زبانی یاد کی ہوں تو اُسے کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ اور جو اُس کی آخری آیات یاد کرتا ہے قیامت کے دن اُسے روشن کیا جائے گا۔“ (13)

وہ یہودی ہوگا اور عورتیں اُس کے پیچھے چلیں گے

مختلف اسلامی روایات بتاتی ہیں کہ دجال یہودی ہوگا۔ ایک مسلمان عالم مطوب احمد قاسمی کی کتاب ”اعنوان“ ”دجال کاظمہر“، یہودی بادشاہ اس نکتہ کو زیادہ واضح طور پر نہیں بنا سکتے۔ فلسطینی اتحاری کے امام شیخ ابراہیم مادہ اسلامی نقطہ نظر سے اپنے خطبات میں یہودی لوگوں کی توقعات کو اچھی طرح بیان کیا ہے:

”یہودی ایک جھوٹے یہودی مسیحیا کے منتظر ہیں۔ جبکہ ہم اللہ کی مرد سے امام مہدی اور عیسیٰ مسیح کا انتظار کرتے ہیں۔ عیسیٰ مسیح کا پاک ہاتھ دجال یا جھوٹے یہودی مسیح کو قتل کر دیگا۔ کہاں؟ رب کے شہر فلسطین میں۔ فلسطین حملہ آ دروں کا قبرستان تھا اور رہے گا۔“ (14)

ایک مسیحی عربی عالم سموئیل شاہد اپنے اسلامی عقائد کے مطابعہ میں کہتے ہیں کہ دجال یہودیوں کی اُمید کا تجسم اور آرزو ہوگا۔ وہ اپنی فونج میں زیادہ تعداد یہودیوں کی بھرتی کر گا۔“ (15)

جبیسا کہ پہچلنے والے باب میں آیا کہ دجال کے پیروکار بنیادی طور پر یہودی اور مسیحیوں پر مشتمل ہو گے۔ خواتین کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ وہ ناجھ ہیں اور آسانی سے گمراہ ہو جاتی ہیں۔ والیاں کو دیتا ہے ”عورتیں عدم آگی اور جہالت کی وجہ سے دجال کی طرف راغب ہو جائیں گی۔“ (16)

عیسیٰ المسیح دجال کو قتل کریگا

جبیسا کہ گذشتہ باب میں بیان تھا کہ عیسیٰ مسیح دجال اور اس کے پیروکاروں کو قتل کر گا:

”نبی نے کہا کہ نماز کا وقت آئے گا اور پھر عیسیٰ ابن مریم اُترے گا اور نماز میں رہنمائی فرمائے گا۔ پھر اللہ کا دشمن (دجال) اُسے دیکھے گا۔۔۔ اور اللہ عیسیٰ مسیح کے ہاتھ سے اُن کو قتل کر گا۔ اور وہ اُن کو اپنا خون دکھائیں گے (عیسیٰ مسیح کا نیزہ) جو عیسیٰ مسیح کے نیزہ پر لگا ہوگا۔“ (17)

بائبل کا یسوع مسیح اور دجال کا موازنہ

بائبل اور اسلامی عقیدوں میں تیسری حیرت انگیز مماثلت ایک شخص دجال ہے۔ دجال کی حیوانی اور عجیب و غریب اصلاحات کے باوجود اگر ہم مسلم ایمان کو متعلقہ دجال کی سادگی اور نہایت اہم پہلو سے گرمائیں تو ہمارے پاس نبیادی طور پر ایک آدمی ہے جو الٰہی ہونے کا دعویٰ کریگا اور یہودیوں کا یسوع مسیح ہونے کا دعویٰ دار ہو گا۔ وہ عیسیٰ الحسن اور امام مہدی کے خلاف اسرائیل کا دفاع کریگا اور وہ لوگوں کو فریب دیگا کہ اسلام کو چھوڑ دو۔

جب کہ میں یقیناً یہ ایمان نہیں رکھتا کہ جس طرح اسلامی روایت میں شخصیت بتائی گئی ہے وہ اس دنیا میں کبھی زومنا ہوگی۔ یعنی عظیم فربتی جو ایک آنکھ کا کانا ہے۔ اور جو زمین کے گرد کسی نہ کسی شکل میں وشاں خچر پرواز کریگا۔ تاہم یسوع مسیح ناصری آئے گا جو بہت سے اہم کام سرانجام دے گا۔ جن کی توقعات مسلمان دجال سے کرتے ہیں۔

یسوع مسیح کی آمد ثانی

بے شک یسوع مسیح ناصری اسرائیل کا حقیقی محافظ ہو کر آئے گا۔ وہ اسرائیل کی مسیحی اولاد کا تحفظ کریگا۔ اگر اسلامی پیشناگو گوئیوں کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان کی لائج عملی کا حصہ جب یسوع مسیح واپس اس دنیا میں آئے گا تب پہلے سے ہی ایک عالمی مذہبی رہنماء ہو گا جو مسیح ہونے کا دعویٰ کر رہا ہو گا اور جس کا نام جھوٹا نبی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر دنیا بھر کے مسلمان اصلی یسوع مسیح پر دجال ہونے کا الزام لگائیں گے۔ یعنی وہ عظیم فربتی اور مسلم مخالف مسیح ہے۔ خاص طور پر پھر مسلمان اس حقیقت کی روشنی میں مائل ہوئے کہ جو یہودی فتح جائیگے وہ یسوع مسیح کو اپنا مسیحجا جائیں گے۔ کم از کم اسلام کے آنے سے ۶۰۰ سال پہلے یہودیوں کے نبیوں اور یہودی رسولوں نے یسوع مسیح کی اسرائیل میں واپسی کا بتایا تھا۔ وہ اپنے دشمنوں کو شکست دیگا اور آخر کار یہودی لوگوں کے درمیان کمل فویت حاصل کریگا۔

”اور میں اُس روز یہ شہلم کی سب مخالف قوموں کی ہلاکت کا قصد کروں گا۔ اور میں داؤد کے گھرانے اور یہ شہلم کے باشندوں پر فضل اور مناجات کی روح نازل کروں گا اور وہ اُس پر جس کو انہوں نے چھیدا ہے نظر کریں گے اور اُس کے لئے ماتم کریں گے۔ جیسا کوئی اپنے اکلوتے کے لیے کرتا ہے۔ اور اُس کے لئے تلخ کام ہونگے جیسے کوئی اپنے پہلوٹھے کے لئے ہوتا ہے۔“ (زکریاہ ۱۰:۹-۱۲)

”دیکھو اُنہوں کا دن آتا ہے۔۔۔۔۔ تب خداوند خروج کریگا اور ان قوموں سے اڑیکا جیسے جگ کے دن لڑا کرتا تھا۔ اُس روز وہ کوہ زیتون پر جو یہ شہلم کے مشرق میں واقع ہے کھڑا ہو گا۔“ (زکریاہ ۱۳:۲،۳)

”اوہ اس صورت سے تمام اسرائیل نجات پا یگا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ چھڑانے والا جیوں سے نکلیگا اور بے دینی کو یعقوب سے دفع کریگا۔“ (رومیوں ۱۱:۲۶)

”کہ جب تک ہم اپنے خُدا کے بندوں کے ماتھے پر مُہر نہ کر لیں زمین اور سمندر اور درختوں کو ضرر نہ پہنچانا۔ اور جن پر مُہر کی گئی میں نے اُن کا شمار سُنا کہ بنی اسرائیل کے سب قبیلوں میں سے ایک لاکھ چوالیں ہزار پر مُہر کی گئی۔۔۔۔۔ پھر میں نے لگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مذہب صیون کے پہاڑ پر کھڑا ہے۔ اور اُس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیں ہزار شخص ہیں جن کے ماتھے پر اُس کا درُسکے باپ کا نام لکھا ہوا ہے۔۔۔۔ اور انہوں نے ایک نیا گیت کایا۔“ (مکاشفہ ۷:۲-۳، ۸:۱، ۹:۲)

ہم دیکھتے ہیں کہ جب یسوع مسیح کی آمد ہوگی تو وہ یو شیم پر حملہ کرنے والی تمام قوموں کو نیست کر دیگا۔ اُس کا پاؤں کوہ زیتون پر ہوگا۔ یسوع مسیح جسمانی طور پر اسرائیل میں موجود ہوگا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اُس وقت جو یہودی اسرائیل میں زندہ ہونے لگے وہ اُسے دیکھیں گے۔ اور ان کو حساس ہوگا کہ یہ وہ ہے جس کو ہم نے چھیدا اور وہ اُس کے لئے تام کر دیگے۔ اس طرح یسوع کا اقرار بطور حقیقی یہودی مسیح اور الہی نجات دہنده اُن کے دلوں کو بھردے گا۔ ”پس سارا اسرائیل حفظ ہوگا۔“

اسلامی روایات

بے شک اسلامی روایات پرمنی تمام مسلمان دجال کو بطور یہودی مسیح اسلامیم کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے، باطل کا یسوع مسیح ہے اسلام دجال کہتا ہے تین بنیادی اسلامی توقعات پوری کریگا۔ ظاہر ہے یہ روایات شیطان کے ذریعے استعمال ہو گئی۔ وہ نہ صرف زمین کے مسلمانوں کو حقیقی یسوع مسیح کو قبول کرنے سے منع کریگا بلکہ وہ اُن کو قوت دیگا کہ اُس پر حملہ کر دیں۔ یہ سازش کبھی رکنے والی نظر نہیں آتی۔ درج ذیل دیئے گئے بیان پر غور کریں جو ایک معروف مسلم ایک جوست اسامہ عبد اللہ نے دیا۔ اُس نے جو سوال سامنے رکھا تھا وہ ہے: مسلمان قیامت اور یسوع مسیح پر کیا ایمان رکھتے ہیں؟ اُس شخص کا جواب کافی حیران گن ہے جس کا تعلق اسی بحث سے ہے:

”مسیحی یقین رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح اس زمین پر آئے گا اور اسرائیل کے لئے جنگ کریگا۔ ایک بات جو مجھے پریشان کرتی ہے کہ جن کے لئے یسوع مسیح لڑے گا وہ اُسے خدا ہی نہیں مانتے اور نہ ہی خُدا کا نبی۔۔۔۔۔ یسوع مسیح نے کبھی یہودیوں کو پسند نہیں کیا۔۔۔۔۔ اب یک طرفہ ہونے کی بجائے۔ ہم مسلمانوں کے پاس ایک کہانی ہے جو بہت زیادہ با معنی ہے اور تضادات سے خالی ہے۔ ہم بطور مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ عیسیٰ اُسح ۲ خیر دنوں میں آئے گا اور وہ شیطان کی فوج سے جنگ کریگا جو زیادہ تر یہودی ہوں گے۔ جسے آج کل ہم صویں کہتے ہیں۔ اور وہ تیلیش مسیحیوں یا مشرق مسیحیوں اور ہندوؤں اور بہت مت مذاہب سے دھوکہ کھایا۔ کچھ بچھے یہودی اور بہت سے مسیحی اُسح کی طرف ہو گئے جو نیک اور بارکت ہوں گے۔ شیطان کی فوج کی رہنمائی ایک شخص کریگا جو خود کو مسیح کہے گا۔ اور مسلمان اُسے دجال یا فربتی کہتے ہیں۔ اسلام کے مطابق عیسیٰ اُسح کی فوج دجال کی فوج سے لڑے گی اور فتح یاب ہوگی۔ اسرائیل کی سلطنت گرجا گنگی اور دین اسلام جیت جائے گا۔“ (۱)

یہ کافی جیزت انگیز بات ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی روایات کا براہ راست نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان دو مسیحاوں کے آنے کی توقع کر رہے ہیں۔ ایک حقیقی (عیسیٰ اُسح) اور دوسرا فربتی (دجال)۔ اسامہ عبد اللہ مانتے ہیں کہ عیسیٰ اُسح اس حقیقت سے پہچانا جائے گا کہ وہ یہودیوں کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ وہ توقع کرتا ہے کہ وہ یہودیوں پر حملہ کریگا اور ان کو قتل کر دے گا۔ اسلام کے مطابق دجال اسرائیل کا دفاع کریگا۔ تاہم جیسا ہم دیکھے چکے ہیں۔ جناب اسامہ عبد اللہ اور ہر کوئی مسلمان عیسیٰ اُسح کے ساتھ امام مہدی کی توقع رکھتے ہیں۔ جو اسرائیل پر حملہ کریں گے اور اس دجال کے خلاف جنگ کریں گے۔ بے شک باطل میں بتائی گئی ہر مجددوں کی جنگ اس کی واضح تصویر یہو ہے۔

مخالفِ مسیح کی بحال شدہ اسلامی سلطنت

اب تک جو معلومات فراہم کی گئی ہیں وہ یقیناً بہت دلچسپ رہی ہوں گی۔ بے شک اسلام ہی وہ بنیادی گاڑی ہے جسے شیطان اپنی حتمی بغاوت کو پورا کرنے کے لئے خدا کی خلاف استعمال کریگا۔ تو پھر یہ بائبل ہے جو اسے لازمی پر کھکھ لے گی۔ بائبل مخالفِ مسیح کی سلطنت کی فطرت کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ بائبل ان دلائل سے بھری ہوئی ہے کہ مخالفِ مسیح کی سلطنت صرف اسلامی اقوام پر مشتمل ہوگی۔ اگر کوئی متعدد عربانی نبیوں کی تمام مختلف مثالوں کا تفصیلی مطالعہ کرتا ہے تو اسے ایک تفصیلی مطالعہ کی ضرورت ہوگی۔ لیکن اختصار اور مقصد کے حصول کے لئے ہم کلامِ مقدس سے حزنی ایل کی کتاب سے کچھ حصوں پر مبنی ایک محدود دلیل پیش کریں گے۔

باوجود بے شمار اور موجود دلائل کے جو مخالفِ مسیح کی طاقت پر مبنی مستقبل کی بحال شدہ یورپی رومنی سلطنت کے ابھرنے پر بنے گی، ہم یہ بالکل واضح طور پر دیکھیں گے کہ آج وہ تمام خاص اقوام جن کا ذکر بائبل کرتی ہے وہ مخالفِ مسیح کی سلطنت بنا میں گے اور وہ سب مسلم ممالک ہیں۔ یہ حقیقت ہمارے لئے صرف دونکات چھوڑتی ہے۔ پہلے نکتے سے فرض کیا جاتا ہے کہ مخالفِ مسیح کے آنے سے پہلے ان اسلامی ممالک میں سے زیادہ تراہم تبدیلی کا تحریر کریں گے۔ اور اسلامی اساس کو پیچھے چھوڑ دیں گے۔ اس نکتے میں بہت سے مسائل ہیں۔ اگر چہ دنیا بھر میں انفرادی طور پر مسلم ممالک میں مسلمان یوسُف مسیح کو قبول کر رہے ہیں۔ لیکن ان ممالک میں سے کوئی بڑی ٹھوس نشایاں نہیں ملتیں کہ وہ بڑے پیمانے پر اپنی اسلامی اساس کو چھوڑ رہے ہوں۔ درحقیقت، بہت سی اقوام جن کو ہم دیکھیں گے وہ اپنے زمینی خطوط میں اسلامی بنیاد پرستی کو جنم دے رہی ہیں۔ میں بائبل کے استادوں سے سن چکا ہوں کہ آخر دنوں کے آنے سے پہلے اسلام مذہب کے طور پر ناکام ہو چکا ہو گا اور مکمل طور پر بے رابط ہو جائے گا۔ حالیہ حقیقت طویل مدتی شماریاتی روحانیات اس کے بر عکس ہیں۔

دوسری نکتہ واقعی کہیں زیادہ مناسب ہے۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ مستقبل کی مخالفِ مسیح کی سلطنت ایک اسلامی سلطنت ہوگی۔ مخالفِ مسیح کی سلطنت میں شریک سب اسلامی ممالک کے اسلامی غلبے کی ایک ایکیلی حقیقت ہی کافی ہونی چاہیے۔ جس پر زیادہ تر بائبل کے علماء اور الہیات کے طلباء کم از کم اسلام کے آخر دنوں کے کردار کے بارے میں سنجیدگی سے غور کریں۔ اس باب میں ہم تحقیق کریں گے کہ وہ کون سی جدید اقوام ہیں جو بائبل کے مطابق آخر دنوں میں مخالفِ مسیح کی سلطنت میں بنیادی کردار ادا کریں گی۔

حزقی ایل کی شناخت

حزقی ایل نبی دراصل ان تمام اقوام کی فہرست بتاتا ہے جو باہم کر حتمی سلطنت بنا میں گی۔ اس کی پیشگوئی کے مطابق مخالفِ مسیح کی سلطنت اسرائیل کے خلاف جملہ کرے گی۔ حزقی ایل برادر راست مخالفِ مسیح کو مخاطب کرتا ہے جسے خُداوند نے ”جوں“ کا نام دیا۔ جوں ایک خاص خطاب ہے جو ”ماجوج“ کی سرز میں کے حاکم کو دیا گیا ہے۔ یہ مصر اور اس کے حکمران فرعون کی طرح ہو سکتا ہے۔ فرعون ایک قدیم خطاب ہے جو مصر کے حکمران کو دیا جاتا تھا اور ”جوں“ وہ خطاب ہے جو ”ماجوج“ کے حاکم کو دیا گیا:

”اور خُداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا۔ کہ اے آدمزادجوں جو ما جوں کی طرف جو ما جوں کی سرز میں کا ہے اور روپیں اور تو بل کافر مازوا ہے متوجہ ہوا اور اس کے خلاف نہت کر۔ اور کہہ خُداوند خُدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھا اے جوں، روشن اور مسک اور تو بل کے فرمانزا میں تیر مخالف ہوں۔ اور میں تجھ پھر ادونگا اور تیرے جبڑوں میں آنکھے ڈال کر تجھے اور تیرے تمام لشکر اور گھوڑوں اور سواروں کو جو سب کے سب صلح لشکر ہیں جو پھر یاں اور سپر یں لئے ہیں اور سب کے سب تج زن ہیں کھنچ نکالوں گا۔ اور اُنکے ساتھ فارس اور کوچ اور قوتوں جو سب کے سب سپر بردار اور خود پوپیں ہیں۔ مُحَر اور اُس کا تمام لشکر اور شمال کی دُور اطراف کے اہل تحریر اور انکا تمام لشکر یعنی بہت سے لوگ جو تیرے ساتھ ہیں۔ تو تیار ہوا اور اپنے لئے تیاری کر۔ تو اور تیری تمام جماعت جو تیرے پاس فراہم ہوئی ہے اور تو انکا پیشوا ہو۔“ (حزقی ایل ۳۸:۲۷-۳۸)

میں آپ کی حوصلہ افرائی کرتا ہوں کہ اپنی بائبل کو کھولیں اور حزنی ایل باب ۳۸ کا مطالعہ آہنگی سے کریں۔ حزنی ایل کی کتاب میں جدید اسرائیل کا بیان بہت جی ان کن ہے۔ حزنی

ایل خالفِ مسیح کی پیشگوئی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مستقبل کے سالوں میں تو ایک زمین پر حملہ کریگا جو بھی جنگ سے باہر آئی ہے۔ جس کے لوگ بہت سی قوموں سے جمع ہو کر اسرائیل کے پہاڑ پر آئے ہیں۔ جو کافی دیر سے ویران تھا۔ اسرائیل کو یہاں قدیم کھنڈرا اور اس کے لوگ جو بہت سی قوموں سے مہیا ہوئے امیر بتائے گئے ہیں۔ حرثی ایل نے اسرائیل کی موجودہ حالت واضح طور پر بتائی ہے۔

چنانچہ حرثی ایل ہمیں ان ممالک کے نام بتاتا ہے جو جون کی رہنمائی میں اسرائیل کو ختح کریں گی۔ فہرست میں یہ نام کچھ اس طرح سے ہیں۔
ماجون، مسک، توبل، فارس، کوش، قوط، جمر اور تاجر مہاراؤں کا شکر اور اسی طرح بہت سی دیگر اقوام۔

کیا جو ج مخالفِ مسیح ہے؟

جون اور اس کے اتحادیوں کے بارے میں نبوی اساتذہ اور بائبل کے علماء کے درمیان تضاد پایا جاتا ہے۔ تاہم گذشتہ چند عشروں کے دوران کی حالت بتاتی ہے کہ حرثی ایل ۳۸ اور ۳۹ میں جو فوج بتائی گئی ہے وہ مخالفِ مسیح کی فوج نہیں ہے بلکہ کوئی اور دُنیا کا رہنماء کو کوئی اور فوج نہ ہے۔ میں ذاتی طور پر اس خیال کو مسترد کرتا ہوں کہ جو ج مخالفِ مسیح کے علاوہ کوئی اور ہے۔ جبکہ بہت سی وجوہات کا معاملہ کر کے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی جاسکتی ہے کہ وہ یہ کیوں ہے؟ لیکن اب صرف ہم دونیادی وجوہات کو جانچیں گے کہ یہ کیوں ناقابلِ مدافعت ہے۔

تیری طرح کا دوسرا جو ج نہیں

بائبل میں دو جگہ پر جون اور ماجون کا ذکر ملتا ہے۔ صرف حرثی ایل کی کتاب میں جون کا ذکر نہیں ملتا بلکہ مکافہ کی کتاب میں بھی ہے۔ آئیے مکافہ کی کتاب پر نظر ڈالتے ہیں:

”اور جب ہزار برس پورے ہو چکیا گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائیگا۔ اور ان قوموں کو جوز میں کی چاروں طرف ہو گئی یعنی جون ماجون جو ج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے لونکریگا۔ انکا شمار مندرجہ کی ریت کے برابر ہو گا اور وہ تمام زمین پر چھیل جائیگی اور مقدوسوں کی شکرگاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیجیگی اور آسمان پر سے آگ نازل ہو کر انہیں کھا جائیگی۔ اور انکا گمراہ کرنے والا ابلیس آگ اور گندھک کی اُس چھیل میں ڈالا جائیگا جہاں وہ حیوان اور جھوٹا نبی بھی ہو گا اور وہ رات دن ابد الآباد عذاب میں رینگے۔“ (مکافہ ۲۰:۷۔۱۰)

مسیح یسوع کی یروشلم سے ہزار سال کی زمینی بادشاہی کے بعد بائبل کہتی ہے کہ پھر ایک فوج یروشلم کے مقدس شہر پر حملہ کرنے کے لئے تسلیم دی جائے گی۔ اس فوج کے سربراہ کو ”جون“ کہا گیا ہے اور اس کی فوج کو ”ماجون“۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ جو ج مخالفِ مسیح نہیں ہے تو پھر وہ حقیقت سے ضرور رکھتے ہیں کہ جون اور اُسکی فوج کم از کم ایک ہزار سال بعد پھر بحال ہوئی ہے۔ یہ بہت مشکل ہے۔ ظاہر ہے، پہلا ”جون و ماجون“ دوسرے جون ماجون کے ساتھ مخفی ایک نام سے زیادہ حصہ ڈالتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان ایک تعلق ہے جو اس نہایت غیر معمولی خطاب سے کہیں وسیع ہے۔ وہ جو جو ج اور مخالفِ مسیح کو دو الگ الگ ہستیاں مانتے ہیں ان کو ضرور حرثی ایل کے جون اور مکافہ کے جون کی ممائنت کے بارے میں وضاحت کرنے کے قابل ہونا چاہیے۔ اور وہ کیا وجہات ہیں جن کی وجہ سے ان کو ایک ہی نام دیا گیا ہے۔

درصل جون کا اندازہ لگانے کے لئے کہ وہ کون ہے ہمیں مخالفِ مسیح ابلیس سے مجسم ہوا ہے۔ یا کم از کم اس کے قریب ترین ہے۔ بائبل مقدس میں کئی حوالے ہیں جو شیطان اور مخالفِ مسیح کے بارے میں بتاتے ہیں کہ کیا وہ ایک جیسے ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں ۱۴ ادیکھیں اور جیسا کہ ہم دیکھے چکے ہیں۔ شیطان اپنی عبادت مخالفِ مسیح کے ساتھ شیش کریگا۔ مخفی کہا جاتا ہے کہ مخالفِ مسیح شیطان کی تپلی ہے جسے وہ یروشلم پر حملہ کرنے کے لیے استعمال کریگا۔ کم از کم مکافہ کی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ جون بھی شیطان کی پہنچی ہے جسے وہ اسی ایک مقصد کے لئے استعمال کریگا۔ کردار اور عمل دونوں کے لحاظ سے مخالفِ مسیح اور جون جکا ذکر مکافہ کی کتاب میں ہے ایک ہی ہیں۔ جس طرح شیطان آخر دونوں میں ایک آدمی برپا کریگا جو اس کے کام کریگا اسی طرح شیطان ہزار سالہ دور کے بعد بھی خدا کے خلاف ایک شخص برپا کریگا۔ دونوں بار یروشلم کے خلاف شیطان

کی بغاوت کے رہنماؤ جوں اور اُنکی فوج کو ماجون کہا جاتا ہے۔ کیوں نہ ہمیں پہلے جوں کی بنیادی نوعیت کو دیکھنا چاہیے کہ وہ دوسرے سے کیسے مختلف ہے؟ وہ جو جوں کو مختلف تجھے کے مدد ماقبل دیکھتے ہیں وہ خود کو غیر مستقل پائیں گے۔

لیکن اگر آپ کو اس بات کا یقین نہیں ہے تو پھر دوسرے نکتہ پر غور کریں۔ حزقی ایل خاص طور پر جوں کی بات کرتا ہے کہ قدیم زمانوں میں نبیوں نے اُس سے کہا تھا:

”خُد اوند خدا یوں فرماتا ہے کہ کیا تو وہ نہیں جسکی بابت میں اپنے خدمت گزار اسرائیلی نبیوں کی معرفت جنہوں نے اُن ایام میں سالہا سال تک نبوت کی فرمایا کہ میں تجھے اُن پر چڑھالا و نگا۔“ (حزقی ایل ۳۸:۱۷)

تو پھر یہ سوال پوچھنا ضروری ہو جاتا ہے کہ اگر حزقی ایل سے قبل اسرائیل کے سابق انبياء جوں ماجون کے بارے میں بول چکے تھے تو پھر وہ تمام حوالہ جات کہاں ہیں؟ ان کو تلاش کرنا کسی کے لئے بہت مشکل ہو گا جب تک کوئی اسے تفصیل سے نہ پڑھے۔ لیکن اگر ہم جوں اور مختلف تجھے کو ایک جانتے ہیں تو پھر نبیوں کے صحیفوں میں مختلف تجھے اور اس کی فوج کو متعدد جگہ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

اگرچہ اس قول کی تائید کے لئے مزید کئی دلائل موجود ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ متحرک رہنے کے لئے یہ کافی ہے۔ جوں اور مختلف تجھے ایک ہی ہیں۔ اب آئیے ایک نظر ان مخصوص اقوام پر ڈالتے ہیں جو جوں کے اتحادی ہونگے۔

روشن

”اے آدمزاد جوں کی طرف جو ماجون کی سر زمین کا ہے اور روشن اور مسک اور توبل کافر مانزو ہے متوجہ ہو اور اسکے خلاف نبوت کر۔“ (حزقی ایل ۲:۳۸)

بانبل کے کچھ تراجم میں اختلاف ہے کہ اس آیت کے حصے کو کیسے تشریح کریں جو کہتی ہے ”سر زمین کے فرمانزو، عبرانی میں فرمانزو کے لئے روشن، ترجمہ کیا گیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روشن کا مطلب شہزادہ یا سردار ہے۔ کچھ اسے اسم کے طور پر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جگہ کا نام ہے۔ وہ جو اسے جگہ کہتے ہیں وہ لفظ روشن کو استعمال کرنے کے لئے ”روش“ کو ان قوموں میں سے ایک کہتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یقیناً اس کے پہلے دو حروف کی آوازیں ہیں۔ یہ رائے اس لحاظ سے بھی حقیقت کے قریب ترین ہے کہ حزقی ایل نبی خاص طور پر کہتا ہے کہ جوں شامل سے نکلیگا۔ جبکہ یہ اسرائیل کے بالکل شامل میں واقع ہے۔ بہر حال روشن کی حقیقت تجھے ایک جعلی اصول پر ہے۔ کوئی بھی محض قدیم سماں زبان سے لفظ لے کر اسے جدید نام کے ساتھ منسلک نہیں کر سکتا جو کہ ایک بالکل مختلف زبان ہے۔ وجہ ان دونوں کی آوازیں ایک جسمی ہیں۔

عبرانی کا لفظ روشن بانبل میں پانچ سو سے زیادہ مرتبہ استعمال کیا گیا ہے اور ہر دفعہ اس کا مطلب ”سر، سردار، اوپر، بہترین اور اسی طرح کے مترادف معنوں میں لیا گیا ہے۔ یہ وہی روشن ہے جو ہمیں روشن ہشانہ میں ملتا ہے۔ یعنی سال کا بڑا دن۔ جو یہودیوں کا نیا سال ہے۔ اس کے علاوہ اس پر غور کریں: آٹھ ممالک کا ذکر، ایک کے علاوہ سب نو جو کے پوتے ہیں۔ دوسرا فارس ہے۔ فارس حزقی ایل نبی کے دور میں ایک معروف قوم تھی جو مشرق و سطحی پر سلطنت کر رہی تھی۔ اب یہ وہ روشن ہے جو حزقی ایل کے ذنوں میں نہیں تھا۔ روشن نہ تو نو ج کی اولاد میں سے تھا اور نہ ہی ایک معروف جگہ تھی۔ بانبل کے مقرر ڈاکٹر میرال ایف۔ یونگار اعتراف کرتے ہیں ”روشن کا روس کے ساتھ مہا ثلت کا سانی ثبوت صرف گمان ہے۔“

سرد جنگ کے دوران، بے شک یہ ایک مقبول رائے تھی۔ بہت سے لوگ دلائل دیتے تھے چونکہ روشن عظیم کمیونٹ کا سر براد ہے۔ یہ مختلف خُد امملکت ہی بانبل کی پیشمن گوئی کو پوری کرتی تھی۔ ہمیں بہت ممتاز رہنے کی ضرورت ہے۔ اپنے مفروضات یا جدید واقعات کو بانبل میں تلاش نہ کریں۔ بلکہ بانبل کو اپنی زبان آپ بولنے دیں۔ بدقسمتی سے بہت سے

بانگل اساتذہ اسی تشریع کے ساتھ چھٹے ہوئے ہیں۔ یہ تصور کر دوس کا ذکر خاص طور پر حزقی ایل کی کتاب میں کیا گیا ہے مضبوط ہے یہ وہ قیاس آرائی ہے جسکی بنیاد بہت کمزور ہے۔

شیطان کے اتحادیوں کی مرضی

اب آئیے ان آٹھ ممالک کی شناخت کے بارے میں جانیں جن کا ذکر ہمیں ملتا ہے۔: ما جون، مسک، تو بل، فارس، کوش، قوط، ہجر اور تحریر۔ ان میں سے سات کا ذکر پیدائش کی کتاب میں ملتا ہے جو نوح اور اُسکے تین بیٹوں کی اولاد ہیں۔ بانگل علماء اور تاریخ دان نوح کے بیٹوں کے نام لوگوں کے گروپس اور خطوں سے سرا غ لگانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ تاہم ان سے جدید قوموں کے لوگوں کی شناخت ہو۔ جبکہ ان لوگوں کے گروہ میں سے کچھ کی شناخت کسی حد تک قابل بحث بات ہے۔ بانگل کے علماء کے درمیان ان کی شناخت ایک عام معابدہ ہے۔

مسک اور توبل

مسک اور توبل کی بابت یہاں پھر کچھ بانگل علماء ایک مرتبہ روس کو اس کی شناخت دیتے ہیں۔ بہت معروف بہوت کے اساتذہ اپنی رائے کا انطباق اس نیادی حقیقت پر رکھتے ہیں کہ سکوفیلڈ بانگل اسٹڈی ان دونوں ممالک سے شناخت کرتی ہے جو روس میں ہیں یعنی ماسکو اور تبولسک۔ یہاں پر بھروسی، ہم آواز والے الفاظ کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے: مسک۔ ماسکو اور توبل۔ تبولسک۔ جب کہ بعض کو قائل کیا جاسکتا ہے۔ اس وجہ کی کمزوری اور پر بیان کردی گئی ہے۔ پھر جب تک کوئی اس خاص لفظ کا عبرانی متن کو واپس نہ جڑے اُس وقت تک دلائل کمزور ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ چھوٹے بچے کے کپڑے زبردستی بڑے بچے کو پہنانے جائیں۔

مارک بچکوک، کلام مقدس کے ایک مشہور استاد اور درست نشاندہی کرتے ہیں کہ مسک اور توبل کا ذکر حزقی ایل ۱۳:۲۷ میں ہے جن کے قدیم صور کے ساتھ کاروباری شرکت تھی۔ آج کالینا اُس دور کا صور تھا۔ بچکوک کا کہنا ہے کہ یہ انتہائی شک کی بات ہے کہ قدیم صور شامل تک ماسکو اور تبولسک کے لوگوں کے ساتھ تجارت کرتے تھے۔ اصل میں یہ سوالیہ ہی رہے گا کہ یہ خطے حزقی ایل کے دور میں گنجان آباد تھے یا نہیں۔ بچکوک نتیجہ اخذ کرتا ہے:

”ان ناموں کا قریبی مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسک اور توبل قدیم مشکلی اور توبلو/ترانی لوگ ہیں جو وہاں حزقی ایل کے دنوں میں جنوب بیکرہ اسودا اور بیکرہ کسپین کے گرد دنواح میں رہتے تھے۔ یہ میں آج جدید تر کی میں پائی جاتی ہیں۔ مکمل طور پر جنوبی روس اور شمالی ایران کے خطے“

مسک فروگیہ کے قریب واقع تھا وسطی اور مغربی ایشیائے کوچک، جبکہ توبل مشرقی ایشیائے کوچک میں واقع تھا۔ اگر ہم مسک اور توبل کی بات کرتے ہیں تو ہم جدید تر کی کے حصوں کی بات کر رہے ہیں۔ آج یہ علاقہ زیادہ تر اسلامی ہے۔ جبکہ جدید تر کی گذشتہ صدی میں ایک انتہائی لادینیت کے دور سے گزر رہا ہے۔ کچھ سال پہلے ااضی میں وہاں کچھ سکون ہوا ہے۔ کچھ مضبوط راجحات کی وجہ سے وہ ایک مضبوط اسلامی شناخت کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ (3)

ما جون

ما جون کی شناخت کے بارے میں بانگل کے اساتذہ اور مورخین کے درمیان کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ما جو جیوں کا حوالہ دیتے ہوئے، ممکن ہے ہنری کی ”پوری بانگل پر مکمل تفسیر“ کچھ یوں بیان کرتی ہے:

”کچھ خیال کرتے ہیں کہ جوج و ما جون اُن کو سنتی، تاریخی اور (جنوبی) روس میں ملتے ہیں۔ دیگر سوچتے ہیں کہ وہ اُن کو اسرایل کی سر زمین کے قریب ترشام اور ایشیائے کوچک (ترکی) میں ملتے ہیں۔ (4)

وہ جو سیتھیا سے ربط جوڑتے ہیں انہوں نے قدیم یہودی مورخ جوزفز سے بہترین حوالہ دریافت کیا جو لکھتا ہے ”ماجون نے ماہیوں کو دریافت کیا“، ماجون نام بعد میں رکھا گیا، لیکن یونانیوں کی طرف سے اس کو سیتھیا کہا جاتا تھا۔ چکوک سیتھیا کے بارے میں کہتا ہے:

”قدیم سیتھیا ایک عظیم خانہ بدش قبیلہ تھا جو قدیم و سلطی ایشیاء کے علاقوں سے لے کر تمام قدیم روں کے جنوبی حصوں تک آباد تھے۔ ماجون کے باشندے و سط ایشیا کے سطح مرتفع کے اصل بائی تھے۔ پس آج ماجون کی سر زمین قازقستان، کرغستان، ازبکستان، ترکمانستان اور تاجکستان پر مشتمل ہے۔ ممکنہ طور پر جدید افغانستان کے شہابی حصے بھی اس میں شامل ہیں۔“ (5)

ایک سابق مسلمان ولید ٹبیات اس سے اتفاق کرتا ہے اور کہتا ہے:

”مذہبی علم کا سکاف ہرزوگ انسکلوپیڈیا میں قدیم اسیریا کی تحریروں کا حوالہ دیتے ہوئے ماجون کا محل وقوع قدیم آرمینیا اور میڈیا کے درمیان بتاتا ہے۔ مختصرًا، روں کی جنوبی ریاستیں اور اسرائیل کی شمالی ریاستیں جواز ریجان، افغانستان، ترکستان، چین، ترکی، ایران اور داغستان پر مشتمل ہیں۔ پُرعینی انداز سے یہ تمام ممالک مسلم ہیں۔“ (6)

تاہم ماجون پر مشتمل مخصوص اقوام جزوی طور پر سالیہ نشان ہی ہو سکتی ہیں۔ اس علاقے پر عام طور پر سب اتفاق کرتے ہیں۔ ہم ایشیائے کوچک اور ممکنہ و سلطی ایشیا کے حصوں کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ اور کچھ سابق سوویت یونین کے جنوبی علاقوں کے بارے میں۔ آج اس پورے علاقے پر اسلامی غالبہ ہے۔

اگر ہم کچھ باہل کے علماء کی تبادل تفسیریں لیتے ہیں۔ تو کیا ان میں اسریا (شام) کو ماجون کہا گیا ہے؟ اگرچہ یا ایک الگ صورتحال ہے لیکن یہاں بھی ایک اسلامی قوم ہے۔ لیکن ماجون کی نشاندہی کی اصل گنجی یہاں ہے: مسک اور توبل کی شناخت کرتے ہوئے جو ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔ اس کی وجہ حرمتی ایل کے الفاظ ہیں: ”جوں جو ماجون کی سر زمین کا ہے۔ مسک اور توبل کافر مازروا۔“ ماجون مسک اور توبل کا سردار ہے۔ ہم دکھلے چکے ہیں کہ مسک اور توبل آج جدید تر کی میں واقع ہیں۔ تاہم یہ فرض کرنا احتمنا ہو گا کہ ماجون جوان کا سردار ہے وہ کسی دوسرے خطے یا قوم میں ہو۔ جبکہ یہ زیادہ امکان ہے کہ ماجون یا توتر کی کا ایک حصہ ہے یا سابق سوویت یونین کی مسلم ریاستیں۔ چاہے وہ یہ ہوں یا شام، ہم یقینی طور پر ایک اسلامی ہستی سے نہیں رہے ہیں۔

یقینت، بہت اہم ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جوں (خالفِ مسیح) ماجون کی سر زمین سے آئے گا جو یقینی طور پر اسلامی علاقہ ہے۔ یہ بہت غیر متوقع ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہو گا۔ جبکہ مستقبل میں کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ ان ممالک کے اوپر کوئی غیر مسلم حکمران ہو۔ اب مخالفِ مسیح کے اتحادیوں کے رکن ممالک کی شناخت کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔

فارس

فارس کی شناخت بہت آسان ہے۔ بنیادی طور پر فارس موجودہ ایران ہے۔ امریکہ میں بہت سے ایرانیوں سے پوچھا گیا کہ وہ کہاں سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم فارس سے ہیں۔ درحقیقت ۱۹۳۵ء تک ایران کو فارس کہا جاتا تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ ایران ایک مسلمان قوم ہے۔ جبکہ ایران میں بڑے پیمانے پر ایران کی نوجوان نسل میں اسلام کے ساتھ عدم اطمینان کے کچھ تبدیلی کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ ایسا نہیں لگتا کہ ایرانیوں کی اکثریت اپنی اسلامی اساس کو، بہت جلد کسی بھی وقت پیچھے چھوڑ دیں گے۔ (7)

گوش

گوش کی شناخت نسبتاً آسان ہے۔ کچھ باہل کے تراجم کوش کو ایکھوپیا کے طور پر دیکھتے ہیں۔ تاہم یہ درست نہیں ہے۔ حرمتی ایل کے دنوں کا گوش آج کے ایکھوپیا سے کہیں زیادہ

شمال مغرب میں واقع تھا۔ باہل میں گوش اکثر مضر کے ساتھ وابستہ رہا اور اس کی سرحدی قوم تھی:

”اوْرَمَلِكِ مَصْرُ أَجَاثُ اُوْرَيْرَانْ ہوْ جَارِيًّا اُوْرَوْهَ جَانِيًّا کَمِنْ خُدَادُونَدَهُوْ۔ چَوْنَكَمْ نَفَنَهُ کَمَهَا کَدَرِيَا مِيرَهُی ہے اور میں نے ہی اُسے بنایا ہے۔ اس لئے دیکھ میں تیر اور تیرے دریاؤں کا مخالف ہوں اوْرَمَلِكِ مَصْرُ كَمَجَالَ سے اسوان بَلَکَہَ کوش کی سرحد تک محض ویران اور آجاث کر دوں گا۔“
(حزقی ایل ۱۰-۹:۲۹)

”آہ! پروں کے پھڑ پھڑانے کی سرز میں جو گوش کی ندیوں کے پار ہے۔“ (یحیاہ ۱:۱۸)

کوش کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک اُس کے دریا ہیں۔ مضر کا سرحدی ملک ہونے کے ناطے، یہ پانچ دریا ہو سکتے ہیں جو دریائے نیل میں گرتے ہیں۔ بے شک حزقی ایل کا حوالہ بہترین حوالہ ہے جو اس کی وضاحت کرتا ہے کہ حزقی ایل کہاں کا کہدا رہا ہے۔ اگر ہم نقشہ دیکھیں تو دریائے نیل برہ راست جدید سوڈان کی قوم سے مضر کی جنوبی سرحد میں بہتی ہے۔ سوڈان میں پانچ دریا ہیں جو شمال میں دریائے نیل میں ختم ہوتے ہیں۔ کوش کی جائز شناخت سوڈان ہے۔ ۱۹۸۹ء سے اب تک اسے سرکاری طور پر اسلامی جمہوریہ سوڈان کہا جاتا ہے۔ جبکہ سوڈان میں ایک بڑی اقلیت بھی رہتی ہے۔ ان پر مسلم اکثریت کی حکمرانی ہے۔ آج سوڈان مسیحیوں کے لئے ایک مکمل جر سے بھرا ہوا ملک ہے۔ سوڈانی حکومت اسلامی مرکز ہے۔ ہنچوک درست کہتا ہے ”سوڈان سے زیادہ اسرائیل اور مغرب کا کٹ دشمن ڈھونڈنا مشکل ہے۔ اس طرح مختلف مساجد کی سلطنت میں سوڈان کو بھی اسلامی شریک کے طور پر شناخت کیا جاتا ہے۔

قوط

باہل کا قوط، مضر کے مغرب میں واقع ہے۔ آج یہ لیبیا کا ملک ہے۔ ہفتادی ترجمہ میں قوط کو لیبو کہا گیا ہے۔ زیادہ تر جدید علماء اس وضاحت کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ ولید ٹھبات بہر حال اس کے ساتھ الجیریا، مرکاش اور ٹیوس کو بھی شامل کرتا ہے۔ کسی بھی طرح سے، ہم نے پھر ایک اور اسلامی ریاست کو دیکھا۔

جُمر

تقریباً تمام علماء کا حُمر پر اتفاق ہے۔ وہ تاریخی تاریک کلٹی نسل کا حوالہ دیتے ہیں۔ حُمر کی شناخت کی بابت پادری فریڈریز پر درست اشارہ دیتے ہیں:

”بُمُر شامی و سلطی ایشیائے کوچک (کپاڈوشا) کی معروف قدیم دُنیا تھی جسے Gimarrain کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ان لوگوں کو Gimarrain کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ آسان اور واضح تشریع دکھائی دیتی ہے۔“ (9)

پس حُمر، جمار، جمارا کمیر ایا اور کپاڈوشا و سلطی ترکی ہے۔ پھر ایک اسلامی خطہ۔

ترجمہ

پادری فریڈریز پر ایک مرتبہ پھر تحریم کی شناخت اچھے طریقے سے کرواتا ہے:

”تحریم نوح کی اولاد میں سے تھا یعنی نوح سے یافت پھر حُمر (پیدائش ۱۰:۳) اسی روں کے ریکارڈ میں اسے Tilgarimmu کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ انطا کیہ کی مشرقی ریاست تھی (ایشیائے کوچک اجدید ترکی) شام کے سرحدی علاقے کے قریب تر کی کا جنوب مشرقی حصہ۔ اس شناخت کو عام طور پر سب تسلیم کرتے ہیں۔“ (10)

ایک بار پھر ہمارے پاس ایک اور خطہ آیا جو حالیہ تر کی میں ملتا ہے۔

ان آٹھ اقوام کا تعین

اسی طرح حتیٰ جائزہ میں ان آٹھ ممالک میں سے پانچ جدید تر کی میں ہیں۔ جن کا ذکر حزقی ایل کی کتاب میں آیا ہے۔ اور ممکنہ طور پر کچھ جنوبی روئی علاقے جو کوہ قاف کے قریب ہیں اور اسی طرح وسط ایشیا کی ترک اقوام شامل ہیں۔ ظاہر خداوند نے حزقی ایل کو ہدایت کی کہ وہ ترکی کو نمایاں کرے۔ دیگر تین ممالک میں لیبیا، سوڈان اور ایران کا ذکر ملتا ہے جو ترکی کے ساتھیں کر اسرا ایل کے ارد گرد ایک مکمل دائرہ تیار کرتی ہیں۔ ترکی اسرا ایل کے پورے شامی افغان کا احاطہ کرتا ہے جبکہ ایران اسرا ایل کے مشرق میں ہے۔ جنوب میں سوڈان اور مغرب میں لیبیا ہے۔ اسرا ایل خود کو چاروں طرف سے مخالف مسیح کی اسلامی ریاستوں سے گھیرا ہوا پاتا ہے۔

اگرچہ متعدد بائل اساتذہ بہت سالوں سے اسرا ایل کی چڑھائی کی نبوت کر رکھے ہیں جس کی سرباہی روں کریا، ہم دیکھتے ہیں کہ باہل صرف اسی حصے کی دلیل نہیں دیتی بلکہ یہ کہنا درست ہے کہ روس کی مداخلت کی مکمل دلیل کمزور علیت پرمنی ہے اور اصل میں بنیادی لسانی اصول کی خلاف ورزی کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد، اسرا ایل پر ترکی اور اسکے تین یا زیادہ اتحادی ممالک کی طرف سے چڑھائی کے بارے میں دیکھتے ہیں۔ جبکہ باہل میں کسی کے دشمنوں کے بارے میں پڑھنا ہمیشہ سے ایک آزمائش رہی ہے۔ ہمیں اس کے بجائے صرف باہل کو لیں اور دیکھیں کہ یہ کیا کہتی ہے۔ جبکہ موجودہ ترکی میں ایک نمایاں عالمی سلطنت کے رہنماء کے طور پر سامنے آنے کی کوئی نشانیاں نہیں ملتیں۔ باوجود اس کے حزقی ایل نے کہا اور نبوت کی۔ اور جیسا کہ ہم اس بارے میں دیکھنے کو میں۔ درحقیقت کلام مقدس کے دیگر حصوں میں اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

ساتویں اور آٹھویں سلطنت کیا ہے؟

اس سے پہلے کہ ہم آگے چلیں، میری خواہش ہے کہ میں اس شخص کا شکریہ ادا کروں جس نے اس مسئلہ میں میری تفہیم کا کردار ادا کیا۔ اس کا نام ولید بن فحبات ہے۔ وہ ایک سابق فلسطینی دہشت گرد ہے اور ”میں نے جہاد کیوں چھوڑا؟“ کا مصنف۔ میں آپ کو یہ کتاب پڑھنے کی سفارش کروں گا۔ آپ اس وہب سائٹ کے ذریعے آرڈر کر سکتے ہیں:

www.shoebat.com

حزقی ایل ۳۸ باب کی اقوام کی شاخت سے پرے، بے شک مکاشفہ کی کتاب بھی تصدیق کرتی ہے کہ مخالف مسیح کی مستقبل کی سلطنت ترکی کے علاقوں پر مشتمل ہوگی۔ آئیے ہم مکاشفہ کی کتاب سے انحوال جات کی جانچ کریں:

”پس وہ مجھے روح میں جگل کو لے گیا۔ وہاں میں نے قرمی رنگ کے حیوان پر جو لکھر کے ناموں سے لپٹا ہوا تھا اور جسکے سات سر اور دس سینگ تھے۔“
(مکاشفہ ۱۳:۳)

یہاں ہم مخالف مسیح (حیوان) کی حتمی سلطنت کو دیکھتے ہیں۔ اس حیوان کے سات سر اور دس سینگ تھے۔ ہم پہلے سے ہی جانتے ہیں کہ دانی ایل کی کتاب میں دس سینگ مخالف مسیح کی سلطنت ہے دس بادشاہ یا دس اقوام ہیں لیکن سات سر سات سلسلیتیں ہیں جو ساری تاریخ میں پائی جاتی ہیں یہ تمام آنے والے سلطنت کی آکاسی کرتی ہیں۔ ہمیشہ کی طرح جب کبھی کوئی نبوت باہل میں دی جاتی ہے تو اسکے اشاریت کو سمجھنا مشکل ہو سکتا ہے۔ باہل اشاریت اور عبارت کی وضاحت کرتی ہے:

”یہی موقع ہے اس ذہن کا جس میں حکمت ہے۔ وہ ساتوں سر سات پہاڑ ہیں۔ جن پر وہ عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ اور وہ سات بادشاہ بھی ہیں پانچ تو ہو چکے ہیں اور ایک ابھی آئیں اور جب آئیں تو کچھ عرصہ تک اس کارہنا ضرور ہے۔ اور جو حیوان پہلے تھا اور اب نہیں وہ آٹھواں ہے اور ان ساتوں میں سے پیدا ہوا اور ہلاکت میں پڑیا۔“
(مکاشفہ ۱۱:۹)

سات سر سات پہاڑوں کو کھا گیا ہے۔ باہل میں اکثر پہاڑوں کو ملکت یا بادشاہت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ پیرا گراف یا حوالہ ہمیں یہ حقیقت بتاتا ہے کہ یہ نوعِ مسح کے واپس آنے سے پہلے، دراصل کل آٹھ سلطنتوں پر حیوان کی حکومت ہوگی۔ آٹھویں حکومت مخالفِ مسح کی ہوتی ہے کہ مقدوس یونا کو لکھا گیا کہ پانچ سلطنتیں پہلے ہی گردادی گئی تھیں۔ اس عبارت میں دیکھا گیا ہے ”پانچ تو ہو چکے“، باہل اساتذہ عام طور پر ان سلطنتوں کو تسلیم کرتے ہیں:

۱۔ مصر کی سلطنت

- ۲۔ اسیریا کی سلطنت
- ۳۔ باہل کی سلطنت
- ۴۔ فارس کی سلطنت
- ۵۔ یونان کی سلطنت

ان پانچ کے بعد، فرشتہ نے یونا کو بتایا کہ چھٹی سلطنت روم ہے جب اس نے مکاشفہ کی کتاب لکھی۔ روم نے مشرق و سطی، شمالی افریقہ اور یورپ کے بہت سے حصوں پر حکومت کی۔ اس کے بعد ساتویں سلطنت ہے جسکی شناخت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا آیت کے مطابق یہ آٹھویں سلطنت ہے جو ساتویں سلطنت کی بحال شدہ شکل ہوگی:

”جو حیوان پہلے تھا بُنْبَنْ وَهَ آٹھوَانْ ہے اور ان ساتوں میں سے پیدا ہوا۔“

مجھے اس حصے کی وضاحت کے لئے عام زبان استعمال کرنے دیں:

”ساتواں حیوان (سلطنت) جو موجود تھا، مغرب نہیں، وہ آٹھویں کی سلطنت کے طور پر واپس آئے گا۔“

اگراب ہم آٹھویں سلطنت کا انتظار کر رہے ہیں تو ساتویں کہاں ہے؟ روم کے بعد کوئی سلطنت تھی؟ ”کچھ باہل کے اساتذہ جرمی کو غیر سامی نوعیت کی وجہ سے ساتویں سلطنت تسلیم کرتے تھے۔ اور جرمی آٹھویں سلطنت کے طور پر دوبارہ واپس آئے گی۔“ (11)

تاہم باہل اساتذہ کے قریب سب سے زیادہ عام عقیدہ جو عالمگیر سطح پر رانج تھا وی ہے کہ مخالفِ مسح کی سلطنت رومی سلطنت کی بحال شدہ سلطنت ہوگی۔ تاہم اس نظریے کے ساتھ کچھ بڑے مسائل ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ کہ روم چھٹی سلطنت تھی۔ اگر یہ چھٹی تھی تو آخری بھی ہوگی۔ تو پھر ساتویں کا کیا ہوگا؟ اس نظریہ میں ایک خلام موجود ہے۔ کیا روم چھٹی، ساتویں یا آٹھویں سلطنت ہے؟ نہ تو باہل، نہ یہ تاریخ اور نہ ہی عقل اس کی حمایت کرتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمام چھٹی چھ سلطنتوں میں سے ہر ایک نے مشرق و سطی پر حکومت کی۔ بشمول یروشلم۔ یہ بہت اہم ہے۔ ہمیں یہ بھیسہ یاد رکھنا چاہیے کہ باہل یروشلم مرکزی ہے۔ یہ نہ تو امریکہ اور نہ ہی مغربی مرکز ہے۔ باعلیٰ چیزوں کے پس منظر میں یروشلم زمین کا مرکز ہے۔ یہ تنہ مایاں نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی بھی نظریہ جو یورپ پر بنی رومی بحال شدہ سلطنت کے گرد گھومتا ہے۔ مثال کے طور پر یورپی مشترکہ منڈی۔ باہل کا یک بیرونی تصور ہے۔ جب تک کہ سلطنت یروشلم کو متاثر نہیں کرتی۔ اصل میں یہ باعلیٰ ذہنیت میں تھوڑا سا غیر متعلقہ ہے۔

تیسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ ہم پہلی چھ سلطنتوں کو دیکھیں تو ہر کامیاب سلطنت یا تو تباہ ہوئی یا پھر آنے والی سلطنت نے اُسے ضم کر لیا۔ یا ایک قدر تی عمل کا تسلسل ہے۔ اگر ہم ہر سلطنت کو دیکھتے ہیں تو وہ دو خصوصیات پوری کرتی ہے۔ اس نے یروشلم پر حکومت کی اور نکست دی یا پھر اس کو خود میں ضم کر لیا۔ مصری سلطنت نے تمام مصر اور اسرائیل پر حکومت کی۔ لیکن اسیریا سلطنت نے مصری سلطنت کو نکست دی اور اسی طرح اسرائیل سمیت مشرق و سطی کے ایک وسیع احاطہ پر حکومت کی اور ایک بڑی سلطنت بن گئی۔ اس طرح ہر متواتر سلطنت

کا اسلوب ایسا ہی ہے: مادی/افارسی سلطنت نے بابل پر قشیر حاصل کی اور پھر یونانی اور پھر رومی حکومت کا میا ب ہوئی۔ جو ہمیں ساتویں سلطنت کی طرف لے جاتا ہے۔ رومی سلطنت پر کس نے قابو پایا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے ہم کو خضرطور پر رومی سلطنت کے زوال کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اُس وقت کیا ہوا تھا؟

۳۹۵ بعد امسیح رومی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہوئی؛ یعنی مشرقی اور مغربی۔ مشرقی حصہ بازنطینی سلطنت کے طور پر مشہور ہو گئی۔ ۳۱۰ بعد امسیح میں، روم کے مغربی دارالحکومت پر جرمانی قبیلوں نے قبضہ کیا جو حشی یاری گو تھے کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ مغربی ایورپی نصف سلطنت شمول دارالحکومت کر گئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود رومی سلطنت جاری رہی۔ کیسے؟ انہوں نے دارالحکومت کو ایک ہزار میل دور مشرق کی طرف قسطنطینیہ میں منتقل کر دیا۔ رومی سلطنت کا مغربی ایورپی حصہ، گرگیا تھا لیکن مشرقی بازنطینی حصہ تقریباً ایک ہزار سال تک قائم رہا جس کا دارالحکومت قسطنطینیہ تھا۔ رومی حکومت اس وقت تک مکمل طور پر پست نہیں ہوئی تھی جب تک ۱۴۵۳ بعد امسیح میں ترک نے اس کو لے لیا۔ ترکوں کی حکومت نے اسکو زیر کیا اور مشرق و سطی پر حکومت کی شمول یوں شلیم تقریباً ۵۰۰ سال تک (۱۴۰۹) یہ ترک سلطنت تک امتداد کر رہی۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ترک اعتمانی سلطنت ہی وہ واحد سلطنت ہے جو ساتویں سلطنت تک بھی جاتی ہے۔ یہ حزقی ایل کی بتائی گئی سلطنتوں کی فہرست کی عکاسی کرتی ہے۔

آمد بحالی خلافت

ترک سلطنت اسلامی خلافت کی گذاری ہے۔ ۱۹۲۳ء تک اسلامی خلافت باضابطہ طور پر ختم ہو چکی تھی۔ آج اسلامی دنیا خلافت کی بحالی کے منتظر ہے۔ بابل بتاتی ہے کہ بہت جلد کسی دن ترک سلطنت بحال ہو جائے گی:

”اور زمین کے رہنے والے جن کے نام بنای عالم کے وقت سے کتاب حیات میں لکھنے نہیں گئے اس حیوان (ترک) کا یہ حال دیکھ کر کہ پہلے تھا اور اب نہیں اور پھر موجود ہو جائیگا۔“
(مکافہ ۷:۸)

اس وقت بحال شدہ اسلامی خلافت کو توقع ہو سکتی ہے۔ آخر کار یہ عہدہ مکملہ طور پر ایک شخص کو دیا جائے گا جسے مسلم دنیا امام مہدی کے نام سے جانتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو فہم رکھتے ہیں وہ اُسے ایک ایسے شخص کے طور پر شناخت کریں گے جسے بابل ”مخالفِ مسیح“ کہتی ہے۔

محمد کی وحیوں کی تاریک فطرت

ہم یہاں محمد اور اُس کی وحیوں سے اسلام کی مزید جانچ شروع کرتے ہیں۔ اس تمام کا آغاز کہاں سے ہوا۔ اگر ہم اسلام کی روح کو درست طور پر جاننے کی توقع کرتے ہیں تو پھر ہمیں نیاد سے شروع کرنا ہوگا۔ ہمیں نسل کا معاینہ کرنا ضروری ہے۔ محمد اسلام کا بانی ہے اور مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ وہ واحد انسان ہے جسے اللہ کی طرف سے براہ راست قرآن پاک کے الفاظ موصول ہوئے۔ اس باب میں محمد کے روحانی مشاہدات کی نوعیت کا جائزہ لیں گے۔ وہ نبی کے طور پر سامنے آیا اور اُس نے اُس دین کو حنم دیا جو آج دنیا کی توجہ کا مرکز بننا ہوا ہے۔

قرآن پاک کا جنم

مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ جب محمد کو حی ملیں جن کو مرتب کر کے قرآن بنا یا گیا تو وہ لفظ اللہ سے براہ راست حاصل ہوئیں۔ اس طرح اللہ کو قرآن کا اصل مصنف سمجھا جاتا ہے۔ گویا قرآن کو اس طرح پڑھنا چاہیے جیسے اللہ اُس سے مخاطب ہے۔ محمد حضن انسانی رسول یا نبی کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ ایک مسلمان عالم نے کہا ہے ”نبی خاص طور پر غیر فعال تھا۔ بے شک بے ہوش۔ اس کتاب میں نہ تو اُس کی سوچ، نہ زبان نہ ہی طرز کا احساس تھا۔ سب اللہ کی طرف سے تھا اور نبی صرف ایک لکھنے والا قلم تھا۔“ (۱) باہل کے الہام کی نوعیت مسیحی رائے سے مختلف ہے۔ مسیحی کہتے ہیں کہ بے شک جب خُد انے اپنے خیالات اور باتیں باہل کے مصنفین تک پہنچائیں تو انہوں نے انفرادی انسانی طرز اور شخصیت کو استعمال کیا۔ خدا نے بندوں کو اپنے برتنوں کے طور پر استعمال کیا لیکن انہوں نے اپنی مداخلت نہیں کی۔ جیسا کہ ہم دیکھیں گے، یہ محمد کی وحیوں کی طرح نہیں تھا۔

کیرن آدم اسٹرائلگ ایک معروف اور اسلام ہمدرد مصنف، محمد کی جبرائیل فرشتہ کے ساتھ غارِ حرام میں ابتدائی ملاقات کے بارے میں بتاتا ہے جس پر تمام مسلمان ایمان رکھتے ہیں:

”محمد غارِ حرام میں نیند سے بیدار ہوا اور خود کو الہام موجود گی سے مغلوب پایا۔ بعد میں اس ناقابل بیان تحریک کی وضاحت کی کہ ایک فرشتہ نے اسے چاروں طرف سے پیشنا اور خوفناک طریقہ سے بغل گیر ہوا کہ ایسا محسوس ہوا کہ اس کے بدن سے سانس بھی بنشکل نکل رہی تھی۔ فرشتہ نے اسے ایک سخت حکم دیا: ”اقراء“ یعنی پڑھ یا تلاوت کر! محمد نے احتجاج کیا کہ وہ نہیں پڑھ سکتا۔ وہ کاہن نہیں ہے جو عرب کے الہامی نبیوں میں سے ایک۔ لیکن اُس نے کہا، فرشتہ پھر بغل گیر ہوا جب تک کہ وہ زندہ رہنے کی آخری حالت تک پہنچ گیا۔ اور اسکے منہ سے الہامی کلام نے پُر افزا الفاظ بہہ نکلے۔“ (۲)

بہر حال آدم اسٹرائلگ نے غلطی سے یہ واضح نہیں کیا کہ اصل میں فرشتہ نے تیسری دفعہ محمد کا گلاد بایا اور کہا کہ پڑھ اور بالآخر اُس نے پڑھا۔ (۳) یہ ملاقات باہل میں دی گئی فرشتوں کی الہامی ملاقات کی عام نوعیت سے قدیم مختلف تھی۔ جہاں فرشتے یا خدا خود جب بھی کسی سے ملتے تھے تو ان کی لفظوں کا آغاز ہمیشہ اس فقرے سے ہوتا ہے: ”خوف نہ کر“، (پیدائش ۱:۱۵، ۲۲:۲۶، ۳:۲۶؛ دانی ایل ۸:۱۵-۱۹، ۱۰:۱۹-۲۱؛ لوقا ۱۳:۱، ۲۲:۱، ۳۱-۳۲، ۱۰:۲؛ مکافہ ۱:۷)

پھر ہمیں یہ معلوم ہونے پر حیران نہیں ہونا چاہیے کہ وہ غار میں روح کے ساتھ ملاقات کرنے کے بعد جذباتی اور خوف زدہ ہوا۔ اسے یقین تھا کہ وہ بدر روح گرفتہ ہو گیا تھا۔ محمد اتنی تکلیف میں تھا کہ وہ خود سوزی کرنے لگا۔ این اسحاق کا مشہور ترجمہ محمد کی ابتدائی سیرت ”سیرت رسول“ میں ہم پڑھتے ہیں:

”پس میں (محمد) نے یہ پڑھا اور وہ (جبرائیل) مجھ سے روانہ ہوا۔ میں اپنی نیند سے جا گا اور یہ اتنے سخت تھے جیسے یہ الفاظ میرے دل پر لکھے گئے ہوں۔۔۔۔۔ حُمَادَ کی کوئی مخلوق اتنی مکروہ نہیں تھی جتنا کہ میں بطور (وجودانی) شاعر یا آدم گرفتہ: میں یہاں تک کہ اُن کو دیکھنے سکا۔ میں نے سوچا۔ افسوس مجھ پر شاعر یا گرفتہ۔ قریش نے بھی کبھی مجھ سے ایسا نہیں کہا! میں پہاڑ کے اوپر چلا جاؤں گا اور خود کو نیچے قتل ہونے کے لیے گراؤں گا۔ تاک مجھے آرام مل سکے۔ پس میں ایسا کرنے لو گیا اور پھر جب پہاڑ پر وسط میں پہنچا تو میں نے ایک

آوازِ سُنی آسمان سے اے محمد! تو اللہ کا رسول ہے اور میں جبراًیل ہوں۔“ (۳)

شاعر یادِ دیوانہ کا یہ گمان عربوں سے آتا ہے وہ یقین رکھتے تھے کہ شاعر اپنی شاعری شیاطین کی تحریک سے غافیق کرتے تھے۔ اسلام کے معزز تاریخِ دان الطباری کہتا ہے، ”اسلام سے پہلے عرب شاعری کے بُت پر ایمان رکھتے تھے اور وہ سوچتے تھے کہ ایک عظیم شاعر شیاطین سے براہ راست متاثر ہوتا ہے۔“ (۴) اس خوفناک تحریک کے بعد، محمد اپنے گھر اپنی بیوی کے پاس گیا۔ وہ اس ملاقات سے شدید خوفزدہ تھا:

”پھر اللہ کا رسول اس الہام کے ساتھ واپس لوٹا۔ اُنکی گردان کے عضلات خوف سے دب رہے تھے یہاں تک کہ وہ اندر خدیجہ کے پاس داخل ہوا اور کہا، ”مجھے ڈھانپو مجھے ڈھانپو!“ انہوں نے اُسے دھانپ دیا یہاں تک کہ خوف ختم نہیں ہو گیا اور پھر کہا، ”اے خدیجہ میرے ساتھ یہ کیا غلط ہوا؟“ پھر اس نے سب کچھ اُس کے ساتھ ہوا تھا اور کہا، ”کہا، ”مجھے ڈھر رہے کہ کچھ میرے ساتھ ہو سکتا ہے!“ (۵)

لیکن یہ صرف محمد ہی نہیں تھا جسے الہام پر شیطانی ماذکار شیطانی ماذکار شیطانی ماذکار شیطانی تھے اور وہ شیطان گرفتہ تھا:

”پھر اس سے روگروں (ہٹ گئے) ہوئے اور بولے، ”یہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔“ (سورہ ۲۷: ۲۳ یوسف علی)

”اور کہتے ہیں: کیا! ہم اس دیوانہ شاعر (بدر وح گرفتہ) کی خاطر اپنے معبدوں کو چھوڑ دیں۔“ (سورہ ۳۶: ۳۷ یوسف علی)

اظہر یہ ضروری تھا کہ اللہ محمد کے دفاع کے لئے آئے اور اُس کے ناقدرین کے جواب میں خود قرآن میں کہے:

”اوہ تمہارے صاحبِ مجنون نہیں (پاگل) اور بے شک انہوں نے اُسے (جبراًیل) روشن کنارہ پر دیکھا اور یہ غیب کے راز بتانے میں عناوین نہیں۔ اور نہ ہی یہ ہرگز شیطان کا کلام ہے۔“ (سورہ ۸۱: ۲۲-۲۵)

”یہ (قرآن) کسی شاعر کی تقریب نہیں ہے: تمہارا ایمان بہت کم ہے! اور نہ کسی کا ہن کی بات: کتنا کم دھیان کرتے ہو۔ یہ رب کائنات کی طرف سے وحی ہے۔“ (سورہ ۲۹: ۶۱-۶۲)

محمد کے بارے میں اُس کے ہم خیالوں کے تھمرے پڑھنے کے بعد اور اسی طرحِ محمد کی الہامی فطرت کے تحریبات پڑھنے کے بعد یہ حیرت انگیز باتیں نہیں ہے کہ بہت سے علماء اس بات پر تقائل ہیں کہ محمد کو مرگی کا مرض تھا یا پھر بدروغ گرفتہ تھا یا دونوں۔ (۶) محمد کے کچھ مخصوص جسمانی ساخت کے تحریبات پر بحث کرنے کے بعد جوں گلگر یہ است ایک جنوبی افریقیہ کا مسیحی مصطف او معرف اسلام پر اختیار کھنے والا محمد کی الہامی فطرت کے تحریبات کا تحریک یہ مختلف جسمانی مظاہر سے کرتا ہے اور بالآخر کہتا ہے:

”یہ نشاندہ ہوئی چاہیے کہ مردوں کو مختلف قسم کے دورے پڑ سکتے ہیں جو مرگ سے ملا جائنا ہے۔ یہ نوعِ مسیح کی زندگی کے دوران ایک نوجوان لڑکا آیا جس کو مرگی تھی (متی ۱۷: ۱۵) اور اُسے شدید قسم کی مرگی تھی (وہ اچاکنگر جاتا تھا اور وہ اُسے مژدروتی تھی اور وہ بول نہیں سکتا تھا) اس میں کوئی شک نہیں، پھر بھی یہ مرگی قدرتی نہیں تھی بلکہ شیطانی تھی۔ جسکا ذکر بابل میں تین جگہوں پر ملتا ہے۔ (متی ۱۷: ۱، مرقش ۱۹ اور لوقا ۹) اس میں کہا گیا ہے کہ یہ نوعِ مسیح نے اُس پچے میں سے ناپاک روح کو نکال دیا اور وہ لڑکا اچھا ہو گیا۔ محمد پر رائے دیئے بغیر یہ کہنے دیا جائے کہ کوئی بھی جو اس غیبی طاقت کے ماتحت ہو اُسے اس طرح کے دورے پڑ سکتے ہیں جو مرگی کے دورے کے برابر ہے۔ ایک مناسب وقت پر، یادداشت

کے نقصان کے باعث کی بجائے خالف اثر اور تعریضی نقوش و صول کنندہ کے ذہن پر چھوڑ دیگا۔ دنیا بھر میں مشنری اس نوعیت کے واقعات سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اس دن سے مشرقی درویش اور صوفیا کرام کے درمیان اس طرح کے مظاہر غیر معمولی نہیں ہیں۔ اور یہ بڑے پیمانے پر پورٹ کئے گئے ہیں۔ (7)

جب کہ پطرس رسول بابل کے مصنفین کے تجربات کو کچھ یوں بیان کرتا ہے اور ان آدمیوں کا حوالہ دیتا ہے جو "خدا کی طرف سے بولتے تھے اور وہ روح القدس کی تحریک سے یہ کام کرتے تھے۔" (۲۔ پطرس: ۲۱)۔ محمد کا تجربہ ایک بہت زیادہ سیدھا، سرمست اور سیاہ تجربہ ہے۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ بابل کے نبیوں میں سے کسی نے بھی کبھی اپنی الہامی آیتوں کے منبع پر سوال نہیں کیا۔ محمد کا تجربہ آشنا جن کے تجربہ جیسا تھا یا وہ جو بدر و حوش سے بات کرتا ہے نہ کہ بابل کا رسول۔

دوسراء عجیب مظہر

مندرجہ بالا فراہم کردہ مثالوں کے ساتھ محمد کی روحاںی ہولناک ملاقات ختم نہیں ہو جاتی۔ ایک دوسرے موقع پر، محمد سخر زدہ تھا، جس کے ذریعے وہ خود پر یقین رکھتا تھا کہ جب وہ ایسی چیزوں نہیں کرتا تو توب اُسے اپنی بیویوں کے ساتھ جنسی تعلقات رکھنے چاہیے۔ Guillaume نوٹ کرتا ہے کہ ایک مسلم عالم کہتا ہے کہ جادو پورا ایک سال جاری رہا۔ محمد کی زندگی کا یہ واقعہ اسلام کی مقدس روایات میں دستاویزی ہے۔

"عائشہ سے روایت ہے: اللہ کے رسول پر جادو کام کرتا ہے اس لئے وہ سوچتے تھے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ جنسی تعلقات رکھ چکے تھے جبکہ اصل میں ایسا نہیں ہوا تھا۔" (8)

محمد کی زندگی کا یہ انوکھا حصہ کسی کو چھپ کر دانے کے لیے کافی ہونا چاہیے جو تو قع کر سکتے ہیں کہ محمد خدا کا حقیقی نبی نہیں۔ رُامت مانیجے۔ مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ تمام نبیوں سے بڑا ہے۔ کوئی بھی یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ پاگل پن کی حالت میں ہونے کی وجہ سے، بے شک محمد یا تو بروہ گرفتہ تھا یا نمایاں طور پر بیمار یا پھر دونوں۔ دوروں کے موقع پر زیر ہونے کی روشنی میں، جو محمد کے ابتدائی الہامی تجربات بتائے جاتے ہیں۔ کسی بھی روحاںی شخص کے لئے کسی نتیجہ پر پہنچنا مشکل نہیں ہے۔ جب ہم یوسع تھک کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو بے شک یہ اس کے بالکل بر عکس ہے۔ جو کسی بھی قوم کی شیطانی اثر و سوخت کے دست بردار ہونے کی بجائے بہت سے لوگوں کو اس جبراومصیبت سے آزاد کر داتا۔

نتیجہ

ہم حتیٰ جائزہ میں محمد کی وحیوں کو دیکھتے ہیں۔ وہ بیج جس سے اسلام پھوٹا وہ غائر حراثی میں کچھ روحاںی قسم کی تنشد اور سیاہ اتصاص میں شروع ہوا۔ ہم یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ محمد کی زندگی یا تو روحاںی جبرا قابل قدر پاگل پن کے ادوار کی حامل تھی۔ جیسا کہ ہم اس کتاب کے بڑے موضوع کو ترقی دیتے ہیں تو بے شک ہمیں محمد کی زندگی کے اس پہلو کو بھی دیکھنا چاہیے اور یہ بھی کہ جب ہم اسلام کے بنیادی روحاںی ماغذہ کو پہچاننے کی کوشش کر رہے ہیں تو یہ نہ صرف اسلام کی تاریک فطرت کو دیکھنا ضروری ہے جس کے بیچ سے اسلام نکلا بلکہ متفقیں پر بھی زیادہ نظر رکھیں جو ایک کمل طور پر بالغ "بچل" بن چکا ہے۔ شیطانی اور بابل خالف الہام جو غائر حراث سے شروع ہوا وہ اپنا عروج، یہودی، مسکی اور دنیا کے ہر غیر مسلمان کو قتل کرنے میں تلاش کرتا ہے۔

مخالفِ مسیح : اسلام کی روح

مخالفِ مسیح کی روح

ہم مخالفِ مسیح پر پہلے ہی تبادلہ خیال کر چکے ہیں۔ باہل بھی ایک مخالفِ مسیح کے بارے میں بتاتی ہے۔ باہل میں مخالفِ مسیح کے براہ راست حوالہ کے علاوہ چار دیگر حوالہ جات میں یونہار رسول نے اس کے عمومی معنی استعمال کئے ہیں۔ ہر دفعہ کسی خاص روح کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ روح یسوع مسیح کی نظرت کے خاص پہلوؤں اور خدا اور باب کے ساتھ اُس کے تعلقات کا انکار کرتی ہے۔ درج ذیل آیتوں میں مخالفِ مسیح کی روح کو بتایا گیا ہے:

”اور جو کوئی روح یسوع کا اقرار نہ کرے وہ خدا کی طرف سے نہیں اور یہی مخالفِ مسیح کی روح ہے۔ جملے خبرِ مسیح سن چکے ہو کر وہ آنے والی ہے بلکہ اب بھی دُنیا میں موجود ہے۔“ (۱۔ یوہنا: ۳: ۳)

”کون جھوٹا ہے سواء اسکے جو یسوع کے مسیح ہونے کا انکار کرتا ہے؟ مخالفِ مسیح وہی ہے جو باب اور بیٹے کا انکار کرتا ہے اُسکے پاس باب پہنچنے اور جو بیٹے کا اقرار کرتا ہے اُس کے پاس باب بھی ہے۔“ (۱۔ یوہنا: ۲۲: ۲۲)

”کیونکہ یہت سے ایسے گمراہ کرنے والے دُنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں جو یسوع مسیح کے مجسم ہو کر آنے کا اقرار نہیں کرتے۔ گمراہ کرنے والا اور مخالفِ مسیح یہی ہے۔“ (۲۔ یوہنا: ۱: ۷)

ان آیات میں مخالفِ مسیح کو ”جھوٹا اور فرمبی“ کہا گیا ہے جو خاص طور پر مندرجہ ذیل حقائق کا انکار کرتا ہے:

۱۔ یسوع مسیح ہے (نجات دہنده، اسرائیل اور دُنیا کا نجات دہنده)

۲۔ باب اور بیٹے (سٹیٹ، یسوع خدا کا بیٹا ہے)

۳۔ یسوع جسم ہوا (تجسم۔ خدا انسان بن گیا)

مخالفِ مسیح اسلام کی روح

نہیں اسلام کی بھی نہ ہب، فلسفے یا ایمان کے نظام سے زیادہ مخالفِ مسیح کی روح کے بارے میں بتاتا ہے۔ نہ ہب اسلام اور یہاں کردہ نکات جو یسوع مسیح اور باب کے ساتھ اُس کے تعلقات کے بارے میں ہیں وہ ان سے انکار کرنے کی بلندترین ترجیحات میں سے ایک ہے۔ دراصل یہ واضح طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اسلام مسیحی تعلیمات کے بنیادی عوامل کی براہ راست مخالفت کرتا ہے۔ تاہم مندرجہ بالانکات کے بارے میں مسلمان فوراً بحث کرتے ہیں کہ اسلام سکھاتا ہے کہ بے شک عیسیٰ مسیح ہے لیکن یہاں کی طرف سے چالاکی ہے۔ جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام عیسیٰ مسیح کے لئے ”مسیح“ کا لقب استعمال کرتا ہے۔ جب کسی مسلمان سے پوچھا جائے کہ اسلام میں مسیح کا کیا مطلب ہے تو جو جوابات دیے جائیں گے وہ ہمیشہ کھوکھلے اور مکمل طور پر حقیقی مسیح کی شناخت سے خالی ہونگے۔ اسلام میں عیسیٰ مسیح صرف وہ دوسرا نبی ہے جو محض ایک بہت طویل نیوں کی فہرست میں شامل ہے۔ تاہم باہل کے نقطہ نظر سے مسیح یسوع کا کردار دیگر پیروزیوں کے درمیان ایک روحانی کا ہم، نجات دہنده اور یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ ہم ابتدائی ابواب میں دیکھتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح بجائے اسرائیل کو مخصوص دینے والا ایک مسیح اپناؤ اسلامی روایات کے مطابق اسرائیل کے دشمنوں کی رہنمائی کرئے گا۔ اور تمام مسیحیوں اور یہودیوں کو یا تو دائرہ اسلام

میں لائے گایا پھر قتل کر دے گا۔ یہ مسویٰ کی بجائے راہل فہلر کا مطالبہ کرنے کے مترادف ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مقدس یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے کہ آخر دنوں میں ایک شخص برپا ہو گا جو مختلف مسیح کی شخصیت کو پورا کر دیگا۔ اور وہ مسیحی الہیات کے بنیادی نکات سے انکار کریا جیسا کہ یسوع مسیح کون ہے اور وہ کیا کرنے کے لئے آیا۔ یہ آدمی مخالفِ مسیح ہو گا۔

توحید اور شرک

خلافِ مسیح کی روح کو درست طور پر جاننے کے لئے سب سے پہلے دعویٰ اند کا سمجھنا ضروری ہے۔ پہلے کو ”توحید“ کہتے ہیں۔ یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ عقیدہ توحید اللہ کی یک سوئی کے بارے میں بتاتا ہے۔ اسلام سخت قسم کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ اسلام میں اللہ بالکل تنہا ہے۔ لیکن توحید کو سمجھنے کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ یہ محض ایک عقیدہ سے بڑھ کر ہے۔ اسلام میں تو حیداً یک بڑا اور اہم حکم ہے تو شرک ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ شرک، توحید کا مقابلہ ہے۔ آسان انسانوں میں اے بُتْ پُرسی کہا جاسکتا ہے۔ ٹوڑنے سے ایک مسلم گروپ کی طرف سے شائع ہونے والے نیوز لیٹر (دعوت اسلام) میں کچھ اس طرح سے لکھا تھا جو شرک کو سمجھنے میں ہماری مدد کر لے گا کہ مسلمان شرک کو کیسے دیکھتے ہیں:

”وقت، آبروریزی، بچوں کو ہر اسال کرنا اور نسل کشی، یہ وہ جرم ہمیں جو آج ہماری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ بدترین مکان جرام ہو سکتے ہیں لیکن کچھ اور بھی ہے جس کا وزن ان اوازان کا مجموعہ ہے۔ یہ جرم شرک ہے۔“ (۱)

تاہم بہت سے مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ تیثیث پر ایمان لانے اور یسوع مسیح کی الوہیت کو منسوب کرنے سے وہ بڑا گناہ کر گینگے۔ درحقیقت ان ضروری مسیحی عقائد پر ایمان لانے سے وہ کہیں زیادہ گناہ گار تصور کئے جائیں گے۔ شرک سب جرم ہے! مسلمان عقل میں شرک نہ صرف مشرک یا کافر کے عقائد کو بلکہ مسیحی عقیدے کے تاریخی فلسفے کے بنیادی عوامل کو بھی کہا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم ان تین عقائد اور کس طرح اسلام خاص طور پر ان کا انکار کرتا ہے معاشرہ کر گینگے۔

اسلام میں مسیح کی ابنتیت (خُدا کا بیٹا) سے انکار

منہبِ اسلام اپنے بنیادی عقائد میں سے ایک کے طور پر یسوع مسیح کو خُدا کا بیٹا کہنے کا براہ راست انکار کرتا ہے۔ یہ انکار کی مرتبہ قرآن میں ملتا ہے:

”بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ سچ بن مریم ہی ہے۔“ (سورۃ المائدہ: ۷۵)

”بُو لِ اللَّهِ نَّإِ اپنے لَنَّے اولاد بنائی۔ پا کی اسکو؟ وہی بے نیاز ہے، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔
تمہارے پاس اُس کی کوئی بھی سند نہیں کیا اللہ پر وہ بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔“ (سورۃ یونس: ۶۸)

”اور کافر بولے۔ اللہ نے اولاد اختیار کی بے شک تُم حدکی بھاری (بُرائی) بات لائے۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گرجائیں ڈھکر۔ اس پر کہ اللہ کی اولاد بنائی اور اللہ کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔“
(سورہ مریم: ۸۸-۹۲)

”اور یہودی بولے عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ باتیں وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں۔ اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں۔ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔“ (سورۃ توبہ: ۳۰)

قرآن اُن لوگوں پر لعنت کرتا ہے جو یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ کافر ہیں۔ پھر اس سلسلے میں اسلام مخالف مسیح کا نظام ہے۔ کیا باب نمبر ایں جیم ہائنسنگ کے تصریے یاد ہیں؟ وہ ایک پادری تھا جس نے دورانِ تربیت اسلام قول کیا تھا۔ ”وہ چیز جو میں نے ہمیشہ سمجھی وہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے۔ اُس کی کوئی برابری نہیں۔ اُس کو کسی بیٹے کی ضرورت نہ تھی جو اس کا کام کرتا۔“ (۳) اسلام تو حیدری عبادت کی ایک قابل قول قسم کو بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن وہ صرف خدا کے ساتھ رکھنے کے سب سے زیادہ ضروری پہلوؤں کو چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ ان چیزوں کا براہ راست مقابلہ کرنے کے لئے بھی موجود ہے۔ اور یہاں تک کہ وہ اُن کو منہبی توہین کا نام دیتا ہے۔ ”یہ خدا کی طرف سے ہوا کہ اس کا ایک بیٹا ہونا چاہیے“ یہ الفاظ مسجدِ اقصیٰ (یریشیم) کے اندر لکھے ہوئے ہیں۔ یہ وجہ ہے جہاں خدا کے لوگ یہودی، صدیوں سے اپنے متوقع مسیح کی عبادت کرتے ہیں۔ اور یہ وہی جگہ ہے جہاں یسوع (خدا کا بیٹا) اور یہودی مسیح اُسی دن زمین پر حکمرانی کرنے آئے گا۔ اسلام مستقبل کی اس حقیقت کی سراسرسرشی کی ایک یادگار تعمیر کر چکا ہے۔

اسلام تثلیث کا انکاری

تو ہیں مذہب کا یہ دعویٰ اُن پر بھی لا گو ہوتا ہے جو تثلیث پر ایمان رکھتے ہیں:

”بَيْنَكَافِرِهِينَ وَهُجُومُهُتَبِّهِينَ اللَّهُمَّ إِنَّمَا يُنَاهِي عَنِ الْمُسْكِنِ عَوْنَانِ وَالْأَكْفَارِ
مِنْ كَافِرِهِينَ لَمَّا كَانُوا يَرَوْنَهُنَا كَعَذَابِ الْأَنْجَوْنِ“ (سورة المائدہ ۲۷)

اس طرح عقیدہ تثلیث، تو ہیں مذہب کا تعلیم کرتا ہے۔ لیکن جو ان چیزوں پر یقین رکھتا ہے اُس کی دردناک سزا کی قیمت کیا ہوگی؟ جیسا کہ ہم نے گذشتہ ابواب میں دیکھا کہ، بہت سے ظلم ظریف مسلمان اپنے خود ساختہ عیسیٰ مسیح کا انتفار کر رہے ہیں جو ان ”تثلیثی مشکر کوں مسیحوں“ کو قتل کریگا۔ قرآن انکار کرتا ہے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا یا خدا ایک تثلیث کی شکل میں موجود ہے۔

اسلام صلیب کا انکاری

پُرمُغَّھوں کے ساتھ پولوس رسول فلپیوس کی کلیسا کو غباردار کرتا ہے ”وہ اپنے چال چلن سے مسیح کی صلیب کے دشمن ہیں۔ انکا انجمام ہلاکت ہے۔“ (فلپیوس ۱۸:۳) اسلام نجات کے مرکزی واقعہ سے بھی انکار کرتا ہے: یسوع کی صلیب۔ یسوع کے دنوں کے یہودیوں سے مخاطب ہو کر قرآن کہتا ہے:

”اوَّلَانِ کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم (اللہ کے رسول) کو شہید کیا۔ اور یہ کہ انہوں نے نہ اُسے قتل کیا اور نہ اُسے سوی دی بلکہ ان کے لئے اُس کی شہیدی کا ایک بنادیا گیا اور وہ جو اس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی طرف سے شہیدیہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں۔ مگر یہی گمان کی پیروی اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہ کیا۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“ (سورۃ النساہ ۱۵۸ - ۱۵۷)

اسلامی علماء کے درمیان کئی متفاہ نظریات موجود ہیں کہ یسوع کے ساتھ کیا ہوا تھا (اس مسئلہ کے بارے میں ستم ظریفی یہ ہے، دراصل یہ لوگ ہیں جو صرف اس پر عمل کرنے کا گمان کرتے ہیں) لیکن اس کے باوجود کہ یسوع مسیح کے ساتھ کیا ہوا تھا کسی بھی قسم کی اتفاق رائے پر پہنچانا مسلمانوں کی ناکامی ہے۔ وہ کم از کم ایک نکتہ پر متفق ہیں: یسوع مصلوب نہیں ہوا تھا! قرآن میں کم از کم اس کا حوالہ واضح طور پر بتایا گیا ہے۔

کس طرح مخالفِ مسیح کی روح مسلمانوں کو متاثر کرتی ہے؟

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام جان بوجھ کراور خاص طور پر یوحنارسل کی بتائی گئی تینوں خاص عقائد کو مسترد کرتا ہے جن میں مخالفِ مسیح کی روح کا ذکر ملتا ہے۔ اور نہ صرف قرآن ان عقائد کو مسترد کرتا ہے بلکہ جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اسلام ان پر لعنت بھیجا ہے اور وہ لوگ تو ہیں مذہب کے زمرے میں آتے ہیں۔ لیکن یہ قرآنی روایہ کس طرح مسلمانوں پر اثر رکھتا ہے؟ یہ بیان مضبوط ہو سکتا ہے لیکن میری برسوں کی میں العقادہ مکالمے پر فوقيت اور عام بات چیت جو میں نے غیر مسیحیوں سے کی، دو گروپس ہیں جن کا میں ذاتی طور پر گواہ ہوں جو نجیل کی زبردست توہین کرتے اور مذاق اڑاتے ہیں اور وہ ہیں شیطان پرست اور مسلمان۔

(جی ہاں، آپ یقین کریں یا نہ کریں۔ میں ان چند شیطان پرستوں سے گفت و شنید میں شامل رہا ہوں) اب مجھے یہ بات واضح کرنے دیں کہ میں کسی بھی طرح ان شیطان پرست سے مسلمانوں کا موازنہ ہرگز نہیں کر رہا۔ میں بہت سے حیرت انگیز اور مہذب مسلمانوں سے مل چکا ہوں جنہوں نے کبھی بھی مسیحی عقائد کی کھلم کھلا بے عزتی نہیں کی۔ یہاں تک کہ جب میں اپنے ذاتی تجربات کے لحاظ سے انہیں سے کچھ کہتا ہوں تو انہوں نے کسی بات کا بُر انہیں مانا۔، صرف شیطان پرست اور مسلمان ایک اعلیٰ درجے کی کینہ پیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ جبکہ بے شک دیگر بہت سے مذاہب اور عقائد کے نظام موجود ہیں جو مسیحی عقائد پر متفق نہیں اور بہت سے تو ایسے ہیں جو خُد اپر ہی ایمان نہیں رکھتے، لیکن صرف اسلام وہ مذہب ہے جو مسیحی بنیادی عقائد کو ماننے سے انکار کرتا ہے۔ اور بے شک یہ قرآن ہی ہے جسے وہ مانتے ہیں اور وہ تین عقائد جن پر وہ شدید اور اکثر حملہ کرتے ہیں وہ مشیث، تحجّم اور صلیب ہے۔ مجھے حال ہی میں انٹرنیٹ گروپ مباحثہ میں ایک مسلمان کی طرف سے یہ تجویز لکھی ہوئی ملی جسے ایسے پڑھا جاسکتا ہے: ”اللہ دیوانہ پن۔ خُدانے اپنے شدید قہر سے اپنی خلوق کو بچانے کے لیے صلیب پر اپنی جان دی۔“ ایک مسلمان دوست نے یسوع مسیح کو ”خُد اور انسان کا سینندوق“ کہا۔ تاریخی مسیحی خُد اپر یقین رکھنے سے مجھ پر بے شمار الزامات لگاتے ہیں کہ میں کافر شرکانہ بہت پرست سے الگ نہیں ہوں۔ کئی بار مجھے بتایا گیا کہ یسوع کی قربانی کسی قسم کے آتش فشاں مُدداً“ کے لئے انسانی قربانی کے طور پر دیقانوسی اور لذت پسند ہے۔ مجھ پر یہ الزام بھی لگا کہ میں ایسے خُد اکومانتہ ہوں جو ”بیٹھے پر ٹلم کرتا ہو۔“ میں یہ بھی دیکھ چکا ہوں کہ یسوع کی صلیبی موت کا موازنہ خود کش حملہ سے کیا گیا۔ اور میں مسیحی خُدا کا مذاق اڑاتے ہوئے بھی دیکھ چکا ہوں کہ وہ خون کا پیاسہ دیکھا رہے۔

اگر آپ مسیح ہیں اور خُد اسے پیدا کرتے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ کو ان حملوں پر افسوس ہوا ہوگا۔ جس طرح مجھے ہوا ہے۔ اور میں ان کو دہرانے کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ میں ان حملوں کو کسی بھی طرح سے مسلمانوں کے خلاف منفی جذبات کو ترغیب دینے سے نہیں ملتا۔ مہربانی سے ایسے جذبات سے دور رہیں۔ ان مثالوں سے متعلق آپ کو بتانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو ادھم چاہنے والی مخالفِ مسیح کی روح سے چاہنا ہے جو منہبِ اسلام میں سبقت ہے۔ اور اس لئے بہت سے مسلمان اس کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھ کر حیران نہیں ہونا چاہیے کہ مخالفِ مسیح کے بیانات میں سے ایک بیان یہ ہے کہ وہ خُد اکے خلاف کفر کے گا:

”اور بادشاہ اپنی مرضی کے مطابق چلیگا اور تکبیر کریگا اور سب معبدوں سے بڑا بننے گا اور الٰہوں کے اللہ کے خلاف بہت سی حیرت انگیز با تیں کہیگا۔“ (داني ایل ۳۶:۱)

”اور وہ حق تعالیٰ کے خلاف با تیں کریگا اور حق تعالیٰ کے مُقدسوں کو نگاہ کریگا۔“ (داني ایل ۷:۲۵)

قرآن خود اس طرح کے گفر کا اظہار کرتا ہے۔ اور کسی شخص کے طور پر تمام دنیا کے بے شمار مسلمانوں کے ساتھ مسلسل مذاکرات کرتا ہے۔ میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ادھم چاہنے والے مخالفِ مسیح کی روح جس کا ذکر اور پر قرآنی آیات میں کیا گیا ہے وہ اکثر نہ صرف مسیحی ایمان کے ساتھ بالکل مسیحیوں کے ساتھ تھارت آمیز رہی اور کثر توہین کرتا ہے۔ جبکہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔ کیا ہمیں واقعی حیران ہونا چاہیے جب ان لوگوں کے خلاف مسلمان عمل پیرا ہوتے ہیں جن کو قرآن واقعی شرکانہ کافر کے طور پر لعنت کرتا ہے؟ اور اگر ہم حقیقت پسندانہ ہو رہے ہیں تو ہم ان مسلمانوں کو دیئے گئے اسلام کے مستقبل پر تو قع کر سکتے ہیں جو قرآن میں مسیحیوں کے لئے تھارت دکھاتا ہے یا ان پر (مسلمانوں) جو دوستانہ رویہ دکھاتے ہیں باوجود اکنی اپنی مقدس کتاب (قرآن) میں لعنتیں کی گئی ہیں۔

آخر میں، خاص طور پر اسلام سے متعلق یہ ہے کہ آیا یہ خالقِ مسیح کا نظام ہے یا نہیں جو بالکل نے پہلے ہی بتا دیا ہے۔ اس بارے میں کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔ دُنیا کا دوسرا بڑا اور تیزی سے پھیلنے والا نہ ہب اسلام ہے جو مخالفِ مسیح کی روح کا جو ہر ہے۔ جس کے بارے میں یوحننا رسول نے ہمیں پہلے سے ہی آگاہ کر دیا تھا۔

یہودیوں کے لئے اسلام کی قدیم نفرت

اسلام اُس دن کا تصور کرتا ہے جب مسکی اور یہودی مجبور ہو کر اسلام قبول کریں گے۔ اسلام میں آخر وقت کے صور سے متعلق مسیحیوں اور یہودیوں کی حق تقدیر کے درمیان ایک تفریق ہے۔

آخر دنوں کی بابت اسلام کہتا ہے کہ تمام مسیحی یا تو اسلام قبول کریں گے۔ یقیناً جب ہم اس آخری تصویر کو دیکھتے ہیں۔ تو یہ کہنا ناممکن ہے کہ اسلام مسیحیوں یا مسیحیت کے لئے کوئی حقیقی نسبت رکھتا ہو۔ بلکہ جب اسلامی تعلیمات اور روایات کا یہودیوں سے متعلق تجزیہ کیا جائے تو کوئی بھی یہ سرد احساس محسوس کرتا ہے کہ یہودیوں کے لئے اسلام ایک نشان رکھتا ہے اور یہی ان کی قسم ہے یعنی قتل کیا جانا۔ ہم اسلامی روایات میں یہودیوں کے لئے ایک سیاہ اور نفرت کا اظہار دیکھتے ہیں جو تقریباً ناز اسم Nazism کے مترادف ہے۔ نفرت کے اس نظریہ کو قرآن اور اسلامی روایات کی مکمل طور پر حمایت حاصل ہے۔ مثال کے طور پر، یہودیوں سے بات کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

”اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور عداوت ڈال دی۔ جب کبھی اڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ سے بچا دیتا ہے اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا۔“ (سورہ المائدہ ۶۲۶ علی یوسف)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ یہودیوں کے خلاف دور حاضر سے آخر تک نفرت اور عداوت ہوگی۔ بہتیرے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کی یہودیوں کے لئے حقارت صرف ان غاص واقعات تاریخ تک محدود ہے جو محمدؐ کی زندگی میں رونما ہوئے۔ نہ صرف قرآن یہودیوں کی تصویر کشی کرتا ہے کہ وہ زمین پر جنگ کرتے اور فسادی ہیں بلکہ اللہ یہودیوں کی طرف سے پیزار ہے اور ان کو لعنت کرتا اور ان کو ”بندرا اور سُور“ کہتا ہے جو جانداروں میں سب سے کم درجہ ہیں:

”پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے فرمایا۔ ہو جاؤ بندروں تکارے ہوئے۔“ (سورہ ۷: ۱۶۶)

”اوروہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کردیئے بندرا اور سور اور شیطان کے پوچاری ان کا ٹھکانہ زیادہ بُرا ہے اور یہ سیدھی راہ سے زیادہ بیکے۔“ (سورہ ۲۰: ۵)

”اوہ بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کوہ جہنوں نے ہفتہ (سبت) میں سرکشی کی تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندروں تکارے ہوئے۔“ (سورہ ۲: ۲۵)

یہ آیات یہود دشمن اور بے باک مسلمانوں کے درمیان بہت زیادہ پسندیدہ بن چکی ہیں۔ ولید بُبات، ایک سابقہ مسلمان جس نے فلسطین کے علاقوں میں پروش پائی۔ وہ ایک بچ کے طور پر ایک اسکول کے دورے پر یوں علم کے چڑیا گھر گیا۔ اسلامی استاد نے کہا: ”یہ گوریلا اصل میں ایک یہودی تھا۔ اس کواب میں دیکھتا اور سوچتا ہوں کہ یہ وہ ہے جو ناز اسم Nazism بدترین شکل میں سیکھاتے ہیں۔ یہی تعلیم مشرق و سلطی بھر میں دی جا رہی ہے۔“ (1) جبکہ نازی (جمن تحریک) نے اعلان کیا کہ یہودی غیر انسانی چو ہے تھے ان کا یہودیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کا جواز پیش کرنے کے لئے مسلم دنیا نے قرآن کی پیروی کرتے ہوئے یہودی نسل کو انسانی خصائص سے محروم کر دیا۔

اب اس مقام پر جدّت پنڈ مسلمان حماقی بحث کرنے کے لئے بہت جلد تیار ہو گے۔ جبکہ قرآن میں بہت سی آیات ہیں جو یہودیوں کے منفی پہلو کے بارے میں بولتی ہیں۔ لیکن کچھ آیات ثابت انداز کو بھی پیش کرتی ہیں۔ یہج تو ہے لیکن یہ بھی انتہائی گمراہ گن بات ہے۔ اپنی انتہائی معلوماتی کتاب ”اسلام اور یہودی“ میں مارک اے گیر ائیل پی ایچ ڈی ایک سابق مسلمان امام اور ایک معروف الازم ہر یونیورسٹی (قاہرہ) کے تاریخ اسلام کے پروفیسر، اسلام کی یہودیوں کے خلاف اس غلط فہمی کی وضاحت کرتا ہے کہ اسلامی الہام کے مطابق وہ آیات جن میں یہودیوں کو اچھا بتایا گیا ہے اُن کو منسون کر دیا گیا ہے جو محمد کی زندگی میں نازل ہوئی تھیں۔ یہ اسلام کی ترقی پسند وحی کے تصور کی بنیاد ہے۔ جس کے ذریعے اگر آپ کے پاس آیات ہیں جو ایک دوسرے سے متناقض رکھتی ہیں تو نئی آیات یا الہام محمد کو دیا گیا تاکہ وہ پرانی آیتوں کو منسون کرے۔ یہ اسلام میں ایک تسلیم شدہ اور اچھی طرح سمجھے جانے والی تعلیم ہے جسے ناسن بھی کہتے ہیں۔ ”(2) کئی قرآن کی پُشت پر ایک چارٹ شامل کیا جاتا ہے جس میں نئی اور پرانی آیات کی فہرست شامل ہوتی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کون سی آیات منسون کر دی گئیں ہیں اور کون سی باقی ہیں جو کہ جدید ہیں جن میں یہودیوں کے لئے اشتغال اور جارحانہ رہو یہ بتایا گیا ہے۔ وہ آیات منسون کر دی گئیں ہیں جن میں صلح کا پیغام دیا گیا تھا۔ یہ اسلامی تفہیم دنیا بھر میں معروف ہے۔

جبیسا کہ ہم اسلام میں یہود شمنی کی خواہ رترنی کا سراغ لگاتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بد قدمتی سے یہود یوں کا حتمی قتل عام صرف قرآن تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کا تفصیلی اظہار بدنام حدیث میں بھی ملتا ہے۔ ہم اس حدیث کا حوالہ اپک سے زیادہ مرتبہ پہلے ہی دے چکے ہیں۔ لیکن یہاں اسے آخری مرتبہ شامل کرنا ہوگا:

نبی نے کہا، ”قیامت اُس وقت تک نہیں آئیگی جب تک مسلمان یہودیوں کے خلاف جنگ نہ لڑیں اور مسلمان اُن یہودیوں کو قتل نہ کر لیں۔ اور جب تک یہودی خود کو پھر یاد رخت کے پیچھے چھپانے لیں اور پھر یاد رخت کریں گا: اے مسلمانو! یا اللہ کے بندوں، ایک یہودی میرے پیچے چھپا ہے۔ آور اسے قتل کر۔“ (3)

اسرائیل کے خلاف مستقبل کی اس جگہ کا الہامی نظریہ اور تمام یہودیوں کے قتل عام کا نظریہ بہت سے مسلمانوں کے درمیان گھرائی پکڑ لچکا ہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہود دشمن روایات اور آیات جو قرآن میں موجود ہیں۔ ایک ہزار سال پرانی ہیں۔ تمام یہودیوں کے قتل عام کی ان مقدس اسلامی روایات کو موجودہ جنگ اسرائیل کی ریاست کے ساتھ منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ آج بہت سے لوگ یہود مسلم دشمنی کا الزام اکیلے صیہونیت پر لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ان کو نازی Nazi کی طرح بتاتے ہیں جنہوں نے فلسطینیوں کو زیادتی اور ظلم کا نشانہ بنایا۔ یہ حاضر ایک دینانت دار اور باخبر انداز میں نہیں کیا جاسکتا۔ یہودیوں کے خلاف اسلام کی دشمنی اسلام کے آغاز سے اب تک موجود ہے۔ یہ کوئی نیا رجحان نہیں ہے۔ اور آج اسلام اور مسلم دنیا اس زمین پر یہودیوں کے خلاف سب سے طاقتور قوت ہے۔ خاص طور پر فلسطینی یہود دشمنی کا نامہ ہی اشتہار استعمال کرتے ہیں تاکہ وہ آج یہودیوں اور اسرائیل کے خلاف زیادہ کارروائیوں کی بیان بن سکے۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ یہ شکل (Template) اسرائیل میں جاری موجودہ تنازعہ کو آگ لگانے کی بنیادی وجوہات میں سے ایک ہے۔ بہت سے سیکولر مبصرین جو موجودہ تنازعہ میں اخلاقی ہم آنکھی کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس عنصر کو نظر انداز کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اقتباسات حالیہ برسوں کے خلفیات کے تراجم شدہ ہیں جو شیخ ابراہیم مادہا کی طرف سے دیے گئے، جو فلسطین اتحاری میں سرکاری طور پر مقرر امام ہے۔ گذشتہ آیات اور روایات پر بے پناہ انحصار کرتے ہوئے یہودیوں کے خلاف نفرت کی آگ لگائی گئی:

”هم فلسطینی قوم، اللہ کی طرف سے ہمارا مقدر یہودیوں کے خلاف جنگ میں قیامت تک ایک ہراول دستے کے طور پر ہے۔ جیسا کہ نبی نے کہا، ”قیامت اُس وقت تک نہیں آئیگی جب تک مسلمان یہودیوں کے خلاف جنگ نہ لڑیں اور مسلمان ان یہودیوں کو قتل نہ کر لیں۔“

"اے ہمارے عربی بھائیوں۔۔۔۔۔ اے ہمارے مسلمان بھائیوں یہودیوں کے خلاف جنگ میں فلسطینیوں کو اکیلانہ چھوڑنا۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ تم پر ہراول دستہ ہونے کا حکم ہوا ہے۔۔۔۔۔ پروشلم، فلسطین اور اقصیٰ (یہیکل) جسے اللہ نے برکت دی اور اسکے نواحی علاقے سچ اور باطل کے درمیان، یہودی اور غیر یہودیوں کے درمیان اس مقدس زمین پر

جدوجہد کا مرکز رینے۔ کئی دستخط شدہ معابدوں اور عہد توثیق کے قطع نظر۔ قرآن میں اس کی حقیقت ہے۔ جسکی تصدیق نبی محمد کے لفظوں نے کی کہ فیصلہ کن جنگ یروشلم اور نواحی میں ہوگی۔ اُس وقت تک قیامت نہیں آئیں جب تک تم یہودیوں پر جنگ مسلط نہ کرو۔۔۔

”یہودیوں سے جنگ ضرور ہوگی۔۔۔ کسی شک کے بغیر مسلمانوں کی فیصلہ کن جنگ آرہی ہے اور نبی نے ایک سے زیادہ احادیث میں فرمایا ہے کہ مومن کی فتح کے بغیر قیامت نہیں آنے والی۔“ (4)

”اے اللہ، ہمارے شہیدوں کو آسمان پر بلند درجہ عطا کر۔۔۔
اے اللہ، یہودیوں کو ایک سیاہ دن دکھا۔۔۔
اے اللہ، یہودیوں اور اُس کے حامیوں کو مٹا دے۔۔۔
اے اللہ، ہر ملک میں جہاد کا جنڈا بلند کر۔۔۔“ (5)

تاہم دنیا یہودی اور فلسطینی لوگوں کے پُر امن بقاءے باہمی کا شدت سے انتظار کر رہی ہے۔ امام حضرات، فلسطینی عوام کی مذہبی قیادت اور سیاسی قیادت آپس میں منظوری کے تحت یہودیوں کے قتل عام کے متواتر شادہ ہانے بھار ہے ہیں۔

شیطان کی یہودیوں کے خلاف نفرت

جب ہم اسلام کی روح کا موازنہ مختلف مسیح اور جھوٹے نبی کی روح سے کرتے ہیں تو یہ دونوں وہی قدیم نفرت ہے جو یہودیوں کے خلاف موجود تھی۔ یہ وہی نفرت ہے جس کی ابتدا ابلیس نے خود کی۔ اُس دن سے جب خدا نے خود یہودی لوگوں کو اپنی حمایت دکھائی۔ تب سے شیطان اس کے خلاف ہے۔ دنیا کی کئی عظیم سلطنتوں کو شیطان اپنی نیادی گاڑیوں کے طور پر استعمال کر چکا ہے۔ یہ ”حیوان“ سلطنتیں ہیں جس کا ذکر باب ۱۰ میں کیا گیا تھا۔ پوری باہل میں یہودی قوم کو ستائے جانے کے بارے میں شیطان کی کوششوں کو پڑھتے ہیں:

- ۱۔ فرعون کے ذریعے جو مصر کا حکمران تھا، جب اُس نے حکم کیا کہ تمام زبرانی بچوں کو قتل کیا جائے۔ (خرون ۱:۵-۲:۲)
- ۲۔ شاہ اور (شام) سلمانس کے ذریعے، جب اُس نے اسرائیل کی بادشاہت کے شہابی حصے کو فتح کیا تو اس اسرائیلی قبیلوں کو اسیر کر کے اُسور لے گیا۔ (۱:۵، ۷:۲۔ سلاطین ۱:۷)
- ۳۔ نبوکل نظر کے ذریعے، جو شاہ بابل تھا، جب یروشلم پر حملہ کیا، یہودیوں کی سلطنت کے جنوبی حصے پر اور باقیوں کو اسیر کر کے بابل لے گیا۔ (۲:۱۰-۲:۲۳۔ سلاطین ۱:۱۶)
- ۴۔ ہامان کے ذریعے، سلطنت فارس کا مقرر جسے تمام یہودیوں کو مارنے کا حکم نامه جاری ہوا اور اُس نے کوشش کی۔ (آسٹر ۳:۹)
- ۵۔ انتا کس اپیغنسیں، اسوری کا یونانی حکمران، اُس نے جب یروشلم کا محاصرہ کیا جسے یہودی مورخ جوزف اسرائیل کی تاریخ میں خوزرین محاصرے کے طور پر بیان کرتا ہے۔ (دانی ایل ۸:۲۳-۲۵۔ مکابی ۱:۶)

۶۔ طپس کے ذریعے، روی شہنشاہ نے یروشلم پر حملہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا، ایک اعشار یہ ایک ملین سے زیادہ یہودیوں کو قتل کیا اور ۷۰۰۰ سے زائد اسیر ہوئے۔

(Wars of The Jews VI, ix 3)

۷۔ مختلف اسلامی اور مسیحی سلطنتوں کے ذریعے، جس کا ذکر فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں تک کہ میسیحیت (ایک بڑی ہوئی قسم) یہودی لوگوں کی خونی تاریخ سے دور نہیں۔

۸۔ راہل ہٹلر کے ذریعے، جرمی کا صدر، جس نے جگ عظیم دوم میں تقریباً چھ ملین یہودیوں کو قتل کیا۔ جس کی پیش گوئی زکریاہ اور حنفی ایل نبی نے کی کہ وہ یروشلم پر حملہ کریں گے اور اسرائیل کے باشندوں کی دو تباہی کو قتل کریں گے۔ (زکریاہ ۹:۸-۱۳؛ حنفی ایل ۳:۲۸)

ہر قابل فہم شخص اس مقام پر رُک کر یہ سوال پوچھتا ہے؛ کیا ایک قوم کی اس طرح در دن اک اور لگا تاریخی تاریخ ایک غیر انسانی شیطانی نفرت کے علاوہ کچھ اور ہو سکتا ہے؟ کون

ایک قوم کے خلاف جو دنیا کی آبادی کا ایک فیصلہ نامندگی کو پیش کرتی ہے ایک سیاک اور مسلسل حملے کرنے کے لئے ابھار سکتا ہے؟ یہاں پیس کے علاوہ کون ہو سکتا ہے؟ یہ یہودیوں کی تاریخ ایک کھلا ثبوت ہے کہ شیطان موجود ہے اور وہ ان سے نفرت کرتا ہے جن کو خُد اپیار کرتا ہے اور جسے وہ اپنی آنکھ کی پتھلی کہتا ہے۔

نتیجہ

دنیا کی تاریخ میں ہم یہودی قوم کے لئے شیطان کی کھلی نفرت دیکھتے ہیں اور یہاں تک کہ تینوں توحیدی ادیان کے مقدس متون میں یہودیوں کے خلاف مستقبل میں حملہ کا ذکر افسوس ناک ہے۔ یہ حملہ پہلے حملوں سے شدید ہو گا۔ باطل میں لکھا ہے کہ مخالفِ مسیح، جھوٹا نبی اور جوان کو مانتے ہیں وہ شیطان کے خاص ہتھیار ہیں جن کو وہ حتی جنگ میں استعمال کریگا۔ اسلام میں، امام مہدی، عیسیٰ مسیح اور جیسا کہ روایت کہتی ہے، ”وفادار مسلمان“ وہ ہیں جو نظرالمانہ عمل کو پھیلادینے گے۔ بے شک اسلام مخالفِ مسیح کی روح کی روایتی نصوصیات میں سے ایک کو پورا کرتا ہے۔ ایک یہود دشمن روح جس کی پیاس کو بچایا نہ جاسکے۔

اختتامی وقت کی شہادت

کچھ دیر پہلے ہم نے گذشتہ باب میں یہودیوں کے خلاف اسلام کی نفرت انگیز اور قاتلانہ روح کے بارے میں پڑھا۔ اس باب کا تعلق عالمی ایذا رسانی اور شہادت سے ہے جو لوگوں کے خلاف ہو گئی جو یسوع مسیح کے شاگرد ہیں یا جو آخرین دنوں میں اسلام قبول کرنے سے انکار کریں گے۔

آخر دنوں میں سر قلم کرنے کا عمل

مقدس یوحنا مکافہ کی کتاب کے ۲۰ باب میں ایک مخصوص لوگوں کا گروہ دیکھتا ہے اور جو کچھ وہ دیکھتا ہے اس کا ایک مختصر خاکہ ہے میں دیتا ہے۔ وہ آخر وقت میں شہادت سے متعلق بیان کر رہا ہے:

”پھر میں نے تخت دیکھے اور لوگ اُن پر بیٹھ گئے اور عدالت اُنکے سُپر کی گئی اور انکی روحوں کو بھی جنکے سر یوسع کی گواہی دیتے اور خدا کے کلام کے سبب سے کاٹ لے گئے تھے اور جنہوں نے نہ اس حیوان کی پرستش کی تھی نہ اسکے بُت کی اور نہ اس کی چھاپ اپنے ماتھے اور ہاتھوں پر لی تھی۔ وہ زندہ ہو کر ہزار برس تک مسیح کے ساتھ بادشاہی کرتے رہے۔“ (مکافہ ۲۰:۲۰)

میں کئی بار اس آیت کی گہرائی میں اُترتا ہوں۔ ہائل کہتی ہے کہ آخرین دنوں میں سر قلم کر کے شہید کیا جائے گا جو خاص طور پر اُن کا بنیادی طریقہ ہو گا۔ وہ اُن کو یوسع کی گواہی اور کلام خدا کی وجہ سے قتل کریں گے۔ یہ تصور کرنے کی کوشش کرنا بہت عجیب بات ہے۔ کیا ہائل کہہ رہی ہے کہ یہ عالمی قیامت ہر بُتی میں برپا ہو گی؟ ہائل کیا نیجہ اغذہ کرتی ہے کہ سر قلم کرتے ہوئے مسیحیوں کا قتل عام کے طور پر کیا ہو گا؟ جیسا کہ میں نے آخر وقت کی نویعت کو دکھانے کی کوشش کی کہ وہ دن کیسے ہوئے گے۔ میں اکثر اس آیت کے بارے میں سوچتا تھا۔ کچھ مزید حوالہ جات کی ہی با لکل اس سے ملتے ہیں۔ وہ بھی مستقبل کی ایذا رسانی اور یوسع مسیح پر اپنے ایمان کے لئے مسیحی ظلم و ستم کے عالمی رجحان بتاتے ہیں:

”اُس وقت لوگ ٹم کو ایذا دینے کے لئے پکڑ دائیں گے اور مکو قتل کریں گے اور میرے نام کی خاطر سب قومیں ٹم سے عداوت رکھیں گے۔“
(متی ۹:۲۷)

یہاں یوسع اپنے شاگردوں کو آگاہ کرتا ہے کہ وہ اُس کی شناخت کے سب سے ایذا اٹھا کیں گے اور قتل کرنے جائیں گے۔ لیکن پھر اس پیش گوئی پر ایک پیغمبرانہ توسع بھی ہے۔ یوسع مسیح کہتا ہے کہ ”میرے نام کی خاطر سب قومیں ٹم سے عداوت رکھیں گے۔“ یوسع خاص طور پر مسیحیوں کے خلاف آہنہ ظلم و ستم کی ایک ہمہ گیر غصہ کی پیش گوئی کرتا ہے۔ اگلی آیت ہمیں مزید بصیرت فراہم کرتی ہے:

”میں نے یہ باتیں ٹم سے اس لئے کہیں کہم ٹھوکرنے کھاؤ۔ لوگ تملک عبادت کا نوں سے خارج کر دیں گے بلکہ وہ وقت آتا ہے کہ جو کوئی تملک قتل کریا وہ گمان کریگا کہ میں خدا کی خدمت کرتا ہوں۔ اور وہ اس لئے یہ کریں گے کہ انہوں نے نہ باپ کو جانا نہ مجھے۔ لیکن میں نے یہ باتیں اس لئے ٹم سے کہیں کہ جب انکا وقت آئے تو تملکو یاد آجائے کہ میں نے ٹم سے کہہ دیا تھا اور میں نے شروع میں ٹم سے یہ باتیں اس لئے نہ کہیں کہ میں تمہارے ساتھ تھا۔“
(یوحنا ۱۲:۱-۳)

یوحنا کی انجلی کے اس حوالہ میں یوسع ابتدائی طور پر اپنے شاگردوں کو آخر وقت کے پروری سیاق و سبق کے بارے میں بتا رہا ہے۔ اُس نے شاگردوں کو آگاہ کیا کہ آنے والے

دونوں میں اُس کے شاگردوں کو عبادت خانوں سے باہر نکال دیا جائے گا۔ اس نبوت کا مکمل اظہار ۱۳۲-۱۳۵ عیسوی میں سامنے آیا جسے بار کوکھba Barkokhba کی بغاوت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بار کوکھba Barkokhba کی بغاوت کے دوران گرجا گھر اور عبادت خانے کو علیحدہ کیا گیا۔ بار کوکھba Barkokhba جھوٹا یہودی مسح کے طور پر سامنے یہودی مذہبی قیادت نے اس کی بھرپور حمایت کی تھی جسے ربی آکا کہتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں بار کوکھba Barkokhba یہودی لوگوں کی نظر و میں مستند مسیحی کے طور پر سامنے آیا۔ جب بار کوکھba Barkokhba نے یہودیوں کو روم کے خلاف بغاوت کرنے کی قیادت سنبھالی تو جن یہودیوں نے اس تحریک میں حصہ نہیں لیا تھا انہوں نے اُسے یہودی قوم کا غدار جانا۔ وہ یہودی جو یہوع مسح کے شاگرد تھے اس وقت سے پہلے باقاعدہ عبادت خانوں میں حصہ لیتے تھے انہوں نے بغاوت کی حمایت نہیں کی۔ کیونکہ وہ جھوٹے نبی کو جانتے تھے، جس کے نتیجے میں یہوع مسح کے ان شاگردوں کو عبادت خانوں سے نکال دیا گیا۔ اس طرح یہوع مسح کی پیش گوئی دوسری صدی میں پوری ہوئی۔

لیکن اس آیت کے دوسرے حصے میں یہوع مسح آخر دونوں کی بات کرتا ہے۔ اصل میں وہ کہتا ہے کہ وہ دن آئیں گے جب تمہارا اذیت دینے والا مخفی تمہیں عبادت خانے سے ہی نہیں نکالیا گا بلکہ قتل بھی کریگا۔ لیکن اس آیت کا سب سے دلچسپ اور حیرت زدہ پہلو یہوع مسح کے بیان کا اگلا حصہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔ جو تم قتل کریں گے وہ سوچیں گے کہ اس طرح کرنے سے وہ خدا کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس پوری آیت کا یہ حصہ اہم ہے۔ آج کی دنیا میں کوئی کیسے سوچ سکتا ہے کہ خدا وسرے لوگوں کو قتل کر کے اپنی خدمت کروانا چاہتا ہے؟ یعنی اُن کی سوچ اور ایمان مختلف ہیں۔ یہ ایک جدید مغربی ذہن کے لئے مکمل طور پر ناقابل قبول بات ہے۔ تاہم یہ تاریخ کے لئے ایک یہرومنی تصور نہیں ہے۔ یعنی اسلام اور مسیحیت۔ یک تھوک لک اور پوٹمنٹ۔ اس بات (قتل) کے تصور وار ہیں۔ جو صرف حقیقی دین سے گراہ کرنے والے سمجھے جاتے ہیں۔ جہاد، صلیبی، جنگیں یہ سب خدا کے نام پر قتل و غارت ہے۔ اس قسم کی خوزیری زبانی میں ایک بالکل ضروری جزو کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ خدا ایک طرف ہے جو اس کو کرنے کا حکم دیتا ہے۔ زمین پر اس طرح کے فلسفہ اور ایمانی نظام کا تصور کرنا ناممکن ہے جو ایک ابھے عالمی مذہب کی بجائے اس طرح کا کام کرنے کا حکم دے سکے۔ جبکہ آمرانہ حکومتیں یہ کرنے کے قابل ضرور ہوتے ہیں۔ یہ آیت خاص طور پر کہتی ہے کہ جو لوگ قتل و غارت کرتے ہیں وہ ایمان رکھیں گے کہ اس طرح وہ خدا کی خدمت کر رہے ہیں۔ جو نظام یہ کام کرتا ہے وہ مذہبی نظام ہوگا جو خود کو زمینی مختار کے طور پر کسی نہ کسی شکل میں عالمگیر الہی حکومت دیکھتے ہیں۔ وہ خود کو خدا کی واحد تنظیم اور زمین پر اُنمیت کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ہم ان آیات میں اس بارے میں پڑھتے ہیں صرف انہی قسم کی صورتیں کے اعمال کا احتساب کر سکتے ہیں۔

مختصر اجب ہم ان تینوں آیات کا موازنہ کریں تو ہمیں خاص طور پر آخر وقت کے ظلم و ستم اور شہادت کی ایک واضح تصویر دکھائی دیتی ہے۔ سب سے پہلے یہ ہمہ گیریا عالمی ہو گی۔ دوسری یہ ایک جرأۃ ایمانی نظام ہوگا جو خود کو زمین پر الہی حکومت کے طور پر دیکھے گا۔ سوم سرکم کرنا ان کا بنیادی طریقہ قتل ہوگا۔ پس ہمارے پاس ایک ایسا عالمی مذہب ہے جو خود کو بطور الہی نظام قرار دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نظام خدا کی طرف سے ہے اور جو اسے قبول نہیں کرتا اُس کا سرکم کر دیا جائے گا۔ آج ہم زمین پر موجود مختلف مذہبی نظام دیکھتے ہیں۔ صرف اسلام ہی ان باتوں کو پورا کرتا ہے۔

ذرائع ابلاغ میں سر قلم کرنے کا عمل

۲۰۰۴ء کے آخر میں جب میں یہ کھڑا تھا تو ایک نئی کہانی سُنی کہ عراق، سعودی عرب اور کچھ دوسری مملکتوں میں اسلامی بنیاد پرستوں کی طرف سے ہفت وار غیر ملکیوں اور مسیحیوں کا سر قلم کیا جا رہا تھا۔ اُس وقت ایک بحث چھڑگی کیا یہ اسلامی عمل ہے یا پھر صرف چند انتہا پسند لوگ اسلام کی حقیقی تعلیمات کی اس طرح دھیانہ عمل سے خلاف ورزی کر رہے تھے۔ یہ عوامی بیانات کے درمیان معمول کا بیان تھا جسے مغربی ذرائع ابلاغ امیڈیا نے اٹھایا اور اس کی شدید مذہبیت کی۔ جس میں حقیقی اسلام کے ساتھ یہ ہو رہا تھا۔ زیادہ تر واقعات میں مغربی میڈیا نے پیغام کو نگلا اور بیانات کو دوبارہ شائع کیا۔ لیکن اگر ہم نہ صرف اسلامی روایت اور تاریخ کی جانچ کریں۔ بلکہ وہ احساسات جو سڑک پر چلتے مسلمانوں کے ہوتے ہیں یا امنزنسنیٹ کے پیغام میں یا گروہی باتیں جیت میں، تو حقیقت اس سے مختلف ہو گی۔ اسلامی پیغام تمام امنزنسنیٹ پر چلتا ہے اور اس کے اقدامات کے قانونی اور غیر قانونی جواز پر بحث ہو رہی ہے۔ جب سے یہ سرور قرآن خبریں چلی ہیں۔ سی بی ایمس CBS نیوز میں ۲۷ جون ۲۰۰۴ء میں ایک مضمون شائع ہوا جس کا عنوان ”سعودی عرب کی سر قلم کرنے کی ثقافت“ تھا۔

”انٹرنیٹ اسلامی فورم زیادہ تر بنیاد پرست استعمال کرتے ہیں۔ ان ہفتوں میں سر قلم کرنا اُن کا معروف مضمون رہا ہے۔ اور بہت سے شرکاء اس میں کسی امریکی یا سعودی حکمران خاندان کو قتل کرنے کا آسان ترین طریقہ بتاتے ہیں۔“ (1)

سی بی ایس نیوز نے جعلی کی وہ یہ مانتا ہے کہ زیادہ تر ایسے فارمز کو استعمال کرنے والے بے شک بنیاد پرست ہیں۔ میں نے ایسی بہت سی اسلامی کمپنیوں میں حصہ لیا ہے اس طرح کے گروہوں کے مسلمانوں کو دوست بنایا ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگ امریکہ اور کینڈا میں رہتے ہیں اور کچھ میجیت کو چوڑ کر اسلام کی طرف چلے گئے ہیں۔ جبکہ سی بی ایس نیوز کے مصنف نے اس طرح کی بات چیت کی وحشیانہ نظرت کی وجہ سے فرض کیا کہ یہ تمام افراد بنیاد پرست ہیں۔ ان میں ایسے افراد بھی موجود ہیں جو اپنے ایمان کو بطور مسلمان سنجدی سے لیتے ہیں۔ جیسے میں اپنے مسیکی ایمان کو سنجدی سے لیتا ہوں جب کہ اس مباحثہ گروہوں کے کچھ ممبران حالیہ سر قلم کرنے والے واقعات سے پیزار اور شرمندہ لگتے ہیں۔ زیادہ تر اکثریت اس نظریہ سے متعلق امور پر زیادہ توجہ مرکوز کرتے ہوئے نہیں لگتے ہیں۔ جیسا کہ سر قلم مناسب طریقہ سے ہوا۔ یا انہیں دشمن سمجھا جائے یا مقصوم جماعتیں وغیرہ۔ سام ہامود Sam Hamod، واشنگٹن ڈی سی، میں اسلامی مرکز کے سابق ڈائریکٹر، جب انہیں اس مسئلہ پر ایک مضمون میں لکھنے کا موقع دیا گیا تو واشنگٹن ٹائمز میں بجائے اس موقع پر اس کی مذمت کرتے بلکہ کہا کہ عراق اور دیگر علاقوں میں جو سر قلم کئے جا رہے ہیں اس کا طریقہ کار غلط ہے:

”تم احمدتوں کی طرح ٹوی پر نہیں کر سکتے۔ درست طریقہ یہ ہے کہ اس شخص کا گلا کا ٹونہ کہ سر قلم کرو۔“ (2)

اسلام میں سر قلم کرنے کا عمل : محمد کی مثال

اسلام میں سر قلم کرنے کا رجحان کسی بھی طرح سے نیا نہیں ہے۔ پورے مغرب کے لوگ اس حالیہ عراق اور جہاں کہیں بھی یہ عمل بنیاد پرست مسلمانوں سے نفرت کی وجہ سے بہت سے اعتدال پسند مسلمان اور مسلمان علماء بار بار یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ اسلام کا منظور شدہ طرز عمل نہیں ہے۔ یہ اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔ یہ دعویٰ مغربی دنیا کے سامنے اپنے کردار کو بہتر بنانے کے لئے کئے گئے۔ بد قدمتی سے، یہ دعویٰ یا تو اسلامی تاریخ کی علمی سے بنائے گئے ہیں یا پھر سوچے سمجھے دھوکے کے تحت بنائے گئے ہیں۔ بے شک سر قلم کرنے کا عمل جیسا کہ ہم اس کو دیکھیں گے۔ کہ یہ اسلام کی میراث ہے۔ قرآن میں دشمنوں کو قتل کرنے کا خاص طور پر یہی طریقہ رہا ہے اور یہ محمد اور اُس کے پیروکاروں کا بھی پسندیدہ طرز عمل تھا۔

جب محمد نے اپنی زندگی میں تشدی اور جارحیت کا آغاز کیا تو اُس کے پاس مسلمان جگجوں کی تعداد بہت کم تھی۔ مکہ اور مدینہ محمد کے پسندیدہ اہداف بن گئے۔ پونکہ مکہ کے باشندے اپنی زندگی کا انصار ان کا روان پر کرتے تھے۔ وہ محمد اور اُس کے ماتھیوں کے حملوں سے بہت زیادہ تنگ آپکے تھے۔ بالآخر قریش کے قبیلے سے کچھ آدمی مکہ میں محمد اور اسکے آدمیوں پر حملہ کرنے آئے۔ یہ جنگ غزوہ بدرا کے نام سے مشہور ہے۔ محمد اور اس کی تجربہ کا رفوج نے قریش پر ایک جیران کن فتح حاصل کی۔ اس جنگ میں جو لوگ مارے گئے ان میں سے ایک آبا حاکم تھا:

”آبا حاکم بہت بُری طرح رُختی ہوا تھا لیکن اسی تک زندہ تھا جب عبداللہ محمد کا نوکر بھاگا اور اپنا پاؤں آبا حاکم کی گردن پر رکھ دیا، پھر اُس کی داڑھی پکڑ کر اُس کی توپیں کرنے لگا۔ جسے لوگ اُسے ”حکمت کا باب“ کہتے تھے۔ عبداللہ نے اُس کا سر کاٹا اور اپنے آقا محمد کو دیا۔ محمد نے حسد کرتے ہوئے کہا، اللہ کے دشمن کا سر، اللہ! اُسکے علاوہ کوئی اور خدا نہیں! عبداللہ نے جواب دیا، ”جی ہاں اُس کے علاوہ کوئی نہیں، جیسے ہی کاٹا ہوا سر اُس نے محمد کے قدموں میں رکھا۔ تو محمد خوشی سے چلا اٹھا، اس سے زیادہ قابل قبول کچھ نہیں بیہاں تک کہ پورے عرب کا بہترین اونٹ بھی نہیں۔“ (3)

افسوں کی بات ہے کہ محمد اور اُسکے پیروکاروں کے لئے خون کی پیاس بیہاں سے شروع ہوئی۔ ۶۲ء میں محمد نے خود بڑے پیانے پر سر قلم کرنے کی رہنمائی فرمائی۔ محمد اور اُس کے لشکر نے قریش کے ایک گاؤں کا محاصرہ کیا۔ پچھیں دونوں بعد، گاؤں والوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اُن کو محمد سے امید تھی کہ وہ اُن کو معاف کر دیگا۔ لیکن محمد نے سپاہیوں سے

خندق کھوئے کوہا اور ۶۰۰ سے ۹۶۰ آدمیوں کو اس میں اُتارنے کو لگایا۔ محمدؐ کے سپاہیوں کے باہم ان سب کے سر قلم کئے گئے اور ان قندقوں کو قبروں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اب اسحاقؐ کی سیرت رسولؐ کی پہلی اور محمدؐ کی سوانح عمری میں پہچانک واقعہ پڑھتے ہیں:

بظاہر، اس عظیم خون ریزی کے بعد محمد میں کچھ نہ کچھ بیداری تھی۔ وہ ۶۰۰ سے ۹۰۰ قریش کے آدمی جن کے سر قلم کئے گئے ناکافی نہیں تھے۔ اس حادثہ کے فوراً بعد محمد نے ۴۰۰ یہودیوں کا سر قلم کیا۔ محمد کے پاس دو قلم کے آدمیوں کے گروہ تھے۔ یعنی بنو الخزرج اور بنو اوس۔ بنو الخزرج ۳۰۰ یہودیوں کے سر قلم کرنے کے انچارج تھے۔ لیکن بنو اوس ایک طرف کھڑے ہوئے تھے۔ جب محمد نے دیکھا کہ بنو الخزرج تمام آدمیوں کا سر قلم میں مسرت محسوس کر رہے ہیں جبکہ بنو اوس خاموشی سے ایک طرف کھڑے ہیں تو محمد نے حکم دیا کہ آخری بارہ کا سر بنو اوس کو کامائے دو:

"ابوعبیدہ نے ابو عامر کے اختیار پر مجھے بتایا، جب رسول اللہ کی جگ قریظہ کے بیٹوں کے ساتھ ہوئی۔ تو وہ یہودیوں سے چار سو آدمیوں کو قید کر لائے۔ جو اُس کے اتحادی اور خزرانج کے خلاف تھے اور ان کو حکم ملا کہ ان کے سر قلم کر دیئے جائیں۔ اس طرح خزرانج نے بڑی تسلی سے ان کے سر قلم کرنے شروع کئے۔ رسول اللہ کو بنو خزرانج کے چہروں پر خوش دکھائی دی لیکن اُس کے چہروں پر ایسے اثرات نہیں تھے۔ جب اُس نے دیکھا کہ صرف بارہ آدمی رہ گئے ہیں تو اُس نے ان کو اُس کو دیا۔ اور ہر دو اُس کو ایک یہودی سر کا ٹنے کے لئے دیا اور کہا، "اور یہ کہوا اور حملہ کرو اور یہ اور کہوا اور اسے ختم کر دو۔" (5)

اس کے بعد بھی محمد کی سر پرستی میں سر قلم کرنے کی ایک اور ہم جوئی ہوئی جب وہ دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوا تو اپنے سپاہیوں سے کہا اور پوچھا، ”تم قریش کے سپاہیوں کو دو کھتے ہو؟ جاؤ اور ان کو قتل کرو“، مارک اے گیر ایں! ان لفظوں کا مطلب بتاتا ہے جو محمد نے عربی میں قتل کے لئے استعمال کئے:

”ذبح کے لئے جو عربی کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ اس طرح ہے جیسے کسان درانتی سے فصلوں کو کھاتا ہے۔ دوسرا لفظوں میں، محمد ان کو کہہ رہا تھا کہ ان کے سر ان کے جنم سے ایسے کاٹو جیسے تم درخت کی شاخ سے پھل کاٹو گے۔“ (6)

چنانچہ یہ جگہ ہے جہاں سے اس کا آغاز ہوا۔ یعنی محمدؐ کے ساتھ۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ اس کا اختتام کہاں ہوگا۔ یاد رکھیں جو کچھؐ محمدؐ کہے یا کرے وہ قرآنؐ کی روح سے مستند مانا جاتا ہے۔ محمدؐ کے افعال جزو زندگی کے لئے مثالی بتائے جاتے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کے لئے اللہؐ کی طرف سے ہے:

”اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار رہو۔“ (سورہ ۳۱: ۳) شاکر

”لے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہترے۔ اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہوا وراللہ کو بہت باد کرے۔“ (سورہ ۲۱:۳۳)

اس بیوڈی گاؤں کے آدمیوں کو اس طرح تلقین کرنے سے محمد نے تمام وفادار مسلمانوں کے لئے ایک بہتر بن مثال قائم کر دی ہے۔ جسے اللہ نے مُفر رکیا۔

محمد کے پیروکاروں کے درمیان سرقلم کرنے کا عمل

ابو بکر محمد کا ایک بہت اچھا دوست تھا اور محمد کا جائشیں، محمد کے انتقال کے بعد وہ پہلا خلیفہ مقرر ہوا۔ ابو بکر کا جرثی خالد بن ابو لید المعزومی تھا۔ حس نے محمد کی زیر قیادت بھی جنگ لڑی۔ محمد کی زیر قیادت اُس نے اتنی اچھی جنگ لڑی کرائے ”اللہ کی تلوار“ کا لقب دیا گیا۔

۲۳۲-۲۳۳ عیسوی میں ابو بکر کے حکم (دعوتِ اسلام) کو خالد بن ابو لید کے ذریعے عربوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ ”دعوت نامہ“ صرف جنگ کی دھمکی تھی۔ اُن کے خلاف جو اسلام کے اصول کو نہیں مانیں گے۔ اصل دعوت نامہ اس طرح سے لکھا ہوا تھا:

”اللہ کے نام سے جو حیم اور مہربان ہے، خالد بن ابو لید سے فارس کے گورنر زکی طرف۔ اسلام کو قبول کروتا کشم نجح جاؤ۔ اگر نہیں تو مجھ سے ایک عہد باندھو اور جزیہ کی ادائیگی کرو۔ ورنہ میں تمہیں ایسے لوگوں کے پاس لے جاؤ گا جو موت کو پیار کرتے ہیں بالکل ایسے جیسے تم شراب کو کرتے ہو۔“ (7)

اس دعوت نامہ کے بعد بہتروں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا۔ ان میں دریائے فرات کے ایلیے کے فارس اور مسیحیوں کا گروہ شامل تھا۔ ۲۳۳ء میں خالد بن ولید نے اُن پر حملہ کیا۔ جنگ شدت اختیار کرچکی تھی اور خالد نے اللہ کے حضور یہ عہد کیا کہ اگر وہ اُن کو شکست دے گیا تو وہ اُن کے خون سے گاؤں کے چاروں طرف نیاں بہا دے گا۔ اُس نے حکم دیا کہ وہ جن کو شکست ہوئی ہے اُن کو زندہ رہاں لے آؤ۔ بہت سے اسیر تھے جن کا سرقلم کرنے پر ڈیڑھدن لگ گیا۔ تاہم خون جمنے لگا اور خالد کے دستوں کو حکم ملا کہ اس نہر میں پانی چھوڑ دیا جائے تاکہ مقتول کے خون سے یہ سُرخ ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ خالد کی قسم ادھوری رہ جائے۔ ابو جعفر ابن جریر التباری، ابتدائی اسلامی تاریخ دان اور ماہر الہیات اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں:

”خالد نے کہا، ”اے اللہ! اگر تو اُن کو ہمارے زیر کرتا ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ اُن میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ میں اُن پر غالب آ کر اُن کی ندی کو اُن کے خون سے بھر دوں گا۔ پھر اللہ نے اُن کو شکست دی اور اُن کے پردیکیا۔ تب خالد نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔ ان کو گرفتار کرو جو مسلسل مزاحمت کرے اُنکے علاوہ کسی کو قتل نہ کرنا۔ وہ اُن قیدیوں کو دھکیل کر دوسرا جگہ لائے۔ خالد بعض لوگوں کو تفصیل بتاچا تھا کہ اُن کے سرقلم کرنے کے نہر میں ڈال دو۔ وہ ایک دن اور ایک رات اُن کے ساتھ ایسا کرتے رہے۔ وہ اُنکے دن اور اُس سے اگلے دن تک اُن کا پیچھا کرتے رہے جب تک کہ وہ نہ اُن میں نہیں پہنچ گئے۔ جہاں سے ہر سمت میں اپنے فاصلہ برابر ہے اور خالد نے اُن کے سرقلم کر دیئے۔“ (8)

خالد کے آدمیوں میں سے کچھ نے کہا کہ اگر تو مارے ساری دنیا کے لوگوں کا بھی خون بہہ دے تو یہ ندی کی طرح نہیں بہے گا۔۔۔ اس لئے ان پر پانی بھیج تاکہ تیری قسم پوری ہو۔ خالد نے نہر کا پانی روک رکھا تھا۔ تب خالد نے وہ نہر کھول دی اور اس کا پانی تمام خون بہے لے گئی۔ اسی وجہ سے آج کے دن بھی اسی نہر کو ”خون کی نہر“ کہا جاتا ہے۔“ (9)

عامر طاہری، ایک ایرانی نژاد صحافی نیویارک پوسٹ ۱۶، مئی ۲۰۰۷ء میں اپنے ایک مضمون ”سرقلم کرنا“ میں اسلامی تاریخ کے بہت سے واقعات سرقلم بند کرتے ہیں جن کا تعلق سرقلم کرنے سے ہے:

”۲۸۰ء میں محمد کے پسندیدہ پوتے، حسین بن علی کا سرغلیفہ یزید کے فوجیوں نے کربلا میں قلم کیا۔ جو سلطی عراق میں ہے۔ یہ سرسرور کی پلیٹ پر رکھ کر مدش بھیجا گیا۔ جو یزید کا دار الحکومت تھا۔ اس سے پہلے کہ یہ سرقدیق کے لئے مصر کے گورنر کے پاس تاہرہ میں بھیجا جاتا۔ غلیفہ کے سپاہیوں نے حسین کے تمام ۱۷ آدمی اور ایک سال کے پچھے کا سرقلم کر دیا۔“ (10)

لہذا یہ نمونہ محمد کی طرف سے قائم کیا گیا اور اس نے آ کر دوبارہ اسی کے خاندان کو پہنچوا۔ بالآخر اسلام کی تاریخ ان کہانیوں سے بھری پڑی ہے۔ جہاد کی میراث کے ایڈیٹر اینڈریو

بُو شُن پندرھویں صدی کا واقعہ بتاتے ہیں:

”مغلیہ سلطنت کے بانی بابر، جسے جدید تاریخ میں مسلم روداری کی ایک عظیم مثال مانا جاتا ہے۔ جس نے ”باہر نامہ“ میں جہاد کی مہم کے کافر قیدیوں کے بارے میں اس طرح لکھا: جو لوگ زندہ لائے گئے ان کا حکم دیا گیا۔ جس کے بعد کمپ میں ایک کھوپڑیوں کا ناول بنایا گیا۔“ (11)

تحوڑا سا آگے مزید جدید دور میں چلتے ہیں، طاہری اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

”۱۸۳۲ء میں انغافی مسلمانوں نے براطانوی گیر بین کو کامل میں آگھیرا اور ۲۰۰۰ سے زیادہ مردوں، عورتوں اور بچوں کا سر قلم کیا۔ پھر ان سروں کو بازار میں شہر کے ارد گرد سمجھا گیا۔“ (12)

یہ مشق ۱۹۸۰ کے دوران بھی جاری رہی، افغانستان میں، جہاں ایک اندازے کے مطابق ۳۰۰۰ سوویت فوجیوں کے سر انغافی مجاہدین نے قلم کئے۔ سر قلم کرنے کا عمل ایرانی انقلاب میں بھی عام تھا:

”۱۹۹۲ء میں ملاوی نے ایک ماہر کو پیرس کے مضافاتی علاقوں میں بھیجا تاکہ وہ شاپنگ میٹر Shapen Bakhtiar کا سر قلم کرے جو شام کا آخری وزیرِ اعظم تھا۔ جب یہ پہلی تو اسلامی جمہوریہ کے صدر ہاشم رفنجانی نے ایران کے صدر نے سر عالم اللہ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے اجازت دی کہ اس سانپ کا سر قلم کیا جائے۔“ (13)

طاہری ایک ماہر سر قلم مولی نانین کا حوالہ دیتا ہے جو الجزاائری تھا جسے ایک اسلامی گروپ GIA کی طرف سے خاص طور پر سر قلم کرنے کے لئے بھرتی کیا گیا تھا:

”۱۹۹۶ء بن طبع میں، دارالحکومت الجزاائری کے مضافاتی علاقہ، مولی نے ۸۲ لوگوں کا سر صرف ایک رات میں قلم کیا جس میں درجنوں بچے شامل تھے۔ اُس کی پاکیزگی کی مثالی عمل کا اعتراف کرتے ہوئے GIA نے اُس کو حج کرنے کے لئے مکہ بھیجا۔ ایک اندازے کے مطابق آخری بار مولی الجزاائر میں کہیں آزاد پایا گیا۔“ (14)

طاہری اسی طرح پاکستان سے متعلق صورت حال بتاتا ہے:

”شیعہ اور سُنی گروہوں کے درمیان، ایک دوسرے کے سرگرم کارکنوں کے سر قلم کرنے اور بطور تخفہ بھیجناعادت بن چکی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ۱۹۹۰ء میں ۳۰۰ سے زیادہ افراد کے سر قلم کرنے کے بعد تھج دیئے گئے۔“ (15)

آج کل ہم یہ سر قلم کا عمل انڈونیشیا کے جزیرے بورنیو میں دیکھتے ہیں جہاں مسلمان مسیحیوں کی اکثریت کو بھگانے کے لئے یہ طریقہ استعمال کر رہے ہیں۔ تقریباً مسیحیوں کی نصف آبادی وہاں سے بھاگ پکھے ہیں۔

ان تمام اڑائی مثالوں کے علاوہ سعودی عرب میں مساجد کے باہر، ہفتہوار سر قلم کرنے کا حکومتی منظور شدہ عمل جاری رہتا ہے:

”گذشتب سال سعودی حکومت نے آمدیوں اور ایک عورت کا سر قلم کیا جو حصہ پرستی، مسلح دیکھنی اور نشیات اسمگنگ جیسے لئے تھے ملکیں واقعات شامل تھے۔ ایک ملزم کو ہاتھ باندھ کر صحن میں لا لایا جاتا ہے۔ پھر ایک سپاہی کے سامنے اسے سجدہ کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے جو ایک بڑی تلوار لئے اُسے گھماتا ہے اور اللہ اکبر کہہ کر سر قلم کرتا ہے۔ جس کا عربی میں مطلب ”اللہ عظیم“ ہے۔“ (16)

یقہرہ اللہ اکبر، نولس برگ جو ایک یہودی امریکی تھا اور کم سن ال کوریائی مترجم اور ایونچیک مسیحی کے قتل پر بھی کہا گیا۔ گمن کا خواب تھا کہ وہ مسلمانوں کے لئے ایک مشتری بنے اور بے شک وہ اُس کے خاتمہ کے ساتھ ہی پورا ہوا۔۔۔۔۔۔ جب کہ یہ واضح ہے جو اسلامی تاریخ سیکھاتی ہے۔ ہمیں یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس موضوع پر صحائف اور علماء کیا کہتے ہیں۔

ایک غیر مسلم کی جان کی قدر

جب کبھی کوئی مسلم انتہا پسند اسلام کے نام پر یہ ہولناک عمل جاری رکھتا ہے۔ بہت سے مسلمان جن کو میں جانتا ہوں وہ بہت جلد کہتے ہیں ”یہ اسلام نہیں ہے“، کچھ لوگوں کے روئے سے اسلام کو نہیں جانا جاسکتا۔ بلکہ اسے پڑھنے اور سیکھنے کی ضرورت ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے: اسلام غیر مسلمانوں کے قتل کے بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے؟ پہلی بات جسے بتانے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی شریعت کے مطابق مسلمانوں کو غیر مسلمانوں کو تمام عالمی مقاصد کے لئے قتل کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ قصاص کے قانون پر ہوتی ہے۔ قصاص نیادی طور پر مشارکت کی شریعت ہے۔ یعنی اسلامی نقطہ نظر سے ”آنکھ کے بد لے آنکھ“ مثال کے طور پر قصاص کہتی ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا قتل کرتا ہے تو قاتل کو بھی اسی طرح قتل کیا جانا چاہیے۔ اگرچہ حیرت انگیز طور پر یہ قانون اُس مسلمان پر لا گنہیں ہوتا جو کسی غیر مسلمان کا قتل کرے۔ یہ تعلیم صحیح بخاری کی حدیث میں پائی جاتی ہے:

”روایت ہے کہ میں نے علی سے پوچھا، اس کا نفڈ کے پرچہ پر کیا لکھا ہوا ہے؟ علی نے جواب دیا، یہ دیت سے متعلق ہے (یعنی مقتول کے رشتہ داروں کو خون کی رقم کی ادائیگی) اسیروں کو دشمنوں کے ہاتھوں سے چھڑانے کا تاو ان اور قصاص میں کوئی مسلمان مارنا جائے اگر وہ کسی غیر مسلم کو قتل کرے۔“ (17)

بعض صور تھاں میں دوسری سزا کیں یعنی قید اور جرم ان بھی قاتل پر ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ایسے معاشرے میں جو غیر مسلمانوں کی قدر نہیں کرتا جتنی کہ مسلمانوں کی اکثریت غیر مسلمانوں کے قتل کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اگر آپ ان وہب سائیٹ پر جائیں میں تو آپ اس طرح کی بے شمار ہائیاں پڑھ سکتے ہیں جس میں مسیحیوں کے ساتھ زیادتی ہوئی اور بغیر کسی قانونی کارروائی کے قاتل کو رہا کر دیا گیا: www.barnabasfund.org, www.persecution.org, www.barnabasfund.org مدرج ذیل بیان ذہنیت کی بہترین مثال ہے جو اکثر مجھے مشرق و سطحی کے مسلمانوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے تھی ہے۔ یہ بیان مجھے انہنزیٹ پر میں العقاد بات چیت گروپ میں ملا اس میں غیر مسلمانوں کو قتل کرنے کے روئے پر غور کریں:

”شروع سے ہی کافر (غیر ایماندار مسیحی ایہودی) مسلمان ممالک میں مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔۔۔ جبکہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ بالکل اسی طرح جیسے اسرائیلی فلسطین کے مسلمانوں پر حملہ کرتے ہیں وہ زمین کی خاطر ایسا کرتے ہیں اور وہ ایسا کرتے ہیں کیونکہ وہ عربوں اور مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے لئے ان کا دفاع کرتے ہیں۔ ہم اسلام کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ کا صرف ایک اور واحد کلام۔ وہ اس کا انکار کرتے ہیں اس لئے ہمیں ان کو قتل کرنے کی اجازت دی گئی۔ کسی کافر (یہودی۔ مسیحی) کو قتل کرنا حرام نہیں ہے۔ بے شک ہم ان کے ساتھ پُر امن رہتے ہیں اور انشاء اللہ اُن کو اپنے خوبصورت مذہب کے بارے میں سکھاتے ہیں۔“ (18)

مندرجہ بالا بیان میں آپ نے مسلمانوں کے دو غلے پن کو دیکھا۔ یہ وہ خوبصورت مذہب ہے جو اسے قبول نہیں کرتا یا اسے قتل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

کافروں کا قتل اور قرآن

وہ آیت جو اکثر اسلامی مذہب کی تشدد اور مفطرت کا مظاہرہ کرتی ہے اسے اسلام میں اور اسلام سے باہر ”تواری آیت“ کے نام سے جانا جاتا ہے:

”پھر جب رُمٰت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں (یہودی و مسیحی) کو قتل کرو جہاں پاہ اور انہیں پکڑو اور قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔
پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ بِئَنَّكَ اللَّهَ يَعْلَمُ بِخَيْرِ الْمُرْءَانَ ہے۔“ (سورہ ۹: ۵)

جتنی مرتبہ بھی اس حوالہ کو بیان کیا جائے تو ایک مسلمان جواب دیتا ہے کہ آج کے دور میں اس آیت کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جبکہ میں اس آیت پر یقین کرنا پسند کروں گا۔ اصل سوال یہ ہے پوچھنے کی ضرورت ہے: اسلام کے علماء اور اساتذہ اس آیت کی وضاحت و تشریح کیسے کرتے ہیں؟ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس کا اطلاق آج بھی ہوتا ہے؟ جدید اور کلاسیک مسلم علماء اس بات پر اتفاق کرتے ہیں۔ یہ تصور یاد رکھیں کہ تمام مسلمانوں کی رگوں میں قرآن اور سنت سراجیت کرچکے ہیں۔ آٹھویں صدی کے ممتاز اسکالارین کی تھیر Ibn Kathir اسے ہم اس آیت کی حقیقی تفسیر جانتے ہیں۔ وہ اپنے بیان کی حمایت کے لئے کئی نامور اہتمانی حدیث کے علماء کے ناموں سے آغاز کرتا ہے۔ مجاہد، عمر بن شعیب، محمد بن اسحاق، قتادہ، اسوری، اور عبد الرحمن، پھر وہ اس آیت کی وضاحت کرتا ہے:

”چار ماہ تک ملک بھر میں آزادانہ سفر کر، پھر اللہ نے کہا، ”جب حرمت والے ملک رجائیں مطلب چار ماہ کے اختتام پر (جن کے درمیان اللہ نے تمہیں مشرکوں سے لڑنے کو منع کیا ہے۔) مسلمانوں کو مشرکوں کے ساتھ لڑنے اور قتل کرنے کے لئے کہا گیا۔ جہاں کہیں وہ تمہیں ملیں یعنی زمین پر عام طور پر۔۔۔ اللہ یہاں کہتا ہے، کچھ کو قتل کرو اور کچھ کو قید کرو۔ ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ یعنی اس وقت تک انتشارہ کرو جب تک کہ وہ تمہیں مل نہ جائیں بلکہ ان کو ان کے علاقوں اور قلعوں میں تلاش کرو اور حصارہ کرو۔ ان کی بابت معلومات اکھٹی کرو۔ مختلف لڑکوں اور گزرگا ہوں سے۔ تا کہ جو ان کو وسیع لگاتا ہے نگ لگے۔ اس طرح ان کے پاس کوئی اختیار نہیں رہے گا سواء قبول اسلام یا قتل کے۔ حضرت ابو بکر (محمد کے دوست اور پہلا خلیفہ) اس آیت کو اور دیگر آیات کو استعمال کیا بطور ثبوت جو صدقہ لیکس دینے سے انکار کرتے تھے۔ یہ آیت لوگوں کو اجازت دیتی ہے کہ وہ اس وقت تک جنگ لڑیں جب تک کہ لوگ اسلام قبول نہیں کر لیتے۔ اور اس کے احکام اور ذمہ دار یوں کا فائز نہیں کر دیتے۔“ (19)

یہ وضاحت مباحثہ کے لئے کوئی بلکہ نہیں چھوڑتی۔ ان کی تھیر نے یہ واضح طور پر بتا دیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو غیر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت یا حکم ملا ہے۔ ان کو یہاں تک کہا گیا ہے کہ ان کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے اور ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرو ورنہ قتل کرو۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان کی تھیر انہا پسند مسلمان نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کا سب سے زیادہ کلاسیک اسکالر زمین سے ایک ہے۔ قرآن میں ایک دوسری آیت بھی ہے جس میں سفرم کرنے کا ذکر ملتا ہے اور اس کا ہماری بحث پر اطلاق ہوتا ہے:

”توجب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو گرد نیں مارنا۔“ (سورہ ۳۷: ۳)

اہن کی تھیر اس آیت کے مقصد کی وضاحت کرتا ہے:

”مسلمانوں کی رہنمائی کرتا ہے کہ ان کو مشرکوں کے خلاف اپنی جنگ میں کیا کرنا چاہیے۔ اللہ کہتا ہے۔ پس جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو گرد نیں مارنا۔ جس کا مطلب ہے کہ جب تم ان کے خلاف لڑو تو اپنی تواروں کے ساتھ ان کو مکمل طور پر کاٹ دو۔ جب تک ان کو شکست نہیں دے لیتے۔ مطلب تمہیں ان کو ہلاک و تباہ کرنا ہے۔ یہ جنگ قید یوں کا حوالہ دیا جا رہا ہے جسے تم نے قید کیا ہوا ہے۔“ (20)

پس جب ہم ان آیات کو دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو اُن کا جو غیر مسلم اور جو اُن کے خلاف جنگ لڑتے ہیں سر قلم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ شیخ عمر الکبری جو برطانیہ میں اسلامی شریعت کے نج اور اسلامی ولڈ لیگ کے سیکریٹری جزل اور انٹرنسیشنل اسلامی فرنٹ کے ترجمان ہیں۔ وہ ایک قدِ مختلف رائے رکھتے ہیں:

”Verdict“ فیصلہ کیا ہے؟ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ لڑتے ہیں اور زمین پر فساد اغیزی کرتے ہیں۔ میں اُن کی صرف یہ سزا ہے کہ اُن کو قتل یا مصلوب کیا جائے۔ اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں۔ اور اُن کو قید کرنا چاہیے۔ اس طرح وہ اس دنیا میں ذلت اٹھا کیں گے۔ اور اُن کو آخرت میں بھی دردناک عذاب سہنا ہو گا۔“ (21)

ان اسلامی متن کے نمونوں اور اسی طرح اسلامی علماء، ترجمان اور عام مسلمانوں کی آراء جانچنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف اسلام غیر مسلمانوں کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے بلکہ ایک ایسی ثقافت کو پروان چڑھاتا ہے جہاں غیر مسلمانوں کو قتل کرنا قابل فخر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اس بحث کو ختم کریں، ایک بہت ہی خاص روایت ہے جو یقیناً امام مہدی جیسے شخص کو حقیقت بنانے میں اہم کردار ادا کرے گی۔

خلیفہ کے اختیار پر جھگڑا کرنا موت ہے

اسلام میں ایک خلیفہ کا قائدانہ کردار ایک بہت ہی طاقتور تصور ہے۔ خلیفہ کو محمد کا جانشین اور مسلمانوں کا رہنمایا ناجاتا ہے۔ وہ ایک معنی میں مسلم دنیا کا پوپ ہوتا ہے۔ آخری خلیفہ حسینی اور شیعہ دونوں تسلیم کرتے ہیں وہ حضرت علی تھا۔ محمد کا پیارا دہنائی اور داماد۔ علی کا انتقال ۲۶۱ عی میں ہوا۔ تب سے بہت سے دیگر خلفاء کے دفتر کھلے لیکن انہیں پہلے چار خلفائے راشدین جیسی عالیٰ بالادتی نہیں ملی۔ تمام دنیا کے مسلمان اتحاد اور قیادت کے لئے خلافت کی بجائی کے منتظر ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں امام مہدی اس کردار کو پورا کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ شیخ بخاری کی ایک حدیث سے ہم پڑھتے ہیں کہ اُن کے لئے سزا ہے جو خلیفہ کے اختیار کے لئے جھگڑا کرتے ہیں:

”جو کوئی جہنم کی آگ سے بچنا چاہتا ہے اُسے اللہ اور آخرت پر ایمان کے ساتھ رہنا چاہیے۔۔۔۔۔ وہ خلیفہ کے لیے بیعت کا علف اٹھائے اور اُس کے ہاتھ اور دل پر خلوص نیت سے بیعت لے (یعنی ظاہر و باطن دونوں اُس کے حوالے کر دے) اُسے اُس کی صلاحیت کی سب سے بہترین اطاعت کرنی چاہیے اور اگر ایک شخص خلیفہ کے اختیار پر جھگڑا کرتا ہے تو نہیں (مسلمان) اس کا سر قلم کرنا چاہیے۔“ (22)

سعودی عرب کی حکومت بھی اسی طرح کی رائے رکھتی ہے۔ سعودی عرب کے اسلامی امور کے مکمل کی سرکاری و بب سائیٹ پر ہم اسی طرح کا بیان پاتے ہیں:

”حضور اکرم نے فرمایا یہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ خلیفہ کے اختیار کو سُنے اور اُس کی پیروی کرے۔ چاہے اُسے پسند ہو یا نہیں ہو۔ اور جو اُس (امام) کے ہاتھ اور دل پر پہلے سے ہی بیعت لے چکا ہے جہاں تک ہو سکے اُسے اطاعت کرنی چاہیے۔ اور اگر کوئی اسکی مخالفت کرتا یا اُسکے اختیار میں جھگڑا کرتا ہے تو اُس مخالف کا سر قلم کرنا چاہیے۔“ (23)

اسلامی شریعت کے مطابق جو کوئی خلافت کے جانشین کے حکمیت کی مخالفت کرے اُسے قتل کرنا چاہیے۔

خلاصہ اور نتیجہ

آئیے اُن نکات کا جائزہ لیں جو ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ سب سے پہلے ہم باہل مقدس سے دیکھ چکے ہیں کہ آخرین دونوں میں مسیحیوں کو اُن کی ایمان کی وجہ سے ستایا اور قتل کیا جائے گا۔ باہل میں شہادت کا جو خاص طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ مسیحیوں کا سر قلم کرنا ہے۔ جیسا کہ ہم یہ بہت اچھے طریقے سے واضح کر چکے ہیں کہ سر قلم کرنے کی روایت اسلامی تاریخ

کی ناقابل تردید روایت ہے۔ خود اسلام اس حقیقت کی بہترین دستاویز ہے کہ محمد اور اُس کے بعد اُس کے جانشین اسلام دشمن عناصر کو ختم کرنے کے لئے یہ طریقہ استعمال کرتے تھے۔ اور یہی طریقہ عمل اسلام کے بعض حلقوں میں آج بھی جاری ہے۔ دراصل قرآن خود مشرکین اور جنگی قیدیوں کی گرد نیں مارنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ہم عراق اور دیگر ممالک میں سرکلم کرنے کی حالیہ مثالوں سے واقف ہیں۔ اُن کے لئے بھی صوت کی سزا ہے جو خلیفہ کے اختیار کو مانے سے انکار کرتے ہیں۔ دراصل یہ فرض کرنا منصفانہ ہے کہ اسلامی آخرت میں اگر خلیفہ خاص طور پر امام مہدی سامنے آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تمام مسیحی، یہودی اور اسرائیلی اور جو ان کی مدد کرتے ہیں سب اسلام کے دشمن ہیں تو یہ تمام تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے جنگ کریں۔ اور ان تمام کی گرد نیں ماریں۔ اور اسی طرح جو خلیفہ کی انتہائی کی خلاف جھگڑا کرتے ہیں اُن کا بھی یہی حال کیا جائے۔ ایک مرتبہ پھر اسلام نے اپنے طرزِ عمل اور تعلیمات سے یہ پورا کیا کہ اسلامی طاقتیں دنیا بھر کی طاقت اور اختیار حاصل کر لیں گی جیسا کہ باقی میں آخر دنوں کی بات لکھا ہے۔ اسلامی متون کی قاتلانہ فطرت اور اسی طرح ان کی اسلامی تفسیر کیکھنے کے بعد یہ حقیقت دیکھنا لازمی ہے کہ وسط ایشیاء کے عام مسلمان کی ذہانت کیسی ہوگی؟ ذیل میں ایک اسلامی این العقائد اثر نبیت پیغام دیا گیا ہے۔ اس قسم کے فورم پر یہ عام ہی بات ہے۔ ہم اس باب کا انتہام اُس مسلم سوچ سے کر یہیں جو متفق امر مکی صحافی ڈائل پرل کے حوالہ سے ہے:

”سب سے پہلے کہ پرل ایک یہودی ہے۔ یعنی وہ منافق ہے ایک جاسوس اور کافر۔ ان لوگوں سے بے وقوف مت بنیجے۔ اسلام کے خلاف نفرت ان کے چہروں اور دلوں سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ سرکلم کرتے ہوئے مجھے کمزور حصہ نظر نہیں آتا۔۔۔ اسلام میں ہمیں۔۔۔ ہم کافر کو اینیت نہیں کر سکتے ہم صرف ان کا گلاکاٹ دیتے ہیں اور جب ان کا گلا ایک خاص جگہ سے کانا جاتا ہے تو زیادہ دریک درج محسوس نہیں ہوتا۔۔۔ اور یاد رکھیں جب ہم مسلمان کسی منافق کو پکڑتے ہیں۔ ہم بالکل اسی طرح کرتے ہیں۔ ہم اسے ذبح کرتے ہیں۔ اس گندھے یہودی، احق منافق اور جاسوس اور کافر کے بارے میں آپ کیا سوچتے ہو؟ ہم اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ والحمد للہ! نبی محمد نے بھی بہت سے یہودیوں کے ساتھ ایک جنگ میں ان کو قتل کیا۔ اس بہترین مخلوق نے ایسا ہی کیا۔ کیونکہ ان یہودیوں نے محمد پر پیچھے سے حملہ کیا۔ اور اگر یہ آپ کو لگتا ہے کہ یہ اب بھی بیمار ہے۔ انشاء اللہ جب امام مہدی آئے گا تو تم اپنے اردوگرد بہت سے یہودیوں اور منافقین کے سر زمین پر دیکھو گے۔“

اسلام اور دنیا پر غالبہ کا مقصد

عالیٰ غلبہ کا شیطانی مقصد

شیطان کا مقصد زمین کے باشندوں کے لئے ہمیشہ یہی رہا ہے کہ خدا کی بجائے اُس کی پرستش و عبادت کی جائے۔ شیطان کا ہمیشہ سے ہی خاص منصوبہ تھا کہ وہ اپنی عبادتی تحریک کو دنیا بھر میں پھیلایا۔ جو باطل پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس کو سچ جانتے ہیں۔ باطل بتاتی ہے کہ مختلف مسیح اور اُس کے جھوٹے نبی کے ذریعے شیطان اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے قریب پہنچ جائیگا اس سے پہلے کہ یسوع مسیح کی دوسری آمد ہو۔

”اور چونکہ اُس اثر دہ (شیطان) نے اپنا اختیار اُس حیوان (مختلف مسیح) کو دے دیا تھا۔ اُسے ہر قبیلہ، امت اور اہل زبان اور قوم پر اختیار دیا گیا۔ تمام زمین کے رہنے والے اُس کی پرستش کریں گے۔ اور زمین کے وہ سب رہنے والے جنکے نام اُس برہ کی کتاب میں لکھنے نہیں گے جو بنای عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے اُس حیوان کی پرستش کریں گے۔“ (مکافہ ۸:۲۴)

یہ مستقبل کی بیان کردہ عبادتی مہم ہر قبیلہ، ہر امت، اہل زبان اور قوم کو چھوڑے گی۔ باطل بتاتی ہے کہ اُس وقت جو کوئی ایک سچھد اور اُس کے بیٹھے یسوع مسیح کی حقیقی پرستار کر رہا ہو گا وہ آخر کار شیطان کی پرستش کے فریب میں پھنس جائے گا۔ یہ غیر مرمری روح ہے جو آخر دنوں کی فرمی عبادتی تحریک کے پیچھے ہو گی۔ جیسا کہ ہم پہلے دیکھے چکے ہیں کہ شیطان کی اس عبادتی تحریک کی گاڑی کے پیسے مختلف مسیح اور اُس کی جیوانی باشدافت ہیں جو طاق تو رو جی سلطنت ہو گی۔ دنی اہل اس سلطنت کی وضاحت اور فوجی طاقت کے خوفاں اور پریشان گن لمحات کو اس طرح بیان کرتا ہے جو روئی زمین کو کھا جائیں گے۔

”پھر میں نے رات کو رویا میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ چوتھا حیوان ہولناک اور ہینتا ک اور نہایت زبردست ہے اور اُس کے دانت لو ہے کے اور بڑے بڑے تھے۔ وہ نگل جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا اور جو کچھ باقی بچتا اُس کو پاؤں سے لٹا رہتا تھا۔ چوتھا حیوان دنیا کی پوچھی سلطنت ہے جو تمام سلطنتوں سے مختلف ہے اور تمام زمین کو نگل جائیگی اور اسے لتا رکھنے کے لئے ٹکڑے کر دیگی۔“ (دانی اہل ۷:۷، ۲۳)

اس طرح باطل ہمیں شیطان کی حتمی راج پس نغمہ کی نوعیت کی ایک واضح تصویر دکھاتی ہے۔ اس سے پہلے کہ یسوع مسیح آئے اور اسے (شیطان) کو ہمیشہ کے لئے آگ کی جیل میں ڈال دے۔ باطل ہمیں واضح طور پر شیطانی سلطنت کی دُنیا پر غلبہ کی آگاہی دیتی ہے۔ اس سلطنت کے مطالب اس کے حکومتی کردار کی بیعت سے کہیں زیادہ ہو گے۔ یعنی مکمل طور پر اُس کی پیروی اور اُس کے لیڈر کی عبادت ہے۔ یعنی مختلف مسیح اور اہلیس۔ اور پھر جو شخص اُس ظالمانہ مذہبی نظام کو قبول نہیں کریگا وہ اُن کے اہداف بن جائیگے۔

اسلام اور عالمی غلبہ

اسلام کو سمجھنے کے لئے اُس کی راہ کو جانا ضروری ہے۔ اسلام خود کو ایک واحد چاند ہب تصور کرتا ہے۔ بے شک صرف یہی دین ہے جس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس طرح اسلام کے بہت سے مقاصد میں سے ایک ”کل عالمی غلبہ“ ہے۔ اسلام کا ایک اور مقصد تمام دیگر جھوٹے ادیان کا خاتمه ہے۔ اُس دن تک جب ایک کہتا ہے، ”اللہ کے سواء کسی کی عبادت کرنا درست نہیں۔“ اسلام بے ایمانوں اور اُن کی اقوام کے ساتھ جاری رکھے گا۔ ہم پہلے ہی خوب اچھی طرح اسلامی عقائد میں اسلام کی عالمی غلبہ کی روایاد کیجھے چکے ہیں۔ لیکن یہ صرف مستقبل کا تصور ہی نہیں ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ مسیح آئینے گے اور یہ سب کچھ کر سکیں گے۔ اسلام کے متون اور علماء سلکھاتے ہیں کہ عالمی غلبے کے لئے تمام مسلمانوں کی طرف سے ہر وقت جدوجہد جاری رہنی چاہیے۔ دنیا پر اسلامی غلبہ کی جدوجہد کو ”جہاد“ کہا جاتا ہے۔ بے شک جہاد ہر مسلمان پر ہر جگہ فرض ہے۔ یہ اسلام کا ایک واجب اور بنیادی جزو ہے۔ یہ

سنتے ہی مسلم علماء اور پرائینر اکرنے والے فو راجح کریں گے کہ جہاد عالمی غلبہ کے لئے جنگ کا نام نہیں ہے۔ بعض گمراہ کن تھرے کے طور پر پیش کریں گے۔ جہاد حض مصیبیت پر قابو پانے کا نام ہے۔ یا وہ عظیم جہاد کا اشارہ خلاف نفس کی طرف کریں گے۔ جبکہ یہ اندرونی جدوجہد جہاد کا قانونی پہلو ہے۔ فریب نہ کھاؤ؛ تمام مسلمانوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ اندرونی کمزوریوں کے خلاف جہاد کریں۔ اس کے برعکس تمام مسلمانوں پر اسلام کے مطالبے کی مرکزیت بے ایمان دنیا کے خلاف جہاد ہے۔ جب تک کہ اسلام غلبہ نہ پالے۔ اس میں جنگ و جدل کی دیگر اقسام شامل ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ فکری اور سیاسی شعبوں میں۔ لیکن اس جنگ میں جہاں کہیں بھی کوئی مسلمان جدو جہد کر رہا ہے تو وہ اسلام کی عالمی بالادستی کے لئے جنگ کر رہا ہے۔

جہاد Jihad

لفظ جہاد کا عربی زبان میں مطلب ”کوشش کرنا“ ہے۔ جہاد کی پانچ اقسام ہیں:

- | | |
|------------------|--------------------------------|
| ۱۔ جہاد انفس | اندرونی نفس کے خلاف کوشش |
| ۲۔ جہاد الشیاطین | شیطان کے خلاف کوشش |
| ۳۔ جہاد الکفار | کافروں کے خلاف کوشش |
| ۴۔ جہاد المنافق | منافقوں کے خلاف کوشش |
| ۵۔ جہاد الفاسقین | بد دیانت مسلمانوں کے خلاف کوشش |

ہر مسلمان پر یہ پانچ قسم کے جہاد فرض ہیں۔ اگر آپ میڈیا پر جہاد کی بحث پر توجہ دیں تو آپ کو مسلمانوں کی طرف سے لامدد و مضا میں اور دعویٰ ملیں گے جو جہاد کو الگ رنگ دیتے ہیں اور حقیقت کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ لیکن جیسے پہلے بتایا گیا کہ وہ جو اسلام میں جہاد کے مرکزی پہلو کا انکار کرتے ہیں وہ یا تو جاہل ہیں یا جان بوجھ کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ در حقیقت اسلام کی صحیح نوعیت کی غلط یا میانی یا جھوٹ کو دنیا سے چھپانا ہی اصل میں غیر مسلمانوں کے خلاف جہاد کو جاری رکھنے کا لازمی طریقہ اسلام ہے۔ ہم اسلام کی جھوٹ بولنے کی تعلیم کے بارے میں اگلے باب میں پڑھیں گے۔

محمد واضح طور پر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسکا مشن غیر مسلمانوں کے خلاف جنگ ہے جب تک کہ وہ خود کو اسلام کے ماتحت نہ کر دیں اور اللہ کے بندے بن جائیں۔ محمد کے دور سے اسلام کا مقصد صرف عالمی غالبہ رہا ہے:

”رسول اللہ نے کہا: میں نے حکم دیا لوگوں سے لڑنے کے لئے یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی اور بجدہ کے لائق نہیں۔“ (۱)

”لڑوان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر۔ اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اسکے رسول نے اور سچے دین کے تالیع نہیں ہوتے یعنی وہ کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جز یہ نہیں ذلیل ہو کر۔“ (سورہ ۹: ۲۹)

”اے ایمان والو! جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پر ہیز گاروں کے ساتھ ہے۔“ (سورہ ۹: ۱۲۳)

بلاشہہم دیکھتے ہیں کہ محمد نے طاقت کے استعمال سے اپنے نہ ہب کو پھیلانے کی حوصلہ افزائی کی۔ اب ایک موقف یہ ہو سکتا ہے کہ مسیحیت بھی اس طرح دنیا بھر میں اپنا پیغام پھیلانا

چاہتے ہیں۔ جبکہ یہ یقین ہے کہ مسیحیت غیر مسیحیوں کے ساتھ لڑائی کا درس نہیں دیتی۔ بلکہ سب کے سامنے خوشخبری پیش کرتی ہے۔ یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ خدا کی بخشش اور قبولیت کو منتے ہیں یا رد کرتے ہیں۔ کسی شخص نے ایک مرتبہ کہا ”بشارت“ (غیر مسیحیوں کو مسیحی تعلیم دینا) ایسے ہی ہے جیسے ایک فقیر دوسرے فقیر کو بتارہا ہو کہ کھانا کھا ہے۔ جبکہ یہ یوں مسیح نے ایمانداروں کو خدا کی خدمت کے لئے بھلا تا ہے تو یہ خوبصورت بیان دیتا ہے:

”اے محنت اٹھانے والا اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگوں سب میرے پاس آؤ۔ میں تم کو آرام دوں گا میرا رُتوں اپنے اوپر اٹھا اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن۔ تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی کیونکہ میرا رُتوں امام اور میر ابو جہل ہکا ہے۔“ (متی ۲۸: ۳۰-۳۱)

محمد اپنے مانے والوں سے کچھ بھاری مطالبہ کرتا ہے۔ تھوڑا مختلف دھا کر پڑاتا۔ وہ کہتا ہے:

”شم پر فرض ہوا اللہ کی راہ میں اڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے۔ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں رُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں رُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“ (سورہ ۲: ۲۱۶)

اس طرح کی آیات سے قرآن اور حدیث کے کئی صفات کی فہرست بنانا آسان ہو جائے گا جو غیر ایمانداروں (مسیحیوں اور یہودیوں) کے خلاف جہاد اور جنگ کی اس ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے۔ جس میں اسلام کی اعانت کے مقصد کا اظہار ہوتا ہے۔ اس طرح سے ان آیات کو سیاق و سبق سے کالا بہت مشکل ہے باوجود اسکے جیسا میں نے کہا کہ بہت سے مغربی مسلمان لگاتار یہ دعویٰ کر رہے ہوئے کہ قرآن کی وہ آیات جو جہاد کے بارے میں کہتی ہیں وہ صرف مصائب اور دفاعی جنگ سے متعلقہ ہیں۔ ایک مسلمان تبصرہ نگار نے کہا:

”اُن مغربی میڈیا کے اعتدال پسند مسلمانوں پر ہرگز یقین نہ کرو جو جہاد کو صرف مصائب پر قابو پانیتا تھے ہیں۔“ (۲)

محمد سید القبطانی ایک مشہور مسلم مصنف اور استاد کہتا ہے:

”جہاد ایک عبادت ہے۔ یہ اللہ کی اعلیٰ عقیدت کی اقسام میں سے ایک ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ جہاد صرف دفاع کے لئے ہے۔ یہ چھوٹ بے پرده ہو گا۔“ (۳)

ایک اسلامی گھر کی بحث کی بجائے ہم کئی معروف مغربی مسلم علماء، رہنماؤں اور نمائندوں کی رائے جائیں گے کہ اسلامی تاریخ اس بارے میں کیا سمجھاتی ہے۔

جہاد علماء کی نظر میں

ابن کثیر Ibn Kathir مدرجہ بالا سورہ ۹: ۱۲۳ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسلام میں جارحانہ جہاد کے نمایاں کردار کو ترتیب دیا ہے:

”اللہ نے سب سے پہلے اسلامی ممالک کے ساتھ قریب ترین کافروں سے جنگ کرنے کو کہا اور پھر دو والوں سے۔ اسی وجہ سے اللہ کے رسول نے جزیرہ نما عرب سے مشرکین سے لڑائی شروع کی۔ جب اُن کے ساتھ ختم کر چکا تو پھر (یہودی اور مسیحیوں) کے خلاف مقدس جنگ شروع کر دی۔ محمد کے مرنے کے بعد، اس کا دوست اور خلیفہ ابو بکر رہنمایا۔ نبی کی جگہ ابو بکر نے۔۔۔ رومی کے خلاف جنگ کرنے کی تیاری کپڑی۔ یہ مشن با برکت رہا اور اللہ نے اُن کے لئے سرز میں کھولی اور انہوں نے قیصر اور کسر Kisra اور جوان کے مانے والے تھے زیر کیا۔ ابو بکر نے اُن کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول نے پیش کی گئی تھی۔ یہ مشن (دنیاوی غلبہ) ابو بکر کے بعد

حضرت عمر تک جاری رہا۔ عمر نے کافروں کو ذلیل کیا، فتنہ اور منافقوں کو کچل دیا اور دنیا کے مشرقی اور مغربی حصوں کو کھولا۔ مختلف ممالک کے خزانے دور و قریب کے علاقوں سے عمر کے پاس لائے گئے اور اُس نے اُسے جائز اور منظور شدہ طریقوں سے تقسیم کیا۔ پھر عمر کا انتقال ہوا۔۔۔تب صحابہ اکرام عمر کے بعد عثمان کو چلنے پر متفق ہوئے۔ عثمان کے دور میں، اسلام مزید پھیلا اور اللہ کی واضح دلیل مختلف دنیا کے حصوں میں بندوں کی پشت پر قائم کی گئی۔ اسلام دنیا کے مشرقی اور مغربی حصوں میں دکھائی دیا اور اللہ کے کلام کو بلندی اور اُس کے دین کو ظاہر کیا گیا۔ خالص دین اپنی گہری ترین مقاصد کے ساتھ اللہ کے دشمنوں کے خلاف پہنچا۔ اور جب بھی مسلمانوں نے کسی پر غلبہ پایا تو پھر وہ آگے بڑھے اور پھر اس سے آگے۔ جابر انہ بد کرداروں کا خاتمہ کیا۔ انہوں نے ایسا صرف اللہ کی طیم میں کیا۔ اے ایمان والو! جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں۔“(4)

یہ واضح ہے کہ محمد اور اُسکے جانشینوں نے اسلام کو پھیلانے کے لئے ارڈگر دکی اقوام پر حملہ کیا۔ یہ تاریخی نظر ثانی کے خواہشمندوں کا دفاعی دعویٰ نہیں تھا۔ یہ جارحانہ جنکیں تھیں جس کا مقصد متاثرین کو اسلام کے تابع کرنا یا ختم کرنا تھا۔

اُن خلدوں، چودھویں صدی کے ممتاز اسلامی تاریخ دان اور مُفکرا اپنی تصنیف ”مقدمہ“ میں جہاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مسلم برادری میں مقدس جنگ ایک مذہبی فریضہ ہے، کیونکہ مسلمانوں کا مشن عالمی ہے اور ہر ایک کو چاہے اذیت سے یا زبردستی اسلام قبول کروانا ہے۔ لہذا خلافت (روحانی) رائل اتحارٹی (حکومت اور فوج) اسلام میں متحد ہیں تاکہ سر براد ایک ہی وقت میں دونوں پر اپنی دستیاب طاقت وقف کر سکے۔“ (5)

متاز مصری عالم دین (الازہر یونیورسٹی) ڈاکٹر محمد سعید رمضان البُوئی اپنی کتاب ”محمد کی سوانح حیات میں نقہ“ میں لکھتے ہیں کہ اسلام کے اندر جارحانہ جنگ نہ صرف دفاعی جنگ ایک عظیم مقدس جنگ ہے:

”اسلامی فقہ میں مقدس جنگ (اسلامی جہاد) بنیادی طور پر ایک جارحانہ جنگ کے طور پر جانی جاتی ہے۔ ہر دور میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ جب فوجی طاقت کی ضرورت ہو تو ان کے لئے دستیاب ہو جاؤ۔ یہی وہ مرحلہ ہے جس میں مقدس جنگ کا مطلب اپنی حقیقی شکل میں لیا گیا ہے۔ اس طرح رسول اللہ نے کہا: میں نے لوگوں سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا تھا یہاں تک کہ وہ اللہ اور اُس کے پیغامات پر ایمان لے آئیں۔۔۔ اسلام میں مقدس جنگ (جہاد) کا تصویر جارحانہ یا دفاعی جنگ نہیں۔ اس کا مقصد اللہ کا دنیا پر فتح پانا ہے۔ اور اسلامی سوسائٹی بناانا ہے اور زمین پر اللہ کی سلطنت قائم کرنا ہے۔ کسی غرض کے بغیر۔ غرض صرف جارحانہ جنگ ہوگی۔ اس صورت میں یہ عظیم مقدس جنگ ہوگی۔“ (6)

”اسلام کے انسائیکلو پیڈیا کے مطابق جنگ لازمی ہے جبکہ غیر ایماندار اس کے لئے تیار نہیں ہیں“ (7) اسلام میں جہاد کا مقصد صرف کافروں پر حملہ کرنا ہے تاکہ وہ اسلام قبول کریں۔ چاہے اذیت سے چاہے زبردستی۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے ابھی شروع بھی نہیں کیا۔

عالیٰ تسلط

مولانا سید ابواللہ علی مودودی ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ وہ بِ صغیر کے ایک اسلامی اسکالر تھا ان کے خطبات اور تحریریں مستند مانی جاتی ہیں۔ انہیں اسلام کا سب سے عظیم عالم کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے اسلام اور عالمی تسلط کے بارے میں جو کچھ کہا وہ یہاں لکھا ہے:

”اسلام دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح عام مذہب نہیں ہے۔ اور مسلم ممالک دیگر ممالک کی طرح عام ممالک نہیں ہیں۔ مسلم ممالک بہت ہی خاص ہیں کیونکہ انہیں اللہ کی طرف سے پوری دنیا پر حکومت کرنے کا حکم ملا ہے۔“ (8)

مودودی اسلام کا مقصد بیان کرتا ہے:

”اسلام ایک انقلابی ایمان ہے۔ جو کسی بھی آدمی کی طرف سے بنائی گئی حکومت کو توڑنے سے آتا ہے۔ اسلام میں تمام قویں ایک جیسی ہیں۔ اسلام کسی زمین یا اُس کے مالک کا خیال نہیں کرتا۔ اسلام کا مقصد پوری دنیا پر تسلط قائم کرنا ہے۔ اور تمام بھی نوع انسان کو اسلام کے عقیدے میں جمع کرنا ہے۔ اس مقصد کی راہ پر کوئی بھی قوم یا طاقت آجائے۔ اسلام اُس کا مقابلہ کریگا اور اُسے تباہ کریگا۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اسلام پوری دنیا میں انقلاب لانے کے لئے ہر دستیاب طاقت استعمال کر سکتا ہے۔ یہ جہاد ہے۔“ (9)

ہم نے دیکھا کہ اسلام کے سب سے ممتاز عالم جہاد اور اسلامی غلبہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ ان کا نقطہ نظر یقیناً واضح ہے، لیکن مغربی جدید مسلم رہنماء اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

دنیا پر اسلامی غلبہ اور جدید مغربی مسلمانوں کا اظہار

عبداللہ العربیہ اپنی کتاب ”امریکہ کی اسلامائزیشن“ میں ایک ڈراؤنے خط کا حوالہ دیتا ہے جس میں کیتوںکب بیٹھ پوپ کو لکھتا ہے۔ پوپ کے نام اس خط میں آرچ بیٹھ آف ازیم (سمیرہ)، ترکی، مسلمانوں اور مسیحیوں کے حالیہ بین العاقنہ مکالے کے اجتماع کی بات کرتا ہے۔ اس خط کے ایک اقتباس میں، اجلاس کے دوران ایک مستند مسلم کھڑا ہوا اور بہت آہستگی اور یقین کے ساتھ بولا:

”آپ کے جہوری قوانین کا شکر گزار ہوں، ہم تم پر حملہ کریں گے۔ تمہارے مذہبی قوانین کا شکر یہ، ہم تم پر غالب آئیں گے۔“ (10)

اگر آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی کسی مسجد کی ویب سائٹ پر چلے جائیں تو وہاں آپ کو CAIR (یعنی نوسل آف امریکن اسلامک تعلقات کا لینک ملے گا۔ یہ ایک اسلامی گروپ ہے جس کی بنیاد واشنگٹن میں ہے۔ جو خود کو اعتماد پسند شہری حقوق کا گروپ کہتے ہیں۔ ابراہیم ہو پر کہتا ہے: ہم ایک مسلم گروپ NAACP کی طرح ہیں CAIR کی بنیاد 1992ء میں ڈالی گئی تب سے یہ عطیات اکھٹ کرتا، واکٹ ہاؤس کو دعوت نامے دریتا، میڈیا کا لٹپٹ اور کار پوری شنوں سے ایک سنجیدہ منتہ۔“ (11)

اس کے باوجود CAIR کا چیز میں آف بورڈ عمر احمد کے مطابق:

”اسلام امریکہ میں کسی دوسرے عقیدے کے برائیں بلکہ غلبہ حاصل کریگا۔ امریکہ میں قرآن اور اسلام کو سب سے اعلیٰ اختیار ہونا چاہیے۔ دنیا بھر میں قابل قبول مذہب اسلام ہے۔“ (12)

یہ وہی عمر احمد ہے جس نے پادری فرینکلن گراہم کو بر ایجلا کہا جب اُس نے اسلام کو بر ایکی کامنہ بہب کہا۔ ایک کھلے بیان میں احمد نے گراہم کو خطاب کیا:

”اسلام اور مسلمانوں سے متعلق مزید سیکھو اس سے پہلے کہ تم دنیا کے تین عظیم ابراہیمی مذاہب یہودیت، میسیحیت اور اسلام کے بارے میں غلط اور اختلاف رائے دوبارہ دو۔ اس طرح کے بیانات امریکیوں کے درمیان صرف بداعتمادی اور دشمنی بونا ہے۔ بطور ایک مذہبی رہنماء تمہیں ہماری قومی بنیاد پھوڑنے کی بجائے دوبارہ بنائی چاہیے۔“ (13)

درحقیقت پادری گراہم جناب احمد سے زیادہ اسلامی عقیدوں کی سچائیوں سے واقف ہیں۔ اور شاید انہوں نے احمد کا وہ بیان پڑھا ہو جو اُس نے امریکہ پر اسلام کے غلبہ کے بارے میں دیا تھا۔ کسی بھی صورت میں ان دونوں بیانات کے ذریعے یہ دیکھنا آسان ہے کہ عمر احمد دوسروں کی طرح دو ہر ایمان دے رہا ہے۔ جب وہ صرف مسلمانوں کی بات کرتا ہے تو

وہ صرف اسلام کا جھنڈا بلند کرتا ہے۔ جس کا مقصد امریکہ فتح کرنا ہے۔ لیکن جب میڈیا سے بات کرتا ہے تو وہ تین عظیم ابراہیمی مذاہب کی بات کرتا ہے۔ اس طرح اُس نے پادری گراہم پر باعث تقسیم کا الزام لگایا۔

عکسکریت پسند اسلام کے ایک اسکار اور مشرقی سطحی فورم کے ڈائریکٹر ڈانیل پائپ امریکہ کے ایک ممتاز مسلمان کی کھلی خواہشات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پائپ ایک اسمائیل الفاروق کا تعارف کرواتا ہے:

”اسمائیل الفاروق ایک فلسطینی مہاجر ہے جس نے انٹرنشنل اسلامی تصور کا ادارہ قائم کیا اور بہت سال تک ٹمپل یونیورسٹی فلڈ یلفیا میں پڑھایا۔ الفاروق نے ۱۹۸۰ء کے ابتدائی دنوں میں لکھا: کوئی چیز بڑی نہیں ہو سکتی۔ اس جوان، تو ان اور امیر، عظیم شامی امریکہ سے جو اپنی بُری روشنی کو چھوڑ کر اللہ اکبر کے جھنڈے تلتے پڑیں گے۔“ (14)

”اسلام نے امریکہ سے بھی زیادہ ترقی برطانیہ اور تمام یورپ میں کی ہے۔ لہذا اس سیاق و سبق میں ہم کھلم کھلا جا رہا ہے بیانات کہیں زیادہ دیکھتے ہیں۔ ۱۹۸۹ کے آغاز میں یورپ میں یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ برطانیہ، فرانس، جمنی، پیغمبر اور ہالینڈ کی گلیوں میں ہزاروں مسلمان سر عام احتجاج کر رہے تھے اور ایک اشتغال انگریز نعرہ لکھا ہوا دیکھا کہ آج ہمارا اسلام کل تمہارا اسلام۔“ (15)

۱۵، جون ۱۹۹۰ء مسلم منشور، مرحوم ڈاکٹر کلیم صدیقی، جو مسلم ادارہ کا سربراہ تھا کی طرف سے شائع کیا گیا (جواب برطانیہ کی مسلم پارلیمنٹ کا حصہ ہے) صفحہ ۱۲ اپیار گراف کے کہتا ہے:

”جہاد اسلام کی ایک بیادی ضرورت ہے اور جو برطانیہ میں رہ رہے ہیں پا برطانیہ کی شہریت رکھتے ہیں پیدائشی یا شہریت کے عمل سے، وہ مسلمان جہاد میں شرکت کی ذمہ داری سے مجبانیں۔“ (16)

ڈاکٹر صدیقی نے برطانیہ کو ان جگہوں سے نکالنیں جہاں ”مسلح جدو جبد“ ضروری ہے۔ جہاد ہر جگہ ضروری ہے۔ یورپ کی سڑکوں پر سر عام مسلم بنیاد پرستوں کی طرف سے جہاد کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ نوبیار ک ٹائمسنر، ۲۶ اپریل ۲۰۰۷ء میں ہم پڑھتے ہیں:

”یورپ کی سڑکوں پر جہاد کا نعرہ بلند ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ اس شہابی لندن کے سابق صنعتی شہر میں واقع ایک برطانوی نوجوانوں کے گروہ نے۔۔۔۔۔ وہ وزیر اعظم ٹونی بلینیر کو معزول یا مردہ دیکھنا پسند کر رہے ہیں اور ڈاؤن ٹنگ اسٹریٹ کے باہر اسلامی جھنڈا ہراتے ہوئے دیکھیں گے۔ انہوں نے اسماء بن لاڈن کی قسم کھاتی ہے کہ وہ مغربی جمہورتوں کا تختہ الٹ کر شریعت کے قانون کے تحت ایک اسلامی پس اسٹیٹ قائم کر رہے ہیں۔ جس طرح طالبان کے زیر اثر افغانستان۔ وہ ناں الیون کے ہائی جنکر زوگرال قدر کہتے ہیں اور میڈریڈ ٹرین دھاکوں کو یورپ میں داخلہ کا ایک ہوشیار طریقہ تصور کرتے ہیں۔ ان کے رہنمائی شیخ عمر الکبریٰ محمد، اسماء بن لاڈن کا وفادار ترجمان، اگر یورپ نے اُسامہ بن لاڈن کی صلح کی پیشکش کو قبول نہیں کیا تو تمام غیر ملکی فوجی عراق سے تین ماہ میں لکھائے جاسکتے ہیں۔ شیخ نے کہا، مسلمان مغربی ممالک پر حملہ سے باز رہیں گے جو ان کی میزبانی کرتا ہے۔ اس نے کہا، ”مغرب کے تمام مسلمان نئی جنگ میں اُس کی تواریخنے کے پابند ہو گئے۔ یورپیوں خبردار ہو۔ ان سے جو جنگ میں موت چاہتے ہیں۔ یہی ہے جس کی اُن کو تلاش ہے۔۔۔۔۔ اور اُس نے مغربی رہنماؤں کو آگاہ کیا۔ ٹم بن لاڈن کو قتل کر سکتے ہو۔ لیکن صورت حال کو ختم نہیں کر سکتے۔ ٹم اس کو تباہ نہیں کر سکتے۔ اُس نے کہا: ہمارے مسلمان بھائی ایک دن یورپی ملک سے آئیں گے اور فتح حاصل کریں گے۔ اور پھر ہم اسلام کی عظمت کے ماتحت رہیں گے۔“ (17)

ڈاکٹر صدیقی اور شیخ عمر الکبریٰ ہی اس بنیاد پرست اسلامی جہاد میں اپنے ہی گھروں (یورپ) کے خلاف اکٹیں ہیں:

”مولوی ابو حمزہ نے رچڈ ریڈ کوت بیت دی۔ اس سے پہلے کہ وہ بیرس سے میا می جانے والے ہوائی جہاز کو اپنے جو تے میں چھپے دھماکہ کے خیز مواد

سے اڑا دیتا۔ اُس نے اپنی ساپنے فزیری پارک مسجد کے باہر ۲۰۰ لوگوں کے ہجوم پر زور دیا کہ وہ موت اور شہادت کی شفافت کو اپنا کیں۔⁽¹⁸⁾ تو پھر یہ حیرت انگیز بات نہیں کہ افغانستان کے ساتھ جنگ میں امریکی فوجوں نے بہتوں کو اسی کیا جن میں کم از کم تین برطانوی شہری تھے۔ یا اپریل ۲۰۰۳ء میں، دو برطانوی شہری خود کش دھماکوں کے ذمہ دار تھے۔ جنہوں نے تل ابیب کے ایک کینے میں تین دیگر لوگوں کی جان لی۔ اور جب وال اسٹریٹ جریل کے روپر ڈائیل پر پل کا سر پا کستان میں کانا گیا، یہ عمر شیخ ہی تھا جو برطانیہ کا باسی اور تعلیم یافتہ تھا۔ اُسے ایک کامل انگریز کے طور پر بیان کیا جاتا تھا جو ایک نبیاد پرست مسلمان میں تبدیل ہوا۔ آخر کار وہ ڈائیل پر کواغواء کرنے اور سر قم کرنے کا ماestro مانتہ تھا۔ کیا واقعی ہمیں حیران ہونا چاہیے کہ اسلام لوگوں پر کیا اثر ڈالتا ہے؟ اگر یورپ میں ممتاز مسلم رہنمای عالم اسلامہ بن لادن کی تعریف کرتے چہاد کا مطالبہ کرتے اور شہادت چاہتے ہیں تو ہمیں کیوں نہیں حیران ہونا چاہیے۔ جب تمام دنیا کے مسلمان نوجوان اس آواز پر بلیک کہتے ہیں۔ جبکہ ۱۹ میں سے ۵ اہلی جیکر ز سعودی تھے جنہوں نے آخری بڑا حملہ کیا۔ کیا دنیا چونکہ نہیں جائے گی کہ یہ بڑا عمل برطانوی مسلمانوں کی طرف سے کیا گیا؟ اُس وقت مغرب کا رد عمل کیا ہو گا جب امریکی ولڈ ٹریئنسنٹر کے حملہ پر ہوائی جہازوں سے ملنے والے بلیک بوس سے نوجوان آدمیوں کی اللہ اکبر اللہ اکبر کی آوازیں آرہی تھیں جن کا لمحہ امریکی یا برطانوی تھا۔

نتیجہ

مغرب میں مسلمان باقاعدگی سے اسلام کو ”امن کا مذہب“، ”گردانے تھے ہیں۔ جبکہ یہ امن کا مذہب دنیا بھر میں ۹۰ فیصد لا ایکوں کا ذمہ دار ہے۔ اس حقیقت کے بارے میں سوچیئے۔ عالمی دہشت گردی، تشدد اور جنگ اسلامی مذہبی ترغیب ہے۔ دنیا میں تقریباً ۲۰۰ تسلیم شدہ دہشت گردگروپس موجود ہیں۔ ان میں سے ۹۰ فیصد سے زائد کا تعلق نبیاد پرست اسلامی دہشت گردگروپوں سے ہے۔ دنیا کی حالیہ ۹۰ فیصد لا ایکوں میں اسلامی دہشت گرد تھیں کیا ہے۔⁽¹⁹⁾

اعتدال پسند مسلمان حماقی دائی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان انہا پسند دہشت گردگروپوں کا تعلق اسلام نہیں ہے۔ جبکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے اعتدال پسند مسلمان بہت سے تشددگروپوں کے قاتلانہ رویے سے ایک مضبوط حقارت آمیز رویہ رکھتے ہیں۔ دراصل یہ دہشت گرد اسلام کے ایک بہت ہی قانونی پہلو سے عمل بستہ ہیں۔ جیسا کہ اسلام کی تحریروں، علماء کرام اور نمائندوں کی طرف سے واضح کیا گیا ہے۔ درحقیقت وہ ایک اسلامی انداز پیش کرتے ہیں۔ وہ محمد اور ان کے جانشینوں کی طرح پیش آتے ہیں۔ جبکہ یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ دہشت گردوں نے اسلام کو یغماں بنا رکھا ہے۔ فیصلہ کریں کہ اسلام واقعی کیا سکھاتا ہے۔ حقیقت میں یہ نام نہاد اعتدال پسند مسلمان ہیں جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب ہم اسلام کے بڑھنے کی شرح اور اس کے ساتھ جہاد کے تصور، مغرب میں نبیاد پرست تشریع کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور مستقبل کا اسلام موافق ڈکٹیٹر کا تصور دیکھتے ہیں تو صرف رجات اور ارادو دشمن کی نبیاد پر ایک حقیقی امکان بن جاتا ہے۔ اس صدی کے اندر اس حقیقت کے امکان کو دیکھنے کے لئے لمبا عرصہ نہیں لگے گا۔ بابل سیکھاتی ہے کہ مستقبل میں ایک آدمی اٹھے گا جس کا واحد مقصد سیاسی ہو جی اور مذہبی سلطنت کے ذریعے دنیا پر غلبہ حاصل کرنا ہو گا۔ اسلامی عقائد میں اس مقصد کو حاصل کرنے کی جڑیں موجود ہیں۔ آج ہم نبیاد پرست مسلمان رہنماؤں کی طرف سے جہاد کی آواز کو ساری دنیا میں سنتے ہیں۔ اسلام آہنگی سے چلتا ہوا اس مقصد کو پورا کر رہا ہے۔

اسلام میں بد دیانتی اور فریب کی سمجھ

درج ذیل بحث دو وجہات کی بناء پر بہت اہم ہے۔ سب سے پہلے، آخر دنوں میں عظیم دھوکہ دہی اور دوسرا خطرناک اثرات کی وجہ سے جو یہ فرمی اسلام مغرب میں اسلام کی اشاعت کے لئے پھیلائے گا۔ جب کوئی شخص تجسس محسوس کرتا ہے اور اسلام کے بارے میں سیکھانا شروع کرنا چاہتا ہے تو یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے یہ تمجیہ کہ اسلام میں نہ صرف جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے بلکہ اسلام میں اسے آگے بڑھانے کا بھی حکم ہے۔ جب کوئی مسیحی دوسروں کو مسیحیت کی تعلیم دینا چاہتا ہے تو اسے محسوس تمجھ جانا چاہیے کہ دیانتداری اس امر کا لازمی پہلو ہے۔ تاہم اسلام میں اکثر مغربی لوگوں کے لئے ایک مشکل وقت اس حقیقت سے متعلق گزر رہے۔ جھوٹ اسلامی دین کا بنیادی حصہ ہے۔ درحقیقت اسلام کے اندر مخصوص عقائد اور روایات بد دیانتی کی ثقافت کو بڑھوئی دیتی ہیں۔ بہرحال کچھ آیات اور روایات اسلام میں موجود ہیں جو جھوٹ کی حوصلہ شکنی کرتی ہیں:

”اوْرَحْنَ سَبِّاطُلَ كُونَهُ مَلَا وَأَوْرَدِيَهُ دَانِسْتَهُ حَنَّ نَهْ چَصَّاَوَ“ (سورہ ۲۵:۳۲) یوسف علی

لیکن بد قسمتی سے، جیسا کہ ہم دیکھنے جا رہے ہیں کہ بہت سے مسلمانوں کو اس اصول سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ جو دراصل خود ایک اصول ہیں چکا ہے۔

فریب اور جہاد

یہ تمجھے کے لئے کہ ایک مذہب کیسے جھوٹ کا عذر پیش کرتا اور دلیل دیتا ہے۔ ہمیں ضرور پہلے مختصر طور پر جہاد کے تصور اور اسلام کے مقاصد کا جائزہ لینا ہوگا۔ ہم یہ گذشتہ باب میں زیر بحث لا جکے ہیں۔ لیکن پھر اس پرتاہلہ خیال کریں گے کہ اسلام میں جہاد بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جس میں سب کچھ اللہ اور اسلام کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ وہ میدان جنگ جن میں جہاد کیا جاتا ہے اُن کو ایک طیف کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ طیف کے ایک طرف ایک شخصی داخلی جدوجہد ہے۔ یہ جدوجہد ہر مسلمان کرتا ہے جو خود اپنی شخصی کمزوریوں یا اندر وہی شیطانی طاقتیوں پر قابو پانا چاہتا ہے۔ جب ہم طیف کی دوسری جانب دیکھتے ہیں تو جہاد کو جاری رکھنا ضروری ہے تاکہ دیگر لوگوں کو اسلام کی طرف لا جائے۔ مسیحیت میں اسے بشارت کا نام دیا گیا ہے۔ اسلام میں اسے ”دعوت“ کہتے ہیں۔ جب طیف سے نیچے آتے ہیں تو وہاں اسلام کے لئے ضروری ہے کہ پہلے مقامی اور بالآخر قومی حکومتوں پر قبضہ کرے۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں بد قسمتی سے اسلام کا حقیقی پھرہ یا معتقد پھرہ اکثر ظاہر ہوتا ہے۔ اور جہاں عام طور پر جہاد کی خونزیزی شروع ہوتی ہے۔ یہ حقیقت آج دنیا بھر میں دیکھی جاتی ہے۔ جبکہ مغرب میں بہت سے لوگ جہاد کو بطور صرف غیر مسلم حکومتوں اور اقوام کے خلاف لڑائی سمجھتے ہیں۔ اسلام میں یہ تصور دراصل زندگی کے تمام پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے ذہن میں غیر مسلمانوں کو اسلام قبول کرنے کی جدوجہد کو بھی جہاد کا حصہ بنادیا گیا ہے۔ اسلام میں بشارت یا خوبخبری کو پھیلانا نہیں ہے یہ ایک جنگ ہے۔ اس دماغی حالت کے ساتھ یہ بات نوٹ کرنا ضروری ہے کہ محمد نے کہا تھا کہ ”جنگ ایک فریب ہے۔“ (۱) تاہم جب غیر مسلموں کے ساتھ نہیں ہے اسے اسلام مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ جہاد کے لفظی فریب کو استعمال کریں۔ بے شک جب تک کوئی بھی غیر مسلم کسی حد تک یا احساس محسوس نہ کرے کہ جب وہ بہت سے مسلمانوں سے نہیں ہے تو یہ مشاہدہ ایک صحت مندانہ احساس کے ساتھ رابطے سے محروم کرنے کے لئے صرف بہت آسان ہوگا۔ جب ایسے کسی سے بات ہو جو جان بوجھ کر فریب دے رہا ہو۔ بہت سے مغرب کے رہنے والے ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہ وہ بھیڑیں ہیں جن کو وہ ذمہ کرنے کے لئے رہنمائی کر رہے ہیں۔ جہاد کی اس ذہنیت کی حمایت اسلام کے مخصوص عقائد ”کتمان“ اور ”تقبیة“ کے زمرے کے تحت ملتی ہے۔

کتمان: سج کو چھپانا

کتمان ایک حکم ہے جس میں کوئی بھی جان بوجھ کر اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے۔ یہ شیعہ اقیلت کی طرف سے بنیادی طور پر علی کیا جانے والے جھوٹ کی ایک خاص قسم ہے۔ یہ تعلیم اہل تشیع کے چھٹے امام، امام جعفر صادق کی طرف سے واضح کی گئی:

”وہ جو ہمارے مذہب کو ظاہر کرتا ہے وہ ایسا ہے جو جان بوجھ کر ہمیں قتل کرتا ہے۔“ (۲)

”تم ایک ایسے مذہب سے تعلق رکھتے ہو جو کوئی اسے چھپا لے۔ اللہ اسے عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے اللہ اس کو رسائی دے گا۔“ (۳)

پہ شیعہ مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ جان بوجھ کر اپنے ایمان کو چھپائیں تاکہ باہر کے لوگوں کو دھوکہ دے کر اپنے مذہب کی حقیقی نوعیت کو نہ بتائیں۔

یوسعؑ نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ وہ اپنے مذہب کو کہی نہ چھپائیں:

”تم دنیا کا نور ہو جو شہر پہاڑ پر بسا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔ اور چارغ جلا کر پیانے کے نیچے نہیں بلکہ چارغ دان پر رکھتے ہیں تو اس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے۔ اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے پھکتے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے تجدید کریں۔“ (متی: ۱۳: ۵-۶)

لیکن اس کے بجائے شیعہ مسلمان کہتے ہیں کہ ”بُوكُوئی اپنے مذہب کو ظاہر کرتا ہے اللہ اسے رسوا کرتا ہے اور جو کوئی چھپائے گا اللہ اسے عزت دے گا۔“ یہ کتمان کی تعلیم ہے۔ اکثر مغربیوں کے لئے یہ ناقابلِ تصور اور مکمل طور پر عقل کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے پاس کچھ اچھا ہے تو اسے دوسروں کے ساتھ بانٹیں۔ اگر آپ کے پاس کچھ چھپانے کے لئے ہے تو پھر میں یقیناً یہ لینا پسند نہیں کرتا۔ کتمان کی تعلیم اور تقیۃ کی تعلیم کے درمیان بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں ہے۔ ایک شیعہ مسلم تبرہؓ نگار نے تقیۃ کی تعریف اس طرح کی ہے:

”لفظ تقیۃ کا لفظی مطلب پوشیدہ رکھنا یا چھپانا ہے یہ عقائد، اعتمادات، خیالات، احساسات، آراء یا حکمتِ عملی ہو سکتی ہے۔ اس وقت جب کوئی ابھی با بعد میں کسی خطرے میں ہوتا کہ خود کو جسمانی اور رہنمی معدوری سے بچا سکے۔ اگر ایک لفظ میں ترجمہ کیا جائے تو اس کا مطلب ”دعا بازی“ ہے۔“ (۴)

اسی تبرہؓ نگار نے اپنے ایک مضمون میں اسی بات پر زور دیا کہ ”تقیۃ کی حقیقی روح لفظ ڈبلو میکسی میں پوشیدہ ہے۔“ کتمان اور تقیۃ شیعہ مسلمانوں کے بنیادی ایمان ہیں۔ سُنّت مسلمان اس کا انکار کرتے ہیں۔ جبکہ یہ اُن کی روایت کا بھی حصہ ہے۔ بدقتی سے یہ میں ایک دھوکہ ہے۔ اب ہم بعض سُنّت روایات کی طرف چلتے ہیں جو تقیۃ سے متعلقہ ہیں۔

تقیۃ: فریب کی بنیاد

قرآن میں آتا ہے کہ یہ مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ اپنے تحفظ کے لئے اپنے عقیدے سے انکار کریں۔ وہ مسلمان جو اپنے ایمان سے انکار کرتے ہیں اُن کو معانی ملے گی کیونکہ وہ اپنے حقیقی ایمان سے بیچھے نہیں ہے۔ (ان کا انکار کرنا فریب تھا) اور ایمان کا انکار صرف جسمانی تشدد سے بچاتا تھا۔ (جب غیر مسلمانوں کے درمیان رہتے ہوں):

”جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو۔ سو اُس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر بچ ہوا ہو۔ ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غصب ہے اور ان کو بڑا اعذاب ہے۔“ (سورہ ۱۰۲: ۱۶)

سُنّت عالم دین اہن کی تحریر اس آیت کی تشریح یا تفسیر یوں کرتا ہے:

”یہ اُن لوگوں کا حوالہ دیتا ہے جن کو مکہ میں ظلم برداشت کرنا پڑا اور جن کی حالت اپنے لوگوں کے درمیان کمزور تھی۔ پس وہ ان کے ساتھ چلے گئے۔

جب ان کی طرف سے کوشش کی گئی۔۔۔ اللہ ان کو بتاتا ہے کہ اس کے بعد وہ خود کو ان کے حوالے کر دیتے ہیں (اپنے ایمان کے مکمل ہو کر غیر مسلمانوں کو) جب آزمائش آتی ہے وہ ان کو معاف کرے گا اور قیامت کے روز ان پر رحم فرمائے گا۔” (5)

وہ مالک جہاں اسلامی اقلیت ہے وہاں دھوکہ دینا جائز ہے۔ جب غیر مسلمانوں کی طرف سے اللہ کی توبہ کی چیز کیا جائے تو وہ ان کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیت محمد پر کس طرح نازل ہوئی اس کی اصل کہانی سنتے ہیں:

”غیر مسلمانوں نے عمار بن یاسر کو گرفتار کیا اور شند کا نشانہ بنایا۔ جب تک اُس نے نبی کے خلاف تو یہن آمیر الفانی نہیں کہا اور ان کے بتوں اور معمودوں کی تعریف نہیں کی۔ اور جب اُس کو چھوڑا گیا تو وہ سیدھا محمد کے پاس گیا۔ نبی نے کہا: ”تمہارے ذہن میں کچھ ہے؟“ عمار بن یاسر نے کہا ”ایک بُری خبر۔“ وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑتے اگر میں آپ کی بے حرمتی اور ان کے بتوں کی تعریف نہیں کرتا۔“ نبی نے کہا، ”پھر تمہیں کیسا لگا؟“ عمار نے جواب دیا، ”ایمان کے ساتھ پُر سکون،“ پس نبی نے کہا، ”اگر پھر وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو پھر ویسا یہ کرنا۔“ اس موقعہ پر اللہ نے محمد پر وحی بھیجی۔“ [سورہ ۱۰۶:۱۶] (6)

پس محمد دراصل مسلمانوں کو جھوٹ بولنے، کفر بننے اور اپنے ایمان سے مکمل ہونے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اگر وہ خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے ایمان پر پُر سکون ہوں۔ اُن عباس سب سے زیادہ معروف اور معتراب اہل سنت کا رہنماء کھلالاتا ہے:

”نقیۃ محض زبان کی تبدیلی ہے جبکہ دل ایمان کے ساتھ پُر سکون ہو۔“ (7)

تاریخ میں لاکھوں مسیحیوں کے لئے یا ایک بالکل بر عکس صورت حال رہی ہے۔ جنہوں نے مسیح کا انکار نہیں کیا بلکہ جام شہادت نوش کیا۔

قرآن میں مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ غیر مسلمانوں کے دوست نہیں جب تک ان کی طرف سے کسی اذیت کا سامنا نہ کرن پڑے:

”مسلمانو! کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں۔ مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اُسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کُثُم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غصب سے ڈرا تا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔“ (سورہ ۳: ۲۸)

اُن یتھیر Ibn Kathir پر تبصرہ کرتا ہے:

”اللہ اپنے مومن بنوں کو کافروں کے حامی بننے سے منع فرماتا ہے یا ان سے دوستی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس طرح کے رویے کے خلاف اللہ خبردار کرتا ہے۔ کُثُم جو ایمان لائے! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں سے دوستی نہ رکھو۔ اور تم میں سے جو کوئی ایسا کرتا ہے۔ بے شک وہ سیدھی راہ سے گمراہ ہو چکا ہے۔ اور اے ایمان والو! یہود اور انصار سے دوستی نہ کرو۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو کوئی ان سے دوستی کرتا ہے تو وہ یقیناً ان میں سے ہی ہے۔ پھر اللہ نے کہا: اگر تمہیں ان سے خطرہ ہے تو تم اپنی جان بچانے کے لئے ظاہر ان سے دوستی کرو۔ لیکن باطنی نہیں۔ مثال کے طور پر المخاری میں ابوالدرداء کہتا ہے ”هم کچھ لوگوں کے چہوں پر مُسکراتے ہیں اگرچہ ہمارا دل اُن پر لعنت بھیجتا ہے“ (8)

اُن یتھیر Ibn Kathir اس تصور کو ختم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نقیۃ صرف شیعہ مسلمانوں کے لئے ہے جن کو صرف قیامت کے روز اجازت ہوگی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ تقیۃ بے شک تمام مسلمانوں کے لئے ایک ایسا عقیدہ ہے جو ان کو اجازت دیتا ہے کہ نقصان سے بچنے کے لئے اپنے عقیدے سے پھر سکتے ہیں۔ عملی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ نقصان، کی تعریف یہ ہے کہ کسی کی عزت بطور اسلام کا نمانندہ خراب ہو۔ تا ہم مسلمانوں کو اجازت ہے کہ وہ اپنے ایمان کے کسی بھی پہلو سے مکر ہو سکتے ہیں۔ تا کہ وہ اسلام کے مقنی تصور کو ثابت انداز سے غیر مسلم ممالک میں پیش کریں۔ ان نبیہ، ایک مشہور مسلم فلاسفہ ہے وہ یقنت بڑی شدت سے اپنی کتاب ”محمد پر الزام“ لگانے والے کی گردان پر تلوار لکھتا ہے:

”جب کوئی مومن کسی غیر ملک میں ہوتا اسے اہل کتاب والوں کے ساتھ صبر سے کام لینا چاہیے۔ جب وہ اللہ کی تو ہیں کریں اور اُس کے نبی کی کسی بھی طرح۔ اہل ایمان اپنی جان اور اپنے دین کو بچانے کے لئے اہل کتاب سے جھوٹ بھی بول سکتے ہیں۔“ (9)

مال و دولت کے حصول کا فریبی جواز

بہر حال، اب، یہیہ کے باوجود بہت سے دعویٰ کریں گے (مکنہ طور پر فریبی حکمت عملی بطور خود) کہ تقیۃ صرف انہیں اپنی زندگی کی حفاظت کے لئے استعمال کرنا چاہیے۔ اس کے باوجود، محمد نے مال و دولت کے حصول کے لئے بھی جھوٹ کی اجازت دے دی ہے:

”مسلمانوں کی طرف سے شہر خبر کو فتح کرنے کے بعد، حضرت جagan ابن الات حضرت محمد کے پاس گیا اور کہا، اے اللہ کے نبی مکہ میں میری کچھ اضافی دولت اور رشتہ دار ہیں۔ میں ان کو واپس لانا چاہتا ہوں۔ اگر میں ظلم و ستم سے بچنے کے لئے آپ کے خلاف رُکھوں تو کیا مجھے معاف کر دیا جائے گا؟ نبی نے اُسے معاف کیا اور کہا، جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو کہو۔“ (10)

یہ فریبی زندگی اور مذہب ہے جس کی چک محمد دکھاتا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی دیگر مثالیں ہیں جن میں محمد اپنے پیروکاروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اسلام کی سر بلندی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کا جھوٹ بول سکتے ہیں۔

اسلام کے دشمنوں کو قتل کرنے کا فریبی جواز

”رسول اللہ نے کہا، ”کون کعب بن الشرف کے قتل پر آمادہ ہے جس نے اللہ اور اُس کے رسول کو تکلیف پہنچائی؟“ اُس وقت محمد بن مسلمہ نے کہا، ”اے رسول اللہ! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ میں اُسے ماروں؟“ نبی نے کہا، ”ہاں، محمد بن مسلمہ نے کہا، پھر مجھے جھوٹی بات کہنے کی اجازت دیں۔ نبی نے کہا، ”تم یہ کہہ سکتے ہو۔“ (11)

عبداللہ اعرابیہ اپنے ایک مضمون ”اسلام میں جھوٹ“ پر لکھتا ہے۔ اپنے دشمنوں کی ہلاکت کے حصول کے لئے محمد کی ایک اور کہانی بتائی جس میں اُس نے اجازت دی۔ اس مرتبہ شعبان ابن خالد الہمازل گواہ تھا:

”یا فواہ پھیلائی گئی کہ شعبان محمد کے خلاف حملہ کرنے کے لئے اپنی فوج جمع کر رہا تھا۔ محمد نے عبد اللہ بن انس کو حکم دیا کہ شعبان کو قتل کر دو۔ قاتل نے محمد سے جھوٹ بولنے کی اجازت طلب کی۔ محمد نے اُسے اجازت دی اور کہا کہ اُسے کہنا کہ میں غذہ کے قبیلہ کا ممبر ہوں۔ جب شعبان نے عبد اللہ کو دیکھا تو پوچھا، کس قبیلہ سے ہو؟ عبد اللہ نے کہا، غذہ سے پھر کہا، میں نے سُنا ہے کہ تم محمد پر حملہ کرنے کے لئے اپنی فوج جمع کر رہے ہو اس لئے میں آیا ہوں تاکہ تمہارا ساتھ ہو۔ عبد اللہ شعبان کے ساتھ چلتا اور یہ کہتا ہوا آیا کہ کس طرح محمد ان کے پاس اسلامی اخراجی تعلیم کے ساتھ آیا اور کیسے اُس نے عربوں کی اولاد کو راجحلا کہا اور ان کی اُمیدوں کو بتاہ کرنے کے لئے کہا۔ وہ شعبان کے خیمے تک بات کرتے

رہے۔ شعبان کے ساتھی جب روانہ ہوئے تو عبد اللہ کو اندر آنے اور آرام کرنے کے لئے کہا گیا۔ جب فضا خاموش تھی اور اُس نے محسوس کیا کہ سب سورہ ہے ہیں تو عبد اللہ نے شعبان کا سر قسم کر دیا۔ اور محمد کے پاس لے گیا۔ جب محمد نے عبد اللہ کو دیکھا تو خوشی سے چلایا، تمہارا چہرہ فتحِ مندگار ہے۔ عبد اللہ نے کہا، یہ آپ کا چہرہ ہے رسول اللہ جو فتحِ مندگار ہے۔“ (12)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک محمد اور اسلام کا آخری مقصد پورا نہ ہو جائے۔ کئی وجوہات کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ جھوٹ بولنا مقدمہ اور جائز ہے۔ اس صورت حال میں اصل مقصد کے حصول کے لئے جسے محمد چاہتا تھا کہ اُسے قتل کیا جائے۔ جھوٹ بولنا جائز تھا۔ بدستی سے تمام مسلمان محمد کے رویے کو اعلیٰ مثال جانتے ہیں۔ یہی روایا جبھی محمد کے ماننے والے رکھتے ہیں۔

مقاصد اور خوشحالی کے حصول کے لئے فریب

امام الغزیلی، مشہور ترین مسلم مذہبی ماہرین اور فلسفی، جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے۔ غزاں کے نزدیک ثابت اور مفید مقاصد کے حصول کے جھوٹ بولنا جائز ہے:

”جھوٹ بولنا مقاصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر ایک قابل تحسین مقصد جھوٹ اور سچ بولنے سے قبلی حصول ہے تو جھوٹ کے ذریعے یہ حاصل کرنا حرام ہے۔ کیونکہ پھر اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اور اگر کوئی مقصد سچ کے بجائے جھوٹ سے حاصل کرنا ممکن ہو تو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔“ (13)

”یہ جانتے ہوئے کہ جھوٹ خود گناہ نہیں ہے بلکہ اگر یہ تمہیں نقصان دے تو یہ راہ سکلتا ہے۔ تاہم اگر یہ تمہیں رُمانی سے دور رکھے اور اس میں تمہاری ترقی ہو تو تم جھوٹ بول سکتے ہو۔“ (14)

یہ انکار کرنا واقعی ناممکن ہے کہ اسلام میں فریب کی بڑیں ہر گھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی مذہبی نظام جھوٹ اور فریب کی اجازت دیتا ہے۔ مغرب میں اسلام کو پھیلانے میں بھی جھوٹ اور فریب کا بڑا ہاتھ ہے اور اسی طرح آخر دنوں سے متعلق ہماری بحث کے بہت سے معاملات میں جھوٹ کا عنصر شامل ہے۔

مغرب میں اسلام کے اثرات

آج کے حوالے کے اثرات پر عبد اللہ العربی تبصرہ کرتا ہے:

”اسلام کی راہ کے لئے جھوٹ بولنے کی تائید کرنے کا اصول مغرب میں اسلام کے مذہب کے پھیلاؤ سے متعلق امور پر گہرے اثرات رکھتے ہیں۔ مسلم فعالیت پسند اسلام کی تصویر کو جھوٹ کے ہتھکنڈوں کی کوششوں سے چکار ہے ہیں اور اسلام کی اشاعت اور نو مسلموں کے لئے اسے مزید پُرکشش بنارہے ہیں۔“ (15)

میں ذاتی طور پر اس متحرک نقطہ کا مشاہدہ کر چکا ہوں اور حقیقت اتنی تلخ ہے کہ بہت سے میکی علمی یا لڑائی سے بچنے کی وجہ سے اس فریب کی روانی کی پڑتال نہیں کرتے۔ جب امریکیوں نے نائین الیون کے بعد متعدد نام نہاد اعتماد پسند مسلمانوں کی دفاعی تقاریروں کا مشاہدہ کیا جس میں اسلام کو ”من کا مذہب“ کہا گیا۔ مثال کے طور پر، ان میں سے بہت سے لوگوں نے جانتے ہوئے بھی اسلام کی حقیقی نوعیت کو غلط پیش کیا۔ بہت سے لوگ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ جنی ملاقاتوں میں کہیں زیادہ جارحانہ اصلاحات سے بات کرتے ہوئے پائے گئے۔ ہم مثال کے طور پر عراحتم کی نشاندہی کرتے ہیں جو امریکی اسلامی تعلقات کو نسل کے چیزیں میں ہیں اپنے آخری باب میں کہتا ہے۔ یہ مسلمان جو خود کو

اعتدال پسند مسلمان کہتے ہیں اسلام کی غلط تصویر پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ذہنوں میں، وہ اسلام کی حفاظت امر کی نصان سے بچنے کے لئے کر رہے ہیں۔ یہ بہت نصان دہ ہے۔ امر کی نصانی اور بد قسمی سے بہت سی سیاسی قیادت یا تو اس بے بقینی اوقات میں ایسے، ہترین لوگوں کی تلاش میں ہیں جو ان کو آرام دیں۔ یا پھر مغرب کی ناگزیر خاموشی بذریعہ مستقل اخلاقی اضافیت اور سیاسی صداقت سے یقینی پیش آیا۔ وہ چند جو اسلام کی حقیقت نویت بتاتے ہیں ان کو یا تو نئے نظر کہا جاتا ہے یا پھر مکروہ یا پھر دونوں۔ جب کبھی اسلام کی طرف سے بڑی بُرا آتی ہے تو اُسی اسلوب کو اپنایا جاتا ہے۔ اس پر توجہ کریں اور آپ اسے بار بار دیکھیں گے۔

آخر دنوں کے لئے اثرات

بے شک اسلامی عقائد کے جھوٹ کے اثرات واضح ہیں جن کا اثر آخر دنوں پر ہوگا۔ بالکل تاثیٰ ہے کہ ان دنوں میں فریب کو مکمل حکمرانی حاصل ہوگی۔ عملی طور پر ہر پیرا گراف جہاں آخری وقت کے بارے میں نئے عہد نامے میں بحث کی جاتی ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ ایمانداروں کو بہت ممتاز رہنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ دھوکہ نہ کھائیں۔ مندرجہ ذیل ایسی آگاہی سے متعلق چند مثالیں ہیں:

صلیب پر لٹکائے جانے سے پہلے یسوع مسیح اپنے شاگردوں سے آخر دنوں کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ اُس کی پہلی نصیحت بھی یہی تھی کہ فریب نہ کھانا بلکہ ہوشیار رہنا:

”اور جب وہ زیتون کے پھاڑ پر بیٹھا تھا اُس کے شاگردوں سے شاگردوں سے الگ اُسکے پاس آ کر کہا ہم کو بتا کہ یہ یا تین کب ہوگی؟ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوع نے جواب دیا کہ خبردار اکوئی تم لوگراہ نہ کر دے۔“ (متی ۲۳:۲۲)

یسوع مسیح اس فریب کی طاقت سے مزید آگاہی دیتا ہے:

”اوہ اُس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے اور ایک دوسرے کو کپڑا کھائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت کھینچے اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہو گئے اور بہتیروں کو گمراہ کر یں گے۔۔۔ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہو گئے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو بُرگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں گے۔ دیکھو میں نے پہلے ہی ٹھم سے کہہ دیا ہے۔“ (متی ۲۴:۱۰-۲۲، ۲۵:۱۱-۱۲)

اسی طرح پلوں رسول بھی ہمسلیکیوں کی کلیساوں کو اس کی بابت آگاہ کرتا ہے:

”اپنے خُداوند یسوع مسیح کے آنے اور اُس کے پاس اپنے جمع ہونے کی بابت۔۔۔ کسی طرح کے فریب میں نہ آنا۔۔۔“ (۲- ہمسلیکیوں ۱:۲)

مقدس پلوں رسول آئندہ فریب کو ”طاقدور دغا“ کا نام دیتا ہے:

”اوہ جسکی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق پر طرح کی جھوٹی مدت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ۔ اور ہلاک ہونے والوں کے لئے ناراستی کے ہر طرح کے دھوکے کے ساتھ ہوگی اس واسطے کے انہوں نے حق کی محبت کو اختیار نہ کیا جس سے اُنکی نجات ہوتی۔ اسی سبب سے خُدا اُنکے پاس گمراہ کرنے والی تاثیر بھی ہو گاتا کہ وہ جھوٹ کو حق جانیں اور جتنے لوگ حق کا یقین نہیں کرتے بلکہ ناراستی کو پسند کرتے ہیں وہ سب سزا پا سکیں۔“ (۲- ہمسلیکیوں ۹:۲)

نتیجہ

میں سمجھتا ہوں کہ کسی کو جھوٹا کہنا تو ہین آمیز ہے۔ جیسا کہ میں نے محسوس کیا کہ یہ حقیقت بہت اچھی طرح ظاہر کرنا بہت ضروری تھا کہ محمد، قرآن حدیث اور اسلامی علماء سب مقاصد کے حصول کے لئے جھوٹ بولنے کی اجازت دیتے ہیں۔ میں نے اس سچائی کو یہاں لکھ دیا ہے۔ یہ بے بنیاد الزام نہیں جو ”اہل باطل کی طرف سے“ لگائے گئے۔ بلکہ یہ حقیقت میں اسلام کی پختہ تعلیم اور عمل ہے۔ جب کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت سخت الفاظ ہو سکتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اسلام ایک ایسا نامہ ہی نظام ہے جیسے ایک حقیقی باپ کا بیٹا ہو۔ وہ شیطانی قوت جس نے غارہ رام میں محمد کو زد کوب کیا وہی جھوٹ کے عقائد کو تحریک دیتی ہوئی آج مذہب اسلام کو متاثر کرتی ہے۔ جبکہ مجھے یقین ہے کہ یہ تصریح زیادہ تر مسلمانوں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو سکتے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ مجھ سے ان معلومات پر خفانہ ہوں بلکہ انہیں اپنا غرضہ محمد کی روایات اور اسلام کے ان علماء پر ظاہر کرنا چاہیے جنہوں نے نہ صرف اس روؤیے کو بخشنما بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی۔ یہ وہ روؤیہ ہے جو ان لوگوں کے درمیان نہیں پایا جانا چاہیے جو خود کو متفق کہتے ہیں۔ باطل تمام لوگوں پر زور دیتی ہے کہ وہ اپنے حقیقی آسمانی باپ کے مشابہ ہوں جو تمام انوار اور سچائی کا خلا ہے۔

جبکہ زیادہ تر لوگ اتفاق کر یں گے کہ مذہب اور فریب کو ایک دوسرے میں ختم نہیں کر سکتے۔ اسلام میں یہ واضح ہے کہ فریب اور مذہب باہم ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ اسی طرح، ہم آخری دنوں میں اس بات پر یقین کر سکتے ہیں کہ فریب اور مذہب آپس میں گوندھے ہوئے ہوئے ہونے کے حق کو ڈھوندنامشکل ہو جائے گا۔ اس طرح ایک مرتبہ پھر اسلام آخری دنوں کی مخالفِ مسیح کی بنیادی اشیائیات کو مکمل کرتا ہے۔

عظمیم انحراف، مذهب، دہشت گردی اور اسلام کی تبدیلی کی شرح عظمیم انحراف، مذهب

بانبل کے مطابق آخر دنوں کا سب سے زیادہ تباہ گن اور در دن اک پہلو عظیم انحراف مذهب ہے۔ بانبل بتاتی ہے کہ آخر دنوں میں وہ جو یوسع مسح کے نام سے خود کو نہ کیا، یا ناصری کہتے ہیں وہ اپنے ایمان سے بھر جائیں گے۔ یہاں تک کہ یوسع مسح سے لتعلق ہو جائیں گے۔ یوسع مسح نے اس خوفناک اور گلڈمڈور کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

”اُس وقت بہتیرے ٹھوک رکھا جائیں گے اور ایک دوسرے کو پکڑوا جائیں گے اور عداوت رکھیں گے۔“ (متی ۲۶:۱۰)

مقدس پلوس رسول ایک سے زائد موقوں پر ایمانداروں کو دھوکہ نہ کھانے کی تلقین کر چکا ہے۔ جب تک کہ عظیم انحراف مذهب اور مخالف مسح برپا نہ ہو جائے اور ”خُد اوند کا دن“ یوسع کا واپس آنا نہ ہو جائے۔

”کسی طرح سے کسی کے فریب میں نہ آنا کیونکہ وہ دن نہیں آئے گا جب تک کہ پہلے برگشٹگی نہ ہو۔ اور وہ گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو۔“
(۲- تہسلیکیوں ۳:۲)

”لیکن روح صاف فرماتا ہے کہ آئندہ زمانوں میں بعض گمراہ کرنے والی روحوں اور شیاطین کی تعلیم کی طرف متوجہ ہو کر ایمان سے برگشته ہو جائیں گے۔“
(۱- تہسلیکیوں ۲:۱)

اس باب میں ہم جانچیں گے کہ کس طرح اسلام کی ڈرامائی ترقی عظیم انحراف مذهب کا موجب بنتی ہے۔ اسی طرح مخالف مسح اور دہشت گردی کے درمیان تعلق کا جائزہ لیں گے۔

اسلام کا عالمی شہرت کے لئے ابھرنا

چونکہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اللہ کو ایک مانا اور اس کی مکمل حاکیت پر ایمان لانا ہے۔ بہت سے مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر اس خیال کے ساتھ مشکل وقت گزارنا پڑتا ہے کہ ایک لمبے عرصے سے اسلام میسیحیت کے بعد دوسرے نمبر پر آ رہا ہے۔ اگر اللہ تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے اور اسلام اُس کا نہ مذهب ہے تو دنیا بھر میں اسلام کی میسیحیت کے بعد ثانوی حیثیت کیوں ہے؟ اللہ نے کیوں اسے اجازت دی؟ یہ وہ چیز ہیں جن سے بہت سے مسلمان گشتنی لڑ رہے ہیں۔ تاہم میرے مطابق آئندہ چند دہائیوں میں اسلام میسیحیت کے قریب ترین پہنچانا شروع کر دیگا۔ وہ پھر دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہو گا۔ اسلام کا نفسیاتی فروغ زبردست ہو گا۔ دوسری جانب میسیحیت کے لئے بھی یہ ایک نفسیاتی گہرا دھپکا ہو گا۔ یکا یک بہت سے مسیحی خود سے سوال پوچھیں گے۔ اگر خدا سب سے طاقتور ہے تو پھر اس نے اسلام کو کیوں اجازت دی کہ وہ دنیا پر غلبہ حاصل کرے۔ مسلمان فخر یہ دعویٰ کریں گے کہ اب مسح یوسع انسانی تاریخ میں سب سے با اثر خصیت نہیں رہا بلکہ اب محمد ہے۔ مسلمانوں کے درمیان اس طرح کا خوشی کا سمااء ہو گا کہ اس سے پہلے کی فتوحات میں بھی ایسی مُسرت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ میں یہاں پر منفی ارادہ پیش نہیں کر رہا بلکہ میں لوگوں کے مشاہدات کی بات کر رہا ہوں۔ میں تو قع رکھتا ہوں کہ ہم وہ نقطہ عروج دیکھیں گے جب اسلام میسیحیت پر فوقیت لے جائے گا۔ پھر اچانک اسلام قبول کرنے کا زبردست دھماکہ ہو گا۔ اُس وقت شہادت کی طاقت مسلمانوں کے لئے طاقتور ہتھیار ہو گا۔ جتنے زیادہ سے زیادہ مغربی اسلام قبول کرتے ہیں اسلام کے دعویٰ اور چیلنجوں کا سلسلہ مغربی مسیحیوں کے لئے کہیں زیادہ مشکل بن گیا ہے۔ موجودہ تحصیبات جو کئی مغربی مسیحیوں کو اسلام کے اصل چہرے سے الگ کرتے ہیں۔ کوئی بھی مسجدار اور مخلص لوگ مسلمان بن جائیں گے۔ کب تک لوگ تحصیبات کو پچھے چھپے اور اسلام کو نظر انداز کرنے کے قابل ہو گے۔ وہ اسلام جس میں شفافت اور عملی کی ہو لیکن مذهب مقدم ہو۔ اس طرح بہت سے مغربی لوگوں کو اسلام زبردستی قبول کروایا جائیگا۔ آج امریکہ میں، ماضی کے لادینی لوگ جب وحدانیت

قول کرنے اور خدا کے پیچھے چلے کافیصلہ کرتے ہیں تو وہ مذہب کے انتخاب کے لئے جگہ انہیں کرتے۔ جیسا کہ اسلام مغرب میں پھیلتا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے پاس دو حقیقی انتخاب موجود ہیں: مسیحیت یا اسلام؟

ہمیں اس وقت یہ توقع ہونی چاہیے کہ اسلامی برادری کے درمیان اسلامی دنیا کے غلبے کو مکمل کرنے کے مقصد کی طرف دیوانہ پن پایا جاتا ہے۔ نفسیاتی بڑھوتی جس کا مسلم دنیا تجربہ کر گی وہ زبردست ہو گا۔ یہ بے قراری صرف بڑھے گی اگر اس عرصے کے دوران امریکہ بطور سپر پاؤ ریف و رلٹنمیاں طور پر کمزور ہوتا ہے۔ بالکل یا ایک قیاس آرائی ہے لیکن باخبل نبوت میں امریکہ کی حقیقی اہمیت کی ظاہری کی کب نبیاد پر نبوت کے بہت سے اساتذہ دلیل دیتے ہیں کہ آخر دنوں سے کچھ پہلے، امریکہ دنیا میں اپنی طاقت اور شہرت کھودے گا۔ جبکہ میں اس مایوس صورتحال کی امید نہیں کرتا۔ مختلف عالمی طاقتتوں کے مسلسل عروج و زوال سورج کے عروج و زوال کی طرح ہیں۔ پھر ہم صرف اندازے لگا رہے ہیں۔ لیکن اگر یہ دنوں عوام قریب الوقت زونما ہوتے ہیں یعنی امریکہ کا زوال اور اسلام کا عروج تو بے شک یہ تائید کی جاتی ہے کہ مسلمان دنیا بھر میں اسلامی تحریک کو جادا ہیں گے۔ اس طرح کہ جو پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ یہی دنیا بھر کے مسلمانوں کا حقیقی مقصد ہو گا۔ مبصرین الہامی تحریکوں کی طرف مسلسل اشارہ دے چکے ہیں کہ کسی فرد میں سب سے نظرناک اتفاق میں سے ایک یہ احساس ہے کہ مُدَّا مکمل طور پر کسی ایک طرف ہے اور عقیدہ تشدہ ایک خدائی حکم ہے۔ جب اس طرح کاظم و ستم امام مہدی کی نگرانی میں واقع ہو گا تو عذر پیش کرنا اور انہیں نظر انداز کرنا آسان نہیں ہو گا۔ مسلمانوں کی نگاہ میں روحانی کافر کینسر کے آخری آثار امن کے دور کی تیاری میں دنیا سے پاک صاف کئے جائیں گے۔ درج ذیل بیان پر غور کریں جو آیت اللہ ابراہیم آمینی امام مہدی (انسانیت کا رہنما) وہ ان لوگوں کا حوالہ دیتا ہے جو اسلام کو قبول کرنے سے انکار کرتے اور زمین پر امام مہدی کی قیادت میں شامل نہیں ہونا چاہتے۔ ہم پڑھتے ہیں:

”یگروہ یقیناً الناصف کے مخالف ہو گے اور کسی بھی طاقت کے خلاف اپنی ضدی عداوت کو بھی نہیں ترک کریں گے۔ ایسے لوگ اپنے وابستہ مفادات کے تحفظ کے لئے امام مہدی کے خلاف سب کچھ کریں گے۔ اس کے علاوہ وہ ان کے خلاف جو امام مہدی کی حمایت کرتے ہیں اپنی طاقت سے بگاڑ اور جگڑا کریں گے۔ اس گروہ کے منقی اثر و رسول کو گلچنے کے لئے جنگ اور قتل و غارت کے سوا کوئی عمل نہیں۔“ (۱)

بالآخر، حقیقی فتح ہے محسوس کیا جاتا ہے بہت قریب ہے۔ بے شک ذرائع کا جواز پیش کریں گے۔ ہر طرح کا قتل قابل معافی ہو گا۔ جب تک کہ اسلام کی تائید کا مقصد حاصل نہیں ہو جاتا۔ اس نفسیات کو یہاں کم اہمیت نہیں دی جا سکتی۔

سٹاک ہوم سنڈروم کا ایک عالمی کیس

لیکن جذباتی سرگرمی سے پرے ہم مسلمانوں کے درمیان دیکھنے کی توقع کریں گے۔ ہم ان لوگوں کے درمیان جو مسلمان نہیں ہونا چاہتے میں دہشت دیکھنے کی توقع رکھیں گے۔ یہ ہمیں ایک اہم نفسیاتی عضر کی طرف لاتا ہے جو آخر دنوں میں اپنا کردار ادا کریگا۔ یعنی دہشت۔ لیکن یہاں اس کو ایک نفسیاتی نام دیا گیا ہے جسے ”سٹاک ہوم سنڈروم“ کہتے ہیں۔ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی وضاحت کروں۔ شاید مخالفِ مسیح کی انوکھی خاصیت یہ ہے کہ تمام روئی زمین پر مذہبی عبادت اور شیطانی فوجی مشینی دنوں کے ساتھ آئے گا۔ ابتدائی طور پر یہ دنوں عناصر ایک دوسرے کے ساتھ غیر متوازن اتحاد لئے ہوئے گلتے ہیں۔ ہم مغرب میں اپنی مذہبی آزادی کے ساتھ عبادت کو بطور تنظیم کا عمل اور کسی سے محبت جو اس کے لائق ہو سمجھتے ہیں۔ بہر حال ہم مکافہ کی کتاب میں ذہنیت کا اشارہ دیکھتے ہیں۔ جس میں شیطان اور حیوان کی عبادت موجود ہے۔ یہ آیت کہتی ہے ”لوگوں نے اُس اثر دہا کی پرستش کی کیونکہ اس نے اپنا اختیار اُس حیوان کو دیا تھا۔ اور انہوں نے اُس حیوان کی بھی پرستش کی اور پوچھا، اُس حیوان کی ماں نہ کون ہے؟ کون اس کے خلاف جگ کر سکے؟“ ہم دیکھتے ہیں کہ پرستش کرنے والے اگر اسے ہر انہیں سکتے تو اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ وہ ذاتی طور پر خوف اور دہشت کے قابو میں ہو گے۔ ہم یہاں سٹاک ہوم سنڈروم کی ایک واضح مثال دیکھتے ہیں۔ سٹاک ہوم سنڈروم بنیادی طور پر ایک نفسیاتی کیفیت ہے جس کا بار بار مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ جہاں کسی کو قید میں رکھا جاتا ہے اور پھر تشدید کیا جاتا ہے۔ پھر اسے اذیت دینے والے کی حمایت کے لئے کہا جاتا ہے۔ اس طرح کا ایک کیس امریکہ میں ہوا جب ایک اخبار کی مالک پیغمبر اشیہ ہیرسٹ کو سمیبوئی لبریشن آری نے انغواع کیا اور بالآخر اسے اُن کا ساتھ دینا پڑا اور وہ مسلح بنک ڈیکٹی کی واردات میں شامل ہوئی۔ مستقبل کے حیوان کے پرستاروں کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ اُن کو وندھو

اور کچلو جو حیوان کی عبادت نہیں کرتے۔ دوسرا لفظوں میں، وہ پوچھیں گے ”کون اس کی طرح ہے؟“ یہ حریت کی بات نہیں، نفیات کے ماہرین یہ مشاہدہ کر چلے ہیں کہ دہشت گردی کا نشانہ بننے والوں سے برابری کا سلوک یا اُن اسیروں کے رویے کے ساتھ گیر خلاف ورزیوں کو شاک ہوم سنڈروم میں آتے ہیں۔ ہماری بحث سے متعلق ان کا موازنہ بہت دلچسپ ہے۔ شاک ہوم سنڈروم کے مضمون میں: نصف ریغالیوں کے لئے، ہم پڑھتے ہیں:

”شاک ہوم سنڈروم ایک جذباتی لگاؤ کا نام ہے۔ اسیروں کو قتل نہیں کرتا۔۔۔ موت کے خطرے کی بڑی نتیجے میں اسیروں کے اندر تشكیر اور خوف کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو پہلے اس کے دل میں دہشت گرد کے لئے فتنی جذبات تھے۔ متاثرین کو بقا کی ضرورت ہوتی ہے۔ بقا اُس شخص کے دل میں اُس شخص کے لئے محبت پیدا کرتی ہے جس نے یہ سارا واقعہ برپا کیا تھا۔ مظلوم اُس شخص کو ایک اچھا انسان بلکہ نجات دہنده مانتا ہے۔“ (2)

تو پھر کیا ہمیں ہمارا ہونا چاہیے کہ شاک ہوم سنڈروم دہشت گردی سے دوچار ملک اسرائیل میں کام کرتی ہے؟ جارج ای رو بن، گلشنی میگزین، مئی ۲۰۰۰ء، اسرائیل کے کئی لوگوں میں شاک ہوم سنڈروم کی بکثرت علامات دیکھتے ہیں:

”نہ ختم ہونے والے تنازعہ کے ۵ سال بعد، کئی اسرائیلی یہودی کو لگا کہ قوم کو برقرار رکھنے کا بوجھنا قابل برداشت ہے۔ ملک کے سیاسی اشر فیہ۔۔۔ جو تعلیم، ثقافت، نیوز میڈیا اور حکومت کو سنبھالتے ہیں۔۔۔ وہ یہودی پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ عربوں کی خواہش کے لئے اسرائیل کو تباہ کرتے ہیں۔ اکثریت شاک ہوم سنڈروم زدہ دکھائی دیتے ہیں۔ اگرچہ عرب کے متاثرین نفرت کرتے ہیں وہ ان طالبوں کے ساتھ ان کی شناخت کرتے ہیں۔“ (3)

اس مشاہدہ میں رو بن اکیلانہیں ہے۔ احراب میگاڈ، ایک اسرائیلی ناول نگار رو بن کے تبصرے کی عکاسی کرتا ہے:

”ہم ایک مظہر کے گواہ ہیں جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی؛ ایک جذباتی اور اخلاقی شناخت جو اسرائیل کے طبقہ علماء کی اکثریت کی طرف سے ملی جو ہماری مکمل تباہی کرنے والوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔“ (4)

یہاں تک کہ نفیات کے ماہرین اور دانشوار اسرائیل میں مذہبی دہشت گردی کے متاثرین کے درمیان اور دیگر مقامات پر شاک ہوم سنڈروم کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ مخالفین مسح کی خوبی سلطنت بھی شاک ہوم سنڈروم کی طرح متاثر کرے گی۔ لوگ بالآخر دہشت پر مکمل قابو پالیں گے جو ان کو حیوان کی عبادت کرنے پر مجبور کرے گا۔ قتل کرنے والا نجات دہنده بن جائے گا۔

کیا یہ پہلے ہی شروع ہو چکا ہے؟

یہ تحریک نائین الیون سے مغربی لوگوں کے درمیان قبول اسلام کی بنیادی وجہ کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہمارا ہم ہمیں بتائے گا کہ نائین الیون کی وجہ سے بہت سے اسلام کو ترک کر دیکھنے لیکن ہم اس کے بر عکس دیکھتے ہیں۔ ہم یہ مظہر ایک امر کی عورت کی گواہی میں دیکھتے ہیں کہ کیسے اُس نے اسلام قبول کیا: نیویارک ٹائمز کی ایک کہانی میں ہم نائین الیون کے بعد بہت سے نو مسلم کو دیکھتے ہیں:

”شانن سٹالوچ نوہیں معلوم کہ کیوں، لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ جہاز ان غواء ہوا ہے تو اُس نے اپنے بیگ سے ایک کتاب نکالی اور عربی عقیدہ کی تلاوت کرنے لگی۔ ۱۲ دنوں کے بعد اُس نے اسلام قبول کیا۔“ (5)

اس کہانی کا پہلو اور اسی طرح کئی اور کہانیوں نے مجھے حیران کیا کیونکہ ان نو مسلم نے بغیر کسی روحانی اور داشمندی کی وجہ دریافت کئے اسلام قبول کیا۔ نہیں یقین کہ کیوں؟ اس عورت نے محسوس کیا کہ اُسے اسلام قبول کرنا چاہیے جبکہ اس حادثہ میں ہزاروں لوگ مارے گئے۔ اشالوچ کے کیس میں، اسلامی دہشت کے مطلوبہ اثرات تھے۔ یقیناً اسامہ بن لادن اس خبر کو سُن کر خوشن ہوا ہو گا۔

آخر دنوں میں دہشت ہزار گناہ بڑھ جائے گی۔ اور بابل واضح بتاتی ہے کہ زمین کے باشندوں پر دہشت کے بادل چھا جائیں گے۔ ”اس حیوان کی طرح کون ہے؟“ کون اُس کے خلاف جنگ کر سکتا ہے؟ اس کی مزاحمت کیوں؟ وہ بے حد طاقتور ہے وہ کہیں گے۔ اور بابل کہتی ہے ہر قبیلہ، قوم، اہل زبان اور زمین کے سب باشندے اس حیوان کی پرستش کریں گے۔

آج جو ہم یا بھرتے ہوئے رجحانات دیکھتے ہیں۔ دہشت گروں کے مذہب کی طرف سے دہشت پیدا کر کے اُن کے ایمان کو بدلا، آخر دنوں میں پھل دار ثابت ہو گی۔ جیسا کہ حیوان اور اسکی سلطنت اپنے مذہب کے نام پر پوری دنیا میں دہشت پھیلا دیں گے۔ پس ایک مرتبہ پھر، مخالفِ تحریک کے وہ طریقے دیکھتے ہیں جس میں دہشت اور خوف ہے۔ اور یہی طریقہ اسلام بتاتا ہے۔ نفیات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

آخر دنوں میں اسلام اور بائبل کہانیوں کا موازنہ

پس ہم مختصر اس حصہ میں بائبل اور اسلامی آخر دنوں کی کہانیوں کی حیرت انگیز ممااثلت کا جائزہ سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

بائبل: مخالفِ مسیح ایک بے مثال سیاسی، فوجی اور مذہبی رہنما ہے جو آخر دنوں میں اُبھرے گا۔

اسلام: امام مہدی ایک بے مثال سیاسی، فوجی اور مذہبی رہنما ہے جو آخر دنوں میں اُبھرے گا۔

بائبل: جھوٹا نبی ایک ثانوی متاز شخصیت ہے جو آخر دنوں میں اُبھرے گا اور مخالفِ مسیح کی حمایت کریگا۔

اسلام: عیسیٰ اُمّت مسیح ایک ثانوی متاز شخصیت ہے جو آخر دنوں میں اُبھرے گا اور امام مہدی کی حمایت کریگا۔

بائبل: مخالفِ مسیح اور جھوٹا نبی مل کر ایک طاقتور فوج تشكیل دینے گے جو اس زمین کے لئے نقصان دہ ہو گی اور وہ ہر قوم اور پوری دنیا پر غلبہ حاصل کریں گے۔

اسلام: امام مہدی اور عیسیٰ اُمّت مل کر ایک طاقتور فوج تشكیل دینے گے جو اس زمین کے لئے نقصان دہ ہو گی اور وہ ہر قوم اور پوری دنیا پر غلبہ حاصل کریں گے۔

بائبل: جھوٹے نبی کو بنیادی طور پر بھیڑ کے لباس میں اڑ دہا کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

اسلام: عیسیٰ اُمّت اُس نام سے آتا ہے جسے لوگ ”خُدا کے بڑا“ یا عُمّج ناصری کے نام سے جانتے ہیں۔ عیسیٰ اُمّت اُن سب قتل کر لیا جو اسلام کی اطاعت قبول نہیں کریں گے۔

بائبل: مخالفِ مسیح اور جھوٹا نبی نیا اور لذآرڈر قائم کرتے ہیں۔

اسلام: امام مہدی اور عیسیٰ اُمّت نیا اور لذآرڈر قائم کرتے ہیں۔

بائبل: مخالفِ مسیح اور جھوٹا نبی ساری دنیا کے لئے منے قوانین قائم کریں گے۔

اسلام: امام مہدی اور عیسیٰ اُمّت ساری دنیا کے لئے منے قوانین قائم کریں گے۔

بائبل: کہا جاتا ہے کہ مخالفِ مسیح اوقات کو بدلتے گا۔

اسلام: یہ بات یقینی ہے کہ اگر امام مہدی پوری دنیا میں اسلام کو قائم کرتا ہے تو وہ ہفتہ اور اتوار کے روز کو آرام کے اختتامہ روز کی بجائے جمعہ کے دن میں بدلتے گا جو اسلام کا مقدس دن ہے۔ اور وہ گریگوریں کیلیڈر رکھتی کر دیگا اور اس کی جگہ اسلامی کیلیڈر راستعمال کریگا۔ یہ ہر اسلامی ریاست میں استعمال ہوگا۔

بائبل: مخالفِ مسیح اور جھوٹا نبی دونوں طاقتور مذہبی رہنماؤں نے جو ایک عالمگیر مذہب کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔

اسلام: امام مہدی اور عیسیٰ اُمّت اسلام کو قائم کریں گے جو زمین پر واحد مذہب ہو گا۔

بائبل: مخالفِ مسیح اور جھوٹا نبی کو عالمی مذہب پر عمل درآمد کرنے کے پابند ہنا ہیں گے۔

اسلام: امام مہدی اور عیسیٰ اُمّت ہر ایک کو اسلام پر عمل درآمد کرنے کے پابند ہنا ہیں گے۔

بابل: مخالفِ مسیح اور جھوٹے نبی خاص طور پر سر قلم کرنے کا طریقہ استعمال کریں گے اُن لوگوں کے خلاف جو عمل درآمد کی پابندی نہیں کریں گے۔
اسلام: امام مہدی اور عیسیٰ اُسخ سزاۓ موت کے لئے سر قلم کرنے کا اسلامی طریقہ استعمال کریں گے۔

بابل: مخالفِ مسیح اور جھوٹے نبی کے پاس خاص طور پر یہودیوں کو زیادہ سے زیادہ قتل کرنے کا ایک بندہ ہو گا۔
اسلام: امام مہدی اور عیسیٰ اُسخ کے پاس مکمل طور پر یہودیوں کو زیادہ سے زیادہ قتل کرنے کا ایک بندہ ہو گا۔ جب تک کہ کچھ اپنے آپ کو درختوں اور پتھروں کے پیچھے نہ چھپا لیں۔

بابل: مخالفِ مسیح اور جھوٹے نبی یہودی شلیم کو فتح کرنے اور قبضہ کرنے کے لئے حملہ کریں گے۔
اسلام: امام مہدی اور عیسیٰ اُسخ یہودی شلیم کو اسلام کے لئے فتح کر کے قبضہ کر لینے گے۔

بابل: مخالفِ مسیح یہودی ہیکل میں اپنا تخت قائم کریگا۔
اسلام: امام مہدی یہودی شلیم سے اسلامی خلافت قائم کریگا۔

بابل: جھوٹا نبی کہا جاتا ہے کہ مخالفِ مسیح کی حمایت میں بہتر ویں کو دھوکہ دیجئے کے لئے مجرمات کریگا۔
اسلام: کہا جاتا ہے کہ امام مہدی کا موسوی اور فضلوں پر اختیار ہو گا۔ اُس کا چہرہ چنکے گا۔ ہم یہ بھی فرض کر سکتے ہیں کہ عیسیٰ اُسخ کو اُسی طرح کی طاقت دی جائے گی جس طرح اپنی پہلی آمد پر اللہ کی طرف سے دی گئی تھی۔

بابل: مکاشفہ کی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ مخالفِ مسیح سفید گھوڑے پر سوار ہو گا۔
اسلام: قرآن کی آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ امام مہدی سفید گھوڑے پر سوار ہو گا۔

بابل: کہا جاتا ہے کہ مخالفِ مسیح سات برس کے لئے اسرائیل کے ساتھ امن کا معاهدہ کریگا۔
اسلام: کہا جاتا ہے کہ امام مہدی بھی سات برس کے لئے اسرائیل (لاوی) کے ساتھ امن کا معاهدہ کریگا۔

بابل: مخالفِ مسیح اور جھوٹے نبی کے حملوں سے یسوع مسیح ناصری اسرائیل میں یہودیوں کا دفاع کریگا۔
اسلام: دجال، یہودیوں کی بھرپور حمایت حاصل کریگا اور خود کو یسوع مسیح کہے گا۔ وہ امام مہدی اور عیسیٰ اُسخ کے خلاف بڑیگا۔

بابل: مخالفِ مسیح کی روح میسیحیت کے مرکزی عقائد یعنی تثییث، تحریم اور یسوع مسیح کی مصلوبیت کا انکار کریگی۔
اسلام: امام مہدی میسیحیت کے مرکزی عقائد یعنی تثییث، تحریم اور یسوع مسیح کی مصلوبیت کا انکار کریگی۔

بابل: یسوع مسیح اور پولوس رسول نے شروع ہی سے مسیحیوں کو آخر دنوں میں فریب سے متعلق آگاہ کر دیا تھا۔
اسلام: اسلام وہ واحد نہب ہے جو فریب کے ہتھیں دلوں سے اپنی تاثیر کو قائم کرتا ہے۔ اس کے خاص عقائد فریب دیئے کی اجازت دیتے ہیں جب تک کہ مطلوب مقاصد حاصل نہ ہو جائیں۔

بابل: بابل میں ان تمام اقوام کا ذکر ہے جو مخالفِ مسیح کی حتمی سلطنت میں شامل ہونگے۔ یہ تمام مسلم ریاستیں ہیں۔

اسلام: تمام مسلمانوں کو امام مہدی کی بیعت لینے کا حکم دیا گیا ہے جو اسلام کا آخری خلیفہ اور امام (رہنما) ہو گا۔

بابل: تاریخ اور بابل سے ہم سیکھتے ہیں کہ مخالفِ مسیح کی قبائل سلطنت رومی سلطنت کو فتح کرنے والی سلطنت کی طرح ہو گی۔
اسلام: وہ سلطنت جس نے رومی سلطنت کو فتح کیا وہ سلطنت عثمانی تھی۔

بابل: جب مخالفِ مسیح اپنے گا تو وہ ایک قوم کا نظام قائم کر لے گا۔ یہ نظام اُسے نجات دہنہ کے طور پر پیش کر لے گا اور کہا جائے گا کہ اس پر بیعت لی جائے۔
اسلام: اسلام پہلے ہی دنیا کا دوسرا بڑا مہب ہے اور دو دہائیوں کے اندر اپنی موجودہ ترقی کی شرح کی بناء پر سب سے بڑا مہب بن جائے گا۔ ایک عالمگیر مختار اندازے کے مطابق اسلام امام مہدی کا منتظر ہے۔

آئندہ سیکشن میں ہم معلومات کا تجزیہ اور کچھ مناسب جوابات پر تبادلہ خیال کریں گے۔

مقالات کے ساتھ ممکنہ مسائل

مجھے یقین ہے کہ میں جو کچھ تحریر کر رہا ہوں اس کا ذمہ دار ہوں گا۔ اس کتاب میں پیش کیا گیا مقالہ کے خلاف کچھ دلائل اور اعتراضات اٹھ سکتے ہیں۔ اس باب میں وہ ممکنہ مشکلات پیش کروں گا جن پر میں نے ذاتی طور پر غور کیا اور آگے بتایا کہ کیوں میں نے یہ محسوس کیا کہ ان کو حل کرنا آسان ہے۔ بے شک بعض چیزیں ان تفصیلات پر زیادہ سے زیادہ روشنی ڈالنے میں مدد رکھتی ہیں کہ کس طرح کچھ چیزیں باہم کے سانچے میں نظر آسکتی ہیں۔

نتائج اخذ کرنا

مسیحی تاریخ میں بہت سے مسیحی مخالفِ مسیح اور اُس کے نظام کو شیطانی نظام مانتے ہیں۔ بعض لوگ پوپ کو بھی مخالفِ مسیح کہتے رہے۔ کچھ لوگ پُرس چارلس، میخائل گور با چوف اور صدام حسین کو بھی مخالفِ مسیح کے طور پر جانتے ہیں۔ بعض کمیوزم کے نظام اور عقائد کو مخالفِ مسیح سے جوڑتے تھے۔ اس سے پہلے کہ یورپی یونین تشکیل پاتی، بہت سے لوگوں کی قیاس آرائی تھی کہ جب یورپی یونین کے ارکان کی تعداد دس ہو جائے گی تو پھر مخالفِ مسیح بے شک بطور ”رومی سلطنت کی بحال کردہ“ حکمران اُبھرے گا۔ نیکولوی کارپیتھیا سیریز ”left Behind“ میں، جو ایک رومی سیاست دان تھا۔ وہ مخالفِ مسیح کا کردار ادا کرتا ہے۔ کئی سالوں کی مسیحیوں کی تمام مختلف قضاۓ اور احتمان اندازوں کے بارے میں ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ حقیقت میں ایسی ایک کتاب لکھدی گئی ہے۔

پاں بوئر، جو یونیورسٹی آف سکنسن میں تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ اپنی ایک کتاب ”جب وقت زیادہ نہیں ہوگا“ (1) اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ بوئر ہزار سالہ دور سے پہلے کی ہلیسیائی تاریخ کا جائزہ لیتا ہے۔ بوئر مسیحیوں کی سادہ مزاجی اور جلد بازی کو پیش کرنے میں کامیاب ہوتا ہے جو اکثر ویژت مخالفِ مسیح کی شاخت اور اُس کے نظام کو بغیر پر کھے بہت جلد قبول کرتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں، میں یہ کہتے ہوئے خوف محسوس کرتا ہوں کہ کچھ آخر دنوں کی پیشان گوئی کرنے والے اساتذہ کا یہ پیشہ بن چکا ہے۔ اور انہوں نے مخالفِ مسیح اور اُس کے نظام کی شاخت کو ایک کھیل اور ایک صنعت بنادیا ہے۔

پہنچنے کھڑے ہو سکتے ہیں اور پوچھو ہو سکتے ہیں ”آپ ایک ہی بات کر رہے ہیں؟“ آپ آج صرف شیطانی شخص (اسلام) کے لئے کراؤ سے مخالفِ مسیح کا نظام بنارہے ہیں؟ میں تو یقین نہیں کرتا۔ میں آپ کو جواب دیتا ہوں کہ کیوں؟ مجھے اسلام کو بطور مخالفِ مسیح کا نظام کہنے کے لئے کسی راہ کی تلاش کی ضرورت نہیں۔ بلکہ میں نے مسلمانوں کو اپنادوست بنایا اور اسلام کے بارے میں جانا۔ اور میں ابھی مسلمانوں سے پیار کرتا ہوں۔ لیکن میری افہام و تفہیم کے سفر کے ذریعے اور اسلام کے ساتھ قربی لگاؤ سے، اس کتاب میں مواد نے خود مجھے مجبور کیا۔ میں کسی مخفی احساسات یا جانبدار ایجنسی کے ذریعے ان نتائج تک نہیں پہنچا۔ بلکہ مواد اپنی حقیقت آپ پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ سادہ سی حقیقت یہ ہے کہ کسی دن مخالفِ مسیح کا نظام اُبھرے گا۔ یہ کب ہوگا۔ کیا ہم خوف کا دوسرا اپہلو کسی سادہ لوح مسیحی سے مخالفِ مسیح کی جھوٹی شاخت میں تلاش کریں گے؟ جب وہ حقیقی چیز آتی ہے تو کیا چچ بے عقل ہو کر اس خوف کو دیکھنے کی اجازت دے گا؟

اُن لوگوں کے لئے جو اس خیال کو چیلنج کریں گے کہ مخالفِ مسیح کے نظام کے پیچھے اسلام کی بنیادی طاقت ہے۔ تو اس مقام پر میرا جواب باہم کے حقوق دکھا کر یہ چیلنج کرنا ہوگا کہ یہ کیوں نہیں ہے؟ مخالفِ مسیح کی روح اور نظام کے کون سے پہلو جیسا کہ باہم میں بیان کیا گیا ہے اسلام کے عقائد اور روح سے مطابقت نہیں رکھتے؟ دلائل میں وہ کون سی کمزوریاں میں جو بیہاں پیش کی گئیں ہیں؟ اور اگر اسلام وہ نظام نہیں ہے جو باہم کی ضروری مطالبات کو پورا کرتا ہے تو پھر وہ کون سا نظام ہے جو یہ کردار ادا کریگا؟ بالآخر، اس کتاب کا مقصد ایک نظرے کے لئے اتنا کچھ ثابت کرنا نہیں تھا بلکہ محض کلیسیاء کے سامنے معلومات پیش کرنا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس طرح کرنے سے میں نے خدا کے سامنے اپنی ذمہ داری پوری کر لی ہے کہ ان ناقابل فراموش معلومات کو کلیسیاء تک پہنچا کر ان کو آگاہ کر دیا ہے۔ یہ کتاب بالآخر قاری کو کتاب مقدس اور دعا کی طرف مائل کرتی ہے تاکہ وہ ان کے ذریعے دیکھیں کہ کیا یہ واقعی ایسا ہے۔ اگر یہ بالکل ایسا ہے تو بہتیرے اپنی بصیرت کے ساتھ پیروی کریں گے اور جو کچھ بیہاں پیش کیا گیا ہے اس میں اضافہ کریں گے۔ اور بے

شک دنیا کی پیش رفت اسی طرح اس نظریہ کی تصدیق جاری کرتی رہے گی۔ لیکن ان معلومات کو بطور آخیرنوں کی چند معمولی یادچیپ معلومات جو ہماری نشر و انتشار کی تکمیل بننے کی بجائے، میں ہر قاری سے ابیل کرتا ہوں کہ اس معلومات کو ایک مضبوط آگاہی کے طور پر لیں اور دعا کرتے رہیں اور ہوشیار ہیں۔ وہ دن جن میں ہم رہ رہے ہیں نہایت شدید ہیں جس میں دینداری اور بیداری کے روئے کی اشد ضرورت ہے۔ ہم سب کوقدرتی طور پر اور وحاظی طور پر دنیا کی پیش رفت سے آگاہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اگر کبھی وہ دن آیا جس نے نجیگی کی اعلیٰ سلطھ کا مطالبہ کیا تو پھر بے شک یہی وہ ایام ہیں۔

اب ہم دلائل کی چند یہ صورتحال کی طرف چلتے ہیں:

مخالفِ مسیح خود عبادت کا مطالبہ کرتا ہے

شاید یہ حقیقت سب سے مضبوط دلیل ہے کہ اسلام کا نظام مخالفِ مسیح کے نظام کو پورا کریگا اور تمام ممالکوں اور شہباٹ کے باوجود ایک سادہ حقیقت یہ ہے کہ مخالفِ مسیح ذاتی عبادت کا مطالبہ کرتا ہے اور یقیناً اسلام کسی اور کسی عبادت کی اجازت نہیں دیتا۔ بے شک میسیح کے ساتھ اسلام کا یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ لیکن میں تو صرف ایک اندازہ لگا رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس مستقبل کی صورت حال کا توجہ طلب امتحان ان تمام شکوک و شہباٹ کو صاف کر سکتے ہیں۔ جن میں اس قصور کی نفی کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے کہ اسلام مخالفِ مسیح کا نظام ہے۔

پہلا نکتہ جسے یاد رکھنی کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ جب مخالفِ مسیح اپنی حکومت کے سات سال کی پہلی ششماہی پورا کرتا ہے تو وہ دراصل سات سال کے وسط سے پہلے بغادت کرنے کا تقاضہ نہیں کرتا۔ یہ اُس وقت تک نہیں ہوگا جب تک مخالفِ مسیح کی اہم عسکری فتوحات حاصل نہیں کر لیتا۔ اور دوسروں کی ایک بہت بڑی حمایت حاصل نہیں کر لیتا۔ پھر وہ اسرائیل پر حملہ کریگا اور یروشلم کی بیکل میں اپنا اختیار قائم کریگا۔ یہ وقت ہو گا جیسا کہ پولوس رسول نے وضاحت کی کہ مخالفِ مسیح ”وہ خدا کے مقدس (بیکل) میں بیٹھ کر اپنے اسرائیل پر حملہ کریں گے۔“ (۲:۲-۳۔ تحسینیکیوں) یہ وقت ہے جب پولوس رسول کہتا ہے ”وہ دن نہیں آئے گا جب تک کہ پہلے برگتگی نہ ہو اور وہ گناہ کا شخص یعنی پلاکت کا فرزند ظاہر نہ ہو۔“ (۳:۲-۳۔ تحسینیکیوں)۔ جبکہ بہت سے فہمیں سمجھی پہلے سے ہی اس نکتہ تک مخالفِ مسیح کو پہچان چکے ہوئے۔ یہ اُس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ سات سال کا نصف عرصہ پورا نہیں ہو جاتا۔ باقی بیانی ہے کہ تب وہ خود کو مکمل طور پر ظاہر کریگا۔

ہمیں یہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مخالفِ مسیح اس وقت تک عبادت کا تقاضہ نہیں کریگا جب تک کہ وہ عالمی طور پر مسلم دنیا میں بطور امام مہدی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ امام، ملاؤں، شیخ اور آیت اللہ یہ تمام اسلامی دنیا کے رہنماء امام مہدی کی بیعت نہیں حاصل کر لیتے۔ اُسے اس مقام کے بعد انکار کرنا اسلام کے لئے باعثِ شرمندگی ہوگا۔ یہ ایک ایسا وقت ہو گا جب اسلام عالمی طور پر اپنے مکمل جو بن پر ہوگا۔ اس جیرتِ آنیز خوشی کے درمیان اچانک یہ اعلان ہوتا ہے اور اسے تسلیم کیا جاتا ہے کہ ایک مطلق جھوٹا شیطان تمام اسلامی دنیا کو دھوکہ دے گا۔ جو کہ ناقابل فہم ہوگا۔ ایک مرتبہ جب فریب نے اپنی جگہ بنالی تو اسے واپس کرنا ناممکن ہوگا۔ تب جال بچھادیا جائے گا۔

اسی طرح دوسرے اہم عوامل اپنا کردار ادا کریں گے۔ اس دوران جھوٹا نبی جسے اسلامی دنیا میں عیسیٰ مسیح کہا جاتا ہے۔ وہ مخالفِ مسیح کے لئے کام کر رہا ہوگا۔ اُسکے کام مجرمانہ ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ پولوس رسول کہتا ہے:

”او جسکی آمد شیطان کی تاثیر کے موافق پر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ۔ اور ہلاک ہونے والوں کے لئے ناراتی کے ہر طرح کے دھوکے کے ساتھ ہوگی اس واسطے کے انہوں نے نہ کی محبت کو اختیار نہ کیا جس سے اُنکی نجات ہوتی۔ اسی سب سے خدا اُنکے پاس گمراہ کرنے والی تاثیر بچھیگا تاکہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں اور جتنے لوگ حق کا یقین نہیں کرتے بلکہ ناراتی کو پسند کرتے ہیں وہ سب سزا پا سکیں۔“ (۲:۹-۱۲۔ تحسینیکیوں)

پس مخالفِ مسح امام مہدی کے پیروکار پہلے سے ہی ایک گہری روحانی فریب کی حالت میں ہیں۔ اس فریب کی کچھ بنیاد طاقتو نفیاتی حرکیات اور اسی طرح روحانی وسعت پر مشتمل عوامل کے مجموعہ پر رکھی گئی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا پوس رسول بیان کرچکا ہے ”کیونکہ انہوں نے حق کی محبت کو اختیار نہیں کیا تاکہ اُن کی نجات ہوتی۔۔۔ خدا اُن کے پاس بھیجے گا۔۔۔ ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانات اور عجیب کام اور ہر طرح کی رُمانی جو دھوکہ دے۔۔۔ ایک گمراہ کرنے والی تاثیر تاکہ وہ جھوٹ کو سچ جائیں۔“ یہ بہت سخت الفاظ ہیں اور یہ خداۓ قادر خود ہے جو گمراہ کرنے والی تاثیر بھیجا ہے۔ اسے پہلے ہی مسٹر دکر دیا گیا۔ خدا چاہتا ہے کہ وہ اپنے دلوں کو اپنے کمزور فیصلوں میں سخت کریں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے خداۓ فرعون کے دل کو سخت گیر کیا تاکہ وہ اپنے لوگوں کے لئے مقاصد کو پورا کر سکے۔ بے شک، فرعون کا مقصود اسی معنوں میں مخالفِ مسح کے آنے والے پیروکاروں کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ باہم ہمیں ایک خاص طاقتو فریب کا اشارہ دیتی ہے جس کی وجہ سے دنیا مخالفِ مسح پر توجہ کر گی۔ اسے کسی قسم کا جان لیوا زخم کا تجربہ کرنے کو کہا جاتا ہے اور پھر اسے زندگی ملے گی۔ یہ بالکل اسی قسم کا تجربہ لگتا ہے جیسے یہ نوعِ مسح کا مرنا اور پھر جی اٹھنا۔ مقدس یونہار رسول مکاشفہ کی کتاب میں اس زخم کے بارے میں بتاتا ہے:

”اور میں نے اُس کے سروں میں سے ایک پر گویا زخم کاری لگا ہوا دیکھا مگر اُس کا زخم کاری اچھا ہو گیا اور ساری دنیا تجہب کرتی ہوئی اُس حیوان کے پیچے پیچھے ہوئی۔“ (مکافہ ۱۳:۳)

اس عظیم واقعہ کو جھوٹے نبی کے فائدے کے لئے فروع اور استعمال ملے گا:

”اور یہ پہلے حیوان کا سارا اختیار اُس کے سامنے کام میں لاتا تھا اور زمین اور اُس کے رہنے والوں سے اُس پہلے حیوان کی پرستش کر اتا تھا جس کا زخم کاری تھیک ہو گیا تھا اور وہ بڑے بڑے نشان دکھاتا تھا۔ یہاں تک کہ آدمیوں کے سامنے آسمان سے زمین پر آگ نازل کر دیتا تھا اور زمین کے رہنے والوں کو اُن نشانوں کے سبب سے جن کے اُس حیوان کے سامنے دکھانے کا اُس کا اختیار دیا گیا تھا۔ اس طرح گمراہ کر دیتا تھا کہ زمین کے رہنے والوں سے کہتا تھا کہ جس حیوان کے تلوار گئی تھی اور وہ زندہ ہو گیا اُس کا بُت بناؤ۔“ (مکافہ ۱۲:۱۲)

یہ دیکھنا باقی ہے کہ یہ زخم کاری اصل میں کیا ہوگا۔ اسے دو طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے۔ پہلے حوالہ میں لکھا ہے کہ زخم لگا ہوا دیکھا گیا اور دوسرے میں لکھا ہے کہ ”صرف زخم“۔ مخالفِ مسح کو خاص طور پر وہ حیوان بتایا گیا ”جسے تلوار گئی تھی اور وہ زندہ ہو گیا۔ جو کچھ یہ خاص حوالہ بتاتا ہے۔ یہ بلاشبہ کسی شکل میں مخالفِ مسح امام مہدی اور جھوٹا نبی اعلیٰ سی امسح کی نشانی بتاتا ہے۔ جس سے وہ لوگوں کو فریب دے کر گمراہ کریں گے۔ یہ نوعِ مسح کی زمینی خدمت کے دوران سب سے بڑا نشان اُس کا مرد دلوں میں سے جی اُٹھنا تھا۔ مخالفِ مسح بھی اسی کی نقل کرتے ہوئے جعلی جی اُٹھنے کا ذرا امر چاکر مرکزی نجات کے پیغام کا پرچار کریں گا۔ اور بے شک، دوسرا ہم غصہ یہاں یہ غور طلب ہے کہ اس وقت جو لوگ مخالفِ مسح امام مہدی کی عبادت نہیں کریں گے وہ شریعت کے نئے اسلامی قانون کے تحت قتل کئے جائیں گے:

”اور اسے اُس حیوان کے بُت میں رُوح پھوکنے کا اختیار دیا گیا تاکہ وہ حیوان کا بُت بولے بھی اور جتنے لوگ اُس حیوان کے بُت کی پرستش نہ کریں اُن کو قتل بھی کرائے۔“ (مکافہ ۱۳:۱۵)

اس مخصوص وقت کی بات کرتے ہوئے یہ نوعِ مسح کہتا ہے:

”تو جو بہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں جو کوٹھے پر ہو وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو نیچے نہ اترے۔ اور جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوئے۔ مگر افسوس اُن پر جو ان دونوں میں حاملہ ہوں اور جو دو دھپلاتی ہوں۔ پس دُعا کرو کہ تم کو جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے۔ کیونکہ اُس وقت ایسی ری مصیبت ہو گی کہ دنیا کے شروع سے نہاب تک ہوئی نہ کھی ہو گی۔ اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ پچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطروں دن گھٹائے جائیں گے۔“ (متی ۲۲:۲۶-۲۷)

ظاہر ہے کہ بھیڑ کو مار دیا جائیگا۔ بھیڑ نہ تو مخالفِ مسح اور نہ اُس کی پرستش کو قبول کر گی۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اس سے شفیع مخالفِ مسح کی حقیقت کو دیکھے گی۔ اور یسوع مسح کی طرف نجات پانے کو لوٹنے کے لئے کون جانتا ہے؟

ہمیں اس مجموعی صورتحال کو دیکھنے کی ضرورت ہے: مخالفِ مسح اپنے بھرپا ہے۔ پوری اسلامی دنیا اسے تسلیم کرتی ہے۔ وہ اُسے اپنی تمام زندگی بھر میں نفسیاتی، اصولی اور روحانی اعتبار سے قبول کر چکے ہیں۔ اس مقصد کے لئے اسلامی دنیا میں بہت سی ریلیاں لگی ہیں۔ اور انہوں نے اُسے اپنی صفوں میں شامل کیا ہے۔ وہ کافی فتوحات حاصل کرتا ہے اور ایک بے مثال فوجی طاقت اور فوجی رہنمائی کے طور پر ابھرتا ہے۔ تمام اہل زمین کے باشندے اُس کے خوف میں کہتے ہیں ”کون اُس کی طرح ہے اُس کے ساتھ کون جنگ کر سکتا ہے؟“ ان تمام سے بڑھ کر، دوسرا شخص جسے اسلامی دنیا عیسیٰ مسح کے نام سے جانتی ہے وہ مظہرِ عام پر آئے گا اور امام مہدی کو سر عالم اللہ کا بندہ ہونے کا اعلان کر گیا۔ عیسیٰ مسح طاقتو رخطاً بانہ مہارت کے ساتھ وہ جعلی مجرزات، نشانات اور عجیب کام دکھائے گا تاکہ لوگوں کو دھوکہ دے کر زیادہ سے زیادہ کو جال میں پھنسائے۔ ان عظیم نشانات میں سے ایک لوگوں کو حیران کر دے گا جس میں مخالفِ مسح کسی نہ کسی قسم کی جھوٹی قیامتِ مسح کا دعویٰ کر گی۔ وہ زخم کاری سے اچھا ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ بیہاں ختم نہیں ہوتا بلکہ پھر مخالفِ مسح وہ کام کریگا۔ جس کا انتظار پوری مسلم دنیا کر رہی ہے۔ وہ اسرائیل کو شکست دے گا۔ اور یو شیم میں اسلامی خلافت قائم کر گی۔ اسلام اب رہی الزمد ہے! اب اسلام پوری دنیا پر اپنی مطلق آخری فتح سے چند قدم دور ہے۔ اور ان سب چیزوں کے درمیان امام مہدی سب سے اہم نکتہ رکھتا ہے۔ بالکل اسی طرح یسوع مسح خدا سے مجسم ہوا۔ امام مہدی بھی خود کو اللہ کا مجسم کہتا ہے اور وہ اپنی عبادت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس طرح کافی نیز ناول پہلے کبھی نہیں لکھا گیا۔

شیطان اکثر اپنی حقیقی شناخت کو چھپا کر خود کو حیرت انگیز بناتا ہے تاکہ اپنے مظلوموں کو فریب کے ذریعے پھنسا سکے۔ زیادہ تر صورتحال میں شیطان کی حقیقی فطرت بالآخر عیان ہے۔ جب اس طرح ہوتا ہے تو یہ خدا کا مطلق رحم ہے۔ ایسی صورتحال میں خدا اُس شخص کو موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ شیطان کے اصل چہرے کو جانے جسے اُس نے دھوکہ دیا ہے۔ کچھ لوگوں کے لئے فریب کا چہرہ اس زندگی میں ہٹایا نہیں جائے گا۔ اُن کے لئے دیر ہو چکی ہو گی۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا۔ اُن لوگوں کے لئے ایک موقع ہے کہ وہ سچائی کو جانیں۔ یہ اُن کی زندگیوں کے لئے خدا کی رحمت ہے۔ جب مخالفِ مسح عبادت کا مطالبہ کرتا ہے تو اُس کی حقیقی شناخت سب پر ظاہر ہو جائے گی۔ اُس کا چہرہ بے نقاب کر دیا جائیگا اور بہترینوں کی آنکھیں کھل جائیں گے۔ بہر حال، اکثر لوگوں کے لئے امام مہدی کی صداقت پر ایمان لانے کا فیصلہ گن دن ہو گا اور اسلام اُن پر قابض ہو جائے گا۔ ایک اسلامی فطرت کے ساتھ ایک بڑے فریب میں بھاری کامیابی حاصل کی جائیگی۔ جبکہ یہ نہیں بتایا جائیگا کہ یہ سب غلط ہے۔ یہ بہت عجیب ہے۔ اچانک اُن کے سامنے ایک انتخاب رکھا جائے گا کہ وہ امام مہدی / مخالفِ مسح کی عبادت کریں۔ جو اللہ کا مفترض ہونے کا دعویٰ کر گیا وہ خود کو بائیں کا بیوہ داد بنتا ہے۔ تمام بہانے جو اسلام استعمال کرتا ہے اس کا مقصد یسوع مسح ناصری کو مسترد کرنا ہے۔ یعنی اللہ آسمانی کے ساتھ انسان کبھی نہیں بن سکتا۔ اور وہ ہمارے پاس آیا اور پھر دور چلا گیا۔ خدا اسلام کے پیروکاروں پر ایک منظم رحم ظاہر کر گیا اور امام مہدی کو اجازت دی جائیگی کہ وہ خود کو ظاہر کرے۔ جب مخالفِ مسح ظاہر ہوتا ہے تو اُس وقت اسلام کا چہرہ مکمل طور پر بے نقاب ہو جائیگا۔ یہ دن خدا کی حیرت انگیز صلاحیت کا ایک حقیقی مظاہر ہو گا جس میں تاریخ کے اس ہونا ک وقت کو تبدیل کرنے کے لئے بھیڑ کو توبہ کی تلاش کرنے کے لئے موقع دیا جائیگا۔ یسوع مسح کے پاس آنے کے لئے اُن کو ایک آخری موقع دیا جائیگا۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو پھر اس کا ایک ہی مطلب ہے یعنی شہادت۔

”گروہ پر گروہ انصال کی وادی میں ہے کیونکہ خداوند کا دن (فصل) انصال کی وادی میں آپنچا۔“ (یوائل ۱۳:۲)

اس دوران خدا یقیناً اُن لوگوں کو کہے گا جن کو دھوکہ ہوا کہ وہ اپنے دھوکے کو جاری رکھیں، مجھے یقین ہے کہ بہت سے مسلمان اُس وقت سچائی کو جانیں گے اور بھیڑ نجات اور شہادت دونوں کو تلاش کریں گے۔ بے شک خدا عظیم رحم فرمانے والا ہے۔

ادھور سے نشانات کا مسئلہ

ادھور سے نشانات کے مسئلہ پر ایک اعتراض اٹھایا جاسکتا ہے۔ کچھ لوگ شاید اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جب تک مسلمان اسلامی آخرت کی روایات کی تمام چھوٹی بڑی نشانیاں

پوری ہوتے ہوئے دیکھنے لیں بتمول کا ناد جمال اور چندرا ہم نشانات وہ جھوٹے امام مہدی کو قبول نہیں کریں گے۔ یہ بحث ایک مطلب رکھتی ہے لیکن اس کا حل آسان ہے۔

سب سے پہلے یہاں حدیث کی پلک اہم بنیادی عنصر ہے۔ جمال کے بارے میں کچھ احادیث جانچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمال ایک آنکھ کا کانا ہوگا۔ جبکہ حدیث یہ نہیں بتاتی کہ کون سی آنکھ سے کانا ہوگا۔ ایک حدیث دائیں اور دوسری حدیث باکیں آنکھ کو بیان کرتی ہے۔ حدیث کی روایات میں واضح کرپشن اور بے روٹی کی وجہ سے حدیث کو نظر انداز کرنا بہت آسان ہے۔ جب کبھی میں مسلمانوں کے ساتھ اسلام پر بات کرتا ہوں تو بے شمار بار مجھے اس حقیقت کا ذاتی طور پر تجربہ ہوا۔ ایک مسلمان اپنی بات کی توثیق کرنے کے لئے ایک حدیث کا حوالہ دے سکتا ہے لیکن سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے وہ اسی حدیث کو دوسری بحث میں مسترد کر دیگا۔ بہت سے مسلمان کسی حدیث کو آزادانہ طور پر غلط قرار دیتے ہیں جب وہ محضوں کریں کہ یہ اُن کو مناسب معلوم ہوتی ہے۔ اور بالکل اسی طرح اسی حدیث کو مکمل طور پر کسی دوسرے موقع پر قابل بھروسہ قرار دیتے ہیں۔ کون سی حدیث مستند ہے اور کون سی نہیں اس کی کوئی عالمگیر تبویل نہیں ہے۔ وہ لوگ جو خود کو اسلام کئے نظام کے اندر پاتے ہیں۔ حدیث کی روایات تقریباً کسی بھی دلیل کے لئے ایک مطلق قانونی چارہ گو تحقیق کرتی ہے جو اسلام کی حاکیت کے خلاف کھڑی ہو سکتی ہیں۔ حدیث کی روایات کی بیک پلک جھوٹے مذہب کی نشوونما کے لئے مکمل ماحول بناتی ہے تاکہ دھوکہ دینے والے کا خواب سچا ہو اور پریدکاروں کو بغیر حقیقت کو جانتے ہوئے وجوہات کے دائے میں چھپنے کی اجازت دیتا ہے۔

جبکہ میں مانتا ہوں کہ کچھ مسلمان مختلف علامات تلاش کر رہے ہوئے جو پورے ہوں گے۔ تاکہ امام مہدی مظہرِ عام پر آئے اور وہ سب کچھ حاصل کرے جو اسلام کے سب سے ہم بحث کرچے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی بھی مسلمان امام مہدی کو مسترد نہیں کریگا کیونکہ ایک یا ایک سے زائد نشانیاں آخر دنوں کی بابت حقیقت کو پیش کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں۔ مختصرًا جب یروہلیم مخالفت مسح گرائے گا تو چند مسلمان احتجاج کریں گے۔ بہترین طریقہ جو بہت سے مسیحیوں کو اس سے منسوب کرنے کے لئے ہو سکتا ہے وہ یہ تصور کرنا ہے کہ کیسے زیادہ تر مسیحی آسمان سے زمین پر یسوع مسح کی واپسی پر رد عمل ظاہر کریں گے۔ اور یروہلیم سے اس روئی زمین پر اُس کی سلطنت قائم کریں گے۔ وہ یہ تصور کریں کہ تمام دنیا مسیحی ہونے جا رہی ہے۔ جیسا کہ یسوع یروہلیم میں اپنے تخت پر بائیں سے سیکھتا ہے۔ تمام مسیحی یہ تصور کریں کہ تمام چیزوں کی جماعت آہستہ آہستہ ہو رہی ہے۔ طاقتور مافوق الغطرت شفاعة کثرت سے ہو رہی ہیں۔ یہودی اپنے مسیحی سے بحال کئے جاتے ہیں اور سب کچھ بہترین لگتی ہے۔ تاہم ان سب چیزوں کے درمیان، ابھی تک مخالفت مسح یا مصائب یا اس طرح کی کوئی اور چیز ظاہر نہیں ہوئی۔ کیا زیادہ تر مسیحی یسوع مسح کو اس طرح مسترد کریں گے؟ وہ مخفی اپنے کندھے اپکاتے ہوئے کہیں گے، ”مجھے لگتا ہے کہ میرا آخرت کا عقیدہ تھوڑا دور تھا؟“ میرا خیال ہے میں اس کا جواب جانتا ہوں۔

یہ ایک زبردست موازنہ ہے کیونکہ امام مہدی مسلمانوں کے لئے ایسا ہی ہے جیسا یسوع مسح مسیحیوں کے لئے۔ جب کہ مجھے بالکل یقین ہے کہ اس صورتحال میں زیادہ تر مسیحی احتجاج نہیں کریں گے بلکہ یسوع مسح کو اپنے گلہ لگائیں گے۔ اسی طرح مسلمان بھی باوجود کئی گیر مصدقہ نشانیوں کے امام مہدی کو اپنے گلہ لگائیں گے۔ اور اُسے قبول کریں گے۔

نتیجہ

پس اگرچہ، مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے مقابے کو دیگر مسائل درپیش ہیں۔ ابھی تک میرا یقین ہے کہ ہم دونیادی مکنہ اعتراضات کو خطاب کر جائیں گے جو اس راہ میں کھڑے ہو سکتے تھے۔ اگلے باب میں اپنے ذاتی تجربے اور فہم کا اشتراک کروں گا جس کا ابھی تک احاطہ کیا ہے۔

مزید خیالات

اس کتاب میں پیش کردہ مقالہ کے کچھ مکملہ چیزیں کے لئے قرارداد پیش کی جا رہی ہے۔ اب ہم آخری خیالات کا انلہار کرنے کی طرف جا رہے ہیں۔

کیا یہ محض ایک اتفاق ہے؟

جب میں سب سے پہلے اسلامی عقائد اور بائل سے مخالف مسجح اور امام مہدی کے درمیان کئی ممالکتوں سے واقف ہونا شروع ہوا تو میں کافی پیچھے ہٹ گیا۔ جیسے ہی میں نے دیکھا کہ یہ ممالک میں امام مہدی اور بالعینی مخالف مسجح سے بڑھ کر ہیں تو میں جانتا تھا کہ موضوع ایک جامع تحقیق طلب کرتا ہے۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ ”خرگوش کی یہ بیل کتنی لمبی ہے؟“ جیسا کہ ہم دونوں نہیں عقائد کی ممالک میں ایک کے کرتے جا رہے ہیں۔ میں ذاتی طور پر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ متعدد ممالک میں محض ایک اتفاق نہیں تھیں۔ اس مقصد اور ڈنراں کے ثبوت یہاں موجود ہیں۔ باب نمبر ۱۸ میں دونوں عقائد کے آخری دونوں کا موازنہ کیا گیا اور مجھے یقین ہے کہ یہ فہرست مزید آگے بڑھائی جا سکتی ہے۔ کئی ممالک میں کافی متاثر گئے ہیں۔ اس حقیقت کے بارے میں سوچیں۔ مثال کے طور پر بائل کے علماء اور بالعینی پیش گوئی کرنے والے یہ تیجہ اخذ کر چکے ہیں کہ مخالف مسجح اسرائیل کے ساتھ ٹھیک سات سال کا ”امن معاهدہ“ کرے گا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس معاهدے میں یہ رعایت شامل ہو گی کہ اسرائیلی یہ یکل کی تعمیر دوبارہ کریں۔ اسی منظر کی عکاسی اسلامی روایت میں ملتی ہے کہ امام مہدی مسیحیوں کے ساتھ یہودیوں کے ذریعے (لاوی قبیلہ) معاهدہ باندھے گا۔ ایک لاوی اپنی یہ یکل کی تعمیر نو میں یہودی قوم کی نمائندگی کے لئے ضروری ایجنت بن جائے گا۔ حیرت ہے کہ اسلامی روایت بھی وہی سات سال کا وقت بتاتی ہے۔ یہ ایک تفصیلی اور خاص ممالک ہے جس دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ یہ محض ایک اتفاق نہیں ہے۔ اور شاید بہت سی ممالک میں ہیں سب سے زیادہ غیر اہم ہے۔ حقیقت کے تناظر میں بائل میں سب سے بُرا شخص مخالف مسجح اسلام کا نجات دہنده واقعی بن چکا ہے۔ جبکہ بائل کا سب سے اچھا شخص ”یسوع مسیح“ اسلامی عقائد میں سب سے بڑا (دجال) دشمن بن کر سامنے آئے گا۔ کسی کو بھی ایک واضح سوال پوچھنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ کیا اسلام کے عقیدہ آخرت کی تحریک میں شیطان خاص طور پر شامل ہے؟ کیا شیطان نے اپنے آخری منصوبہ کو پائیکیل تک پہنچانے کے لیے اسلامی روایات میں خفیہ منصوبہ بندی کر رکھی ہے؟ پھر تاریخ میں ان روایات کی تحقیق میں حقیقی آدمیوں اور متعدد پیش رفت نے اہم کردار ادا کیا جیسا کہ ہم آج دیکھتے ہیں۔ لیکن میں نبھی روحانی عوامل اور ان روایات کے قیام کے پیچھے چھپی ہوئی مخلوق کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ابتداء میں ایک تجھلیاتی بیان کی طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر حقائق کے ذریعے سوچیں: جب خدا نے مکافہ کی کتاب یوختاریل پر ظاہر کی تو وہ بیک وقت دنیا کو دھوکہ دینے والے شیطان کے عالیشان منصوبہ بندی سے پر دھاٹھا رہا تھا۔ شیطان کے منصوبے پہلے سے ہی بے نقاب ہو گئے۔ شیطان اُس وقت مشکل حالت میں تھا۔ شیطان ہمیشہ مکار رہا۔ پھر فیصلہ کرتا ہے کہ اپنے عظیم منصوبے کے لئے کسی عظیم روایت کی مضبوط بنیاد دلی جائے۔ پس اگر شیطان یہ بے حیائی جاری رکھ کا تو جیسا خدا نے کہا تھا وہ دنیا کے ایک بڑے حصہ کو دھوکہ دے گا۔

اگر یہ معاملہ ہے تو جب مخالف مسجح بائل کی پیش گوئی کے مطابق آتا ہے تو شیطان یہ دیکھ چکا ہے کہ کم از کم ڈیڑھ ارب مسلمان بغیر مخالف مسجح کو جانے کے وہ کون ہے۔ ۳۰۰ سالوں سے روایات اور پیش گوئیوں کے ذریعے اس کی حمایت کر رہے ہیں۔ جس میں اُسے ایک شاندار ”نجات دہنده“ بتایا گیا ہے۔ اس تیزی سے بڑھنے والا مذہب میں مخالف مسجح کی روایت کے قیام کی رہنمائی کرتے ہوئے شیطان پہلے سے ہی اپنا مخالف مسجح کی آمد کو خوشی سے قبول کرتا ہے۔ وہ پانچواں تیار کر چکا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ گویا یہ تمام مسلم دنیا جو تیزی سے پھیل رہی ہے۔ وہ خدا کے سب سے بڑے دشمن کی طرف سے با مقصد منصوبہ ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر نہ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ”شیطان اس سیارہ زمین پر نہ صرف زندہ اور تابندہ ہے بلکہ شیطان دنیا کا سب سے تیزی سے بڑھنے والے مذہب میں زندہ ہے۔“

اسلام کے اچھے پہلو

اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں، اس بات کی نشاندہی ہونی چاہیے کہ ہم نے اس کتاب میں اسلام کے بہت سے منقی پہلوؤں پر اتنی توجہ مرکوز کی ہے، یہاں یہی تسلیم کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو بہت سی نیک، متقی، قابلِ ستائش اور باندھ بالاعلامات سے بھرا ہوا ہے۔ کوئی بھی اسلام کی مضبوط شرم و حیاء، نماز اور یہاں تک کہ

خوبصورت فن تعمیر اور فنون کی طرف اشارہ کر سکتا ہے۔ درحقیقت، اسلام اور اسلامی ثقافت کے بارے میں بہت سی باتیں یہی جو ناقابل یقین حد تک پُر کشش اور منتشر گئی ہیں۔ اسلام کے اس پہلو کا واضح انکار کرنا اپنے سروں کو ریت میں ڈال دینے کے مترادف ہو گا۔ لیکن اسولڈ چبرز نے اپنی کلاسیکی مسیحی کتاب ”خد اکے لئے میری انتہائی کوشش“، میں کہا ہے۔ ”جو ہمارے لئے اچھا ہے وہ دشمن کے لئے ہمیشہ بہترین ہوتا ہے۔“ (۱) ہمارے لئے یہ تصور سمجھنا لازمی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ شیطان نے اس کا اندازہ پہلے سے ہی لکھا ہے۔ اور وہ موثر طریقے سے اس تصور کو گمراہ کرنے میں بطور آلام استعمال کرتا ہے۔ اسلام کے اندر وہی اور یہ وہی مذہبی اظہار بہت اچھے ہیں۔ بہت سے اظہار اتنے ہی مضبوط ہیں لیا تھا۔ اور وہ موثق طریقے سے اس تصور کو گمراہ کرنے میں بطور آلام استعمال کرتا ہے۔ اسلام کے ساتھ کسی بھی حقیقی رشتہ سے ہٹنے بھی سکتا۔ باوجود بہت اچھی جن کا تجربہ میں نے مسیحیت میں کرتا ہے۔ بلاشبہ یہ یوسع مسیح کی حقیقی خوشخبری کے بغیر مذہب اسلام بھی بھی خدا کے ساتھ کسی بھی حقیقی رشتہ سے ہٹنے بھی سکتا۔ باوجود بہت اچھی خصوصیات اور دوایات جو اسلام رکھتا ہے۔ بلا خود حقیقت اور نجابت سے دور ہیں۔ یوسع مسیح نہ صرف دوسرا نی ہے بلکہ وہ راہ، حق اور زندگی ہے۔ (یوحتا ۱۳:۶) پس اس معنی میں ہم اسلام میں مخالف مسیح کی نوعیت کو دیکھتے ہیں۔ وہ کس طرح؟ کیونکہ لفظ مخالف مسیح کے دو معنی ہیں۔ مخالف مسیح کا نہ صرف مطلب ”مسیح کے خلاف“ بلکہ اس کا مطلب ”مسیح کی بجائے“ بھی ہے۔ یعنی تبادل۔ اسلام میں مجھے مسیحیت کی ماہر انہ تبادل شکل نظر آتی ہے۔ اسلام ایک مذہب ہے جو اصل چیز سے مکمل حدا تک زیادہ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ کائنات کے ایک سچے خدا کے ساتھ صرف یوسع مسیح کے ذریعے رشتہ قائم رہتا ہے۔ یہ بنی نوع انسان کے لئے خدا کا منتخب کردہ لازمی جز ہے۔ اسلام اس کو نظر انداز کرتا ہے۔ اسلام سے زیادہ مسیحیت میں یوسع مسیح کی کم ذکری کی مثال قائم کرنا مشکل ہو گا۔ اور اس لحاظ سے، اسلام اچھا ہے جو بالآخر ”بہترین“ کا دشمن ہے۔ پس اسلام کا خطہ رہنے کے صرف اس کے تاریکی پہلو سے بلکہ روشن پہلو سے بھی ہے۔ یہ اسلام کے وہ پہلو ہیں جو خدا کے ساتھ حقیقی تعلق رکھتے ہیں۔ جسے دیکھ کر کوئی بھی دونوں مذاہب کا موازنہ کرنے کے قابل قول سمجھ سکتا ہے۔ شیطان مکار اور دانا ہے۔ دینداری کی چمک کے بغیر کوئی بھی اسلام کو قبول نہیں کریگا۔ بلکہ شیطان نے اپنا زہر گلاب جامن میں چھپا رکھا ہے۔ شیطان دینداری کے عوامل کو اسلام میں مکمل طور پر برداشت کرنے اور اجازت دینے پر خوش تھا۔ جس میں ضروری اور بنیادی عنصر کی عدم موجودگی تھی یعنی یوسع مسیح جس کے دلیلے سے خدا کے ساتھ حقیقی رشتہ بنایا جاسکتا ہے۔ وہ دنیا کا واحد نجابت دہنده ہے۔

اگر اسلام نہ میں تو پھر کون؟^۴

تمام معلومات کی جانچ پڑتاں کرنے کے بعد، ایک اہم سوال جسے پوچھنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اگر اسلام مخالف مسیح کا مذہب نہیں ہے تو پھر کون؟ امریکہ میں ہم امریکی مائل ہیں بطور امریکی مسیحی۔ ہم ہمیشہ باہل میں اپنے امریکی تجربہ پڑھتے ہیں۔ اس وقت امریکہ اور دیگر ممالک میں مسیحیت کے بڑے دشمن سیکولر سٹ ہیں یا لا دین۔ جنہیں باہلیں بازو والے بھی کہتے ہیں۔ جوئے زمانے کے مذہب کی مختلف اقسام ہیں۔ ڈیوڈ لامبوگ، سماجی اور سیاسی مبصر اپنی کتاب ”ایڈار سانی“ میں لکھتا ہے: کس طرح آزاد خیال مسیحیت کے خلاف جنگ شروع کر رہے ہیں۔ وہ وضاحت کرتا ہے کہ امریکہ میں مسیحیوں کی جانب کیسے تعصّب، نفرت اور بدگمانی بڑھ رہی ہے؟ لامبوگ درست طریقے سے پورے امریکہ میں مسیحیوں کے خلاف بڑھتی ہوئی حقیقی نفرت کی شناخت کرتا ہے۔ اس طرح بہت سے امریکی مسیحی ایک دن ایسا دن دیکھ سکتے ہیں جب ترقی پسند سیکولر (آزاد خیال) کی نفرت مسیحیوں کے خلاف کھلے گی۔ یہاں تک کہ بعض لوگ مسیحیوں کا قتل عام کرنا ثواب سمجھیں گے۔ جبکہ میں مسیحیوں کی جانب بڑی شدید قسم کی نفرت دیکھ چکا ہوں۔ لامبوگ کا تجربہ بالکل درست ہے۔ مجھے ذاتی طور پر یہ یقین کرنا مشکل لگا کہ صرف آزاد خیالی ہی دنیا بھر میں اس قسم کی قاتلانہ رویے کی حمایت نہیں کرتے جس کا ذکر باہل میں آخر دنوں کی بابت ہوا ہے۔ شاید امریکی مسیحیوں کی قریب کی نظر خراب ہے۔ جب انہوں نے دیکھنے کی کوشش کی کہ کون آخر دنوں میں ہمارے ستانے والے ہوئے۔ جب یوسع مسیح کہتا ہے کہ دن قریب ہے ”جب وہ تم کو قتل کریں گے تو سمجھتے ہیں کہ اپنے خدا کو خوش کرتے ہیں۔“ یہ نہ صرف خدا کی عبادت لازمی قرار دیتی ہے بلکہ کسی بھی قسم کے مذہبی نظام میں جہاں خدا کے نام پر قتل کرنا دراصل معقول ہے۔ میں ذاتی طور پر ان آزاد خیالی، سیکولر انسان پسندی میں وہ خاص یوسع کی آگاہی نہیں دیکھتا جو اس نے ہمیں دی۔ شاید آنے والی چندہ ہائیوں میں یہ قسم کے نئے ادیان کسی اور قسم کے دین میں ضم کو جائیں۔ جو شامدار بھائی کا موجب بن سکتی ہے اور ایک ایسا نظام بن سکتا ہے جس میں وسیع پیانے پر ظلم و ستم ہو۔ لیکن ابھی تک وہ نظام وجود میں نہیں آیا۔ میں اس تصور کو قبول کرنے کے ٹھوٹ شواہد نہیں دیکھ سکتا کہ ان تیوں ”ادیان“ میں کوئی ایسی بات ہو جو یوسع مسیح کی پیشن گویوں کو پورا کر سکیں۔ جو مسیحیوں کو قتل کریں گے اور سوچیں گے کہ ایسا کرنے سے وہ اپنے خدا کو خوش کر رہے ہیں۔

تاہم یوسع مسیح کی نبوت اسلام پر مطلق ثابت ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے لگانے والے باب میں تبادلہ خیال کیا۔ اسلام یوحنار رسول کی عالمگیر نظام کی پیشن گوئی کو مکمل طور پر پورا کرتا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ حکومت کو نافذ کرنے کے لئے قتل کا طریقہ کار ”سرنم“ کرنا ہو گا۔ لیکن ہم یہ کیسے بھول گئے؟ کہ اسلام دنیا کا دوسرا سب سے بڑا اور تیزی سے بڑھنے والا

نہ بہ ہے۔ کیا ہم واقعی اس قدر اندھے ہیں؟ اصل میں نائین الیون سے پہلے زیادہ تر امریکی مسیحی اسلام کے بارے میں نہیں جانتے تھے اور بہت سے طریقوں میں اسلام گذشتہ ایک صدی سے کسی حد تک بطور ایک عظیم قوت کے خوابیدہ رہا ہے۔ لیکن میسویں صدی کے دوران اسلام کی سست رفتار اور مستحکم ترقی ابھرنا شروع ہوئی۔ اسی صدی کے آخر میں ایران اور مصر میں بنیاد پرست اسلام کا ظہور ہوا۔ جس نے دنیا بھر کے جہادنیٹ ورک کو ہوا دی جو دنیا کی تاریخ میں پہلے کبھی موجود نہیں تھا۔ بہت سے لوگ اس بات کا اعلان کر رہے ہیں: ”اکیسویں صدی اسلام کی صدی ہوگی۔“ (2) جیسا کہ بہت سے لوگ قیاس آرائی کرتے ہیں کہ امریکہ تیسری عالمی جنگ میں ملوث ہے۔ ”تمام دنیا میں مسلمانوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ تیسرے عظیم جہاد کا آغاز کر چکے ہیں۔“ (3) اب تو ممکنہ طور پر کافی دیر ہو چکی ہے۔ اسلام ہماری توجہ بالآخر کپڑچکا ہے۔ اور جب ہم باہل کی پیش گوئیوں میں اسلام کی نوعیت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف باہل کی بیان کردہ پیش گویاں اس کے ذریعے پوری ہوئیں بلکہ چودہ سو سالوں میں وہ دنیا کے کونے کونے میں سراہیت کر گئے۔ مجھے یقین ہے کہ اس طبقہ سیٹ ہو گیا ہے۔

ہمارا رَدِ عمل کیسا ہونا چاہیے۔

ذُعا کے ساتھ رَدِ عمل نا امیدی کا علاج

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد، میں یقین سے کہ سکتا ہوں کہ آپ مایوس یا نا امید ہو چکے ہوئے۔ تو پھر ہم آپ سے پوچھ سکتے ہیں ”اگر یہ شیطانی / اسلامی مملکت دنیا کو لے گی اور کئی قتل کئے جائیں گے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟“ یہ بہت مایوسی کی بات لگتی ہے۔ اس باب میں خدا کا بنیادی فرماہم کردہ علاج بتایا جائے گا جو مایوسی کو کم کرتا ہے:

ذُعا

بنی نواع انسان کے پاس سب سے اہم دستیاب قوت ذُعا ہے۔ ابھی تک افسوس کی بات یہ ہے کہ اسے ہم نے اور کلیسیا نے مسترد کرتی ہے۔ پس یہاں کچھ سوال ہیں جن کا پوچھنا نہایت ضروری ہے۔ اگر بابل کہتی ہے کہ یہ تمام چیزیں اور واقعات زونما ہوئے تو پھر ہم خود کو خُد کی مرضی پر کیوں نہیں چھوڑ دیتے اور اسلام کو کیوں نہیں اجازت دیتے کہ وہ ہماری قوموں کو آ لے اور حکومت کرے؟ طول دینا کیوں ناگزیر ہے؟ یہ قانونی سوالات ہیں، لیکن ان کی بنیاد کچھ بہت غلط مفروضات پر رکھی گئی ہے۔ مجھے ان کی وضاحت کرنے دیں۔

کیا ہمارا مُقدر پہلے سے طے شدہ ہے؟

بابل کے بعض اساتذہ کا اندازہ تھا کہ زمین کی ہر قوم مخالفِ مسیح کے نظام کے ماتحت ہوگی۔ اس بارے میں ہم بابل کی آیت سے پہلے ہی دیکھ چکے ہیں۔ اس موضوع پر میرے خیالات قدرے مختلف ہیں۔ ایسا کیوں؟ میں وضاحت کرتا ہوں۔ آئیے پہلے ان آیات پر نظر ڈالیں جو نتیجہ اخذ کرنے میں استعمال ہوتی ہیں کہ ہر آخری قوم مخالفِ مسیح کے زیر ہوگی اور یہ وہلیم پر حملہ کرنے کے لئے اُس کے ہاتھ پر بیعت لے گی۔

”دیکھو میں یہ وہلیم کوارڈ گرد کے سب لوگوں کے لئے لڑکھڑاہٹ کا پیالہ بناؤں گا اور یہ وہلیم کے محاصروں کے وقت یہودا کا بھی بھی حال ہو گا۔ اور میں ہر روز یہ وہلیم کو سب قوموں کے لئے ایک بھاری پتھر بناؤں گا اور جو اسے اٹھائیں گے سب گھائل ہوئے گے اور دنیا کی سب قومیں اُس کے مقابل جمع ہو گی۔“ (زکریاہ ۳:۲۱) (زکریاہ ۱۲:۳)

”کیونکہ میں سب قوموں کو فراہم کروں گا کہ یہ وہلیم سے جنگ کریں اور شہر لے لیا جائے اور گھر لوٹے جائیں اور عورتیں بے ہُر مرد کی جائیں گی اور آدھا شہر اسی سی میں جائے گا لیکن باقی لوگ شہر ہی میں رہیں گے۔“ (زکریاہ ۱۳:۲)

”تو سب قوموں کو جمع کروں گا اور ان کو یہ سسط کی وادی میں اُتارا و ٹوکا اور وہاں ان پر اپنی قوم اور میراث اسرائیل کے لئے جن کو انہوں نے قوموں کے درمیان پر اگندا کیا اور میرے ملک کو بانٹ لیا جت ثابت کروں گا۔“ (یوایل ۳:۲)

”اواؤ سے یہ اختیار دیا گیا کہ مُقدسوں سے لڑے اور ان پر غالب آئے اور اسے ہر قبیلہ اور امت اور اہل زبان اور قوم پر اختیار دیا گیا۔“ (مکاشیعہ ۷:۱۳)

آئیے سب سے پہلے ہم پہلی تین آیات کو دیکھتے ہیں۔ چونکہ ان آیات میں لفظ ”سب“، اور خاص طور پر فقرہ ”دنیا کی سب قویں“، استعمال ہوتا ہے۔ جب یہ علمیم کے خلاف حملہ پر ہر مجدوں کی جنگ کی بات ہوتی ہے تو پھر یقیناً یہ پہلے ہی فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ آخری قوم مخالفِ مسیح کی سلطنت کے آگے گرے گی اور جنگ میں اس کی حمایت کریں گی۔ میں مکمل طور پر سمجھ سکتا ہوں کہ کتنے اس نتیجے پر پہنچیں گے۔

تاہم اس تشریع کے ساتھ کم از کم دو بڑے مسائل ہیں: سب سے پہلے باہل میں بہت سی دیگر آیات ہیں جن میں اسی طرح کی زبان استعمال ہوئی ہے۔ لیکن وہ واضح طور پر ہر افرادی دنیا کی آخری قوم کی بات نہیں کرتیں۔ ان آیات اور اورپی آیات میں عربانی گرامر کی شناخت استعمال ہوئی ہے جو بنیادی طور پر مبالغہ کی جانچیج یا کسی قسم کا تاکیدی انداز سے کہنے میں استعمال ہوتا ہے تاکہ اُن کے نفع کو پہنچایا جائے۔ ماہر گرامرس ساخت کو مبالغہ کہتے ہیں (جو حقیقت سے بڑھ کر ہو) اس طرح کے بیان جیسے ”ہر ایک آئس کریم پسند کرتا ہے، یا تم باور پی خانہ کبھی صاف نہیں کرتی۔“ یا قدیم کریٹ کے باشندے ہمیشہ جھوٹے، شیطان وحشی، کاہل، بھوکے ہوتے ہیں۔ کئی مرتبہ اختصار کی خاطر، مفصل مشتملات بیان کے اثرات کو مکمل طور پر کم کرے گا۔ مثال کے طور پر، ایک رفتار کے سائز کا تصویر کریں جس پر کئی مشتملات درج ہیں: رفتار کی حد 55 ہوسائے ایکبوالیں، فائزِ رُک اور پولیس کے جو گاڑی کا پیچھا کر رہی ہو۔ ان کے لئے یہ سائز کام نہیں کر لیگا۔ تاہم خصوصی زبان کی بنیاد پر مشتملات رانچ نہیں ہو سکتیں۔ اس قسم کی زبان اکثر باہل میں پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر دوسری ایل بنی نے نبوکد نصر بادشاہ سے یہ کہا:

”اے بادشاہ! عَدَ الْعَالَى نے نبوکد نصر تیرے باپ کو سلطنت اور حشمت اور شوکت اور عزت بخشی اور اُس حشمت کے سب سے جو اُس نے اُسے بخشی تمام لوگ اور اُمیں اور اہل لُغت اُنکے حضور لرزن و تسان ہوئے۔ اُس نے جس کو چاہا بلک کیا اور جس کو چاہا نہ رکھا۔ جس کو چاہا سرفراز کیا اور جس کو چاہا ذلیل کیا۔“ (دانی ایل: ۱۸-۱۹)

پس میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔ کیا زمین کی ہر ایک قوم نبوکد نصر بادشاہ کے باپ سے خوف زدہ تھی؟ یا کیا وہ قویں جنہوں نے نبوکد نصر کی باپ کو سُنّا تھا اُس سے لرزن تھیں؟ کیا دوسری ایل زمین کی ہر ایک آخری قوم کے بارے میں کہہ رہا تھا؟ یا صرف وہ قویں جنہوں کے قریب ترین اور متاثر تھیں؟ کیا پاؤانیوگنی کے مقامی لوگ نبوکد نصر کے باپ کے خوف میں رہتے تھے؟ میرا ذاتی طور پر خیال ہے کہ دوسری ایل بنی نے ایک فقرہ استعمال کیا ”تمام لوگ اور اُمیں اور اہل لُغت“ یہ ایک تاکیدی انداز تھا تاکہ اپنا مقصد بتایا جائے۔ اسی طرح دوسری مثال کے بارے میں دیکھتے ہیں۔

”اور سب قوموں میں سے زمین کے سب بادشاہوں کی طرف سے جنہوں نے اُس کی حکمت کی شہرت سُنی تھی لوگ سلیمان کی حکمت کو سننے آتے تھے۔“ (اسلاطین: ۳۲)

کیا سلیمان کی حکمت بہت متاثر کن تھی جو ساری دنیا کا ہر بادشاہ اُسے سننے میں ناکام رہا؟ کیا یہ آیت کسی اور مشہور چیز کے اظہار کے لئے استعمال ہوتی ہے جسے سلیمان بادشاہ جانتا تھا۔ اس آیت کے بارے میں کیا خیال ہے:

”اوْرَعَالْيَقِيُونَ کے بادشاہ اجاج کو جیتا پکڑا اور سب لوگوں کو توارک دھار سے نیست کر دیا۔“ (۱-سوئیل ۱۵:۸)

ہمیں یہاں عجیب سماجیوں کے بادشاہ اجاج کو جیتا پکڑا اور سب لوگوں کو توارک دھار سے نیست کر دیا۔ کیا آپ میرا نکتہ سمجھنے گئے ہیں؟

پھر ہم ذکر یاہ میں دوبارہ ان آیات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں وہ اقام نظر آتی ہیں جو اس حملے میں ملوث ہوئی:

”دیکھو میں یہ وشیم کوارڈ کے سب لوگوں کے لئے اڑکھڑاہٹ کا پیالہ بناؤں گا اور یہ وشیم کے محاصرہ کے وقت یہوداہ کا بھی یہی حال ہو گا۔

(زکریاہ ۲:۱۲)

بے شک ارگرد کے سب لوگ مسلمان اقوام ہیں۔ جنہوں نے اسرائیل کو گھیرے ہوا ہے۔ درحقیقت یوایل نبی بھی اسی بات کی تصدیق کرتا ہے۔ جس میں وہ اسرائیل کے خلاف تنقیح ملے کی بات کر رہا ہے۔ یوایل نبی نے پیش گوئی کی:

”تو سب قوموں کو جمع کرو نگاہ اور ان کو یہ سفط کی وادی میں اُتار لاؤ نگاہ اور وہاں ان پر اپنی قوم اور میراث اسرائیل کے لئے جن کو انہوں نے قوموں کے درمیان پر اگندا کیا اور میرے ملک کو باٹ لیا جت ثابت کروں گا۔ ہاں انہوں نے میرے لوگوں پر قرعداً لا اور ایک کسی کے بد لے ایک اڑکا دیا اور نئے کے لئے ایک اڑکی بیچی تاکہ میخواری کریں۔ پس اے صور و صید اور فلسطین کے تمام علاقوں میرے لئے تمہاری کیا حقیقت ہے؟ کیا تم مجھ کو بدله دو گے؟ اور اگر دو گے تو میں وہیں فوراً تمہارا بدلہ تمہارے سر پر چینک دوں گا۔۔۔۔۔ قوموں کے درمیان اس بات کی منادی کرو۔ لڑائی کی تیاری کرو۔ بہادروں کو بُرا نگیغتہ کرو۔ جتنی جوان حاضر ہوں۔ وہ چڑھائی کریں۔ اپنے ہل کی بھالوں کو پیٹ کر تواریں بناؤ اور ہنسوؤں کو پیٹ کر بھالے۔ کمزور کہہ کر میں زور آور ہوں۔ اے ارگرد کی سب قو موجلاً کر جمع ہو جاؤ۔ اے خداوند اپنے بہادروں کو دہاں بھیج دے۔ قومیں برلنگیغتہ ہوں اور یہ سفط کی وادی میں آئیں کیونکہ میں وہاں بیٹھ کر ارگرد کی سب قوموں کی عدالت کروں گا۔“ (یوایل ۹:۳، ۲:۳)

یا ارگرد کی اقوام کون سی ہیں؟ کیا اس میں نیوزی لینڈ اور کینیڈا شامل ہیں۔ یہ وہ مسلم ممالک ہیں جنہوں نے اسرائیل کو چاروں اطراف سے گھیر کھا ہے۔ دوسرا وجہ اس حالت کی یہ ہے کہ ہر ایک آخری قوم مخالف مسح کے زیر آئے گی۔ یہاں ممکن ہے۔ اس کی سادہ سی وجہ یہ ہے کیونکہ باطل کہتی ہے ہر قوم اس کے زیر نہیں آئے گی۔ دراصل، جو اقوام مخالف مسح کی مزاحمت کر گیں اسے یہ وشیم پر حملہ کے بعد وہی زیر کیا جائیگا۔ آئیے اس حوالہ کو دیکھتے ہیں:

”اور خاتمه کے وقت میں شاہ جنوب اُس پر حملہ کریں گا اور شاہ شمال رتحا اور سورا اور بہت سے جہاز لے کر گرد بادی کی مانند اُس پر چڑھائے گا اور ممالک میں داخل ہو کر سیلا ب کی مانند گذرے گا۔ اور جالی ملک میں بھی داخل ہو گا اور بہت سے مغلوب ہو جائیں گے لیکن اُدوم اور موآب اور نبی عموں کے خاص لوگ اُس کے ہاتھ سے چھڑا لئے جائیں گے۔ وہ دیگر ممالک پر بھی ہاتھ چلائے گا اور ملک مصر بھی نیچے نہ سکے گا۔ بلکہ وہ سونے چاندی کے خزانوں اور مصر کی تمام قیسیں چیزوں پر قابض ہو گا اور لوہی اور گوش بھی اُس کے ہمراہ کاب ہونے گے۔ لیکن مشرقی اور شمالی اطراف سے انہیں اسے پریشان کریں گی اور وہ بڑے غصب سے نکلے گا۔ کہ بہتوں کو نیست و نابود کرے۔ اور وہ شاندار مقدس پہاڑ اور سمندر کے درمیان شاہی خیمے لگائے گا لیکن اُس کا خاتمه ہو جائے گا اور کوئی اُس کا مددگار نہ ہو گا۔“ (دانی ایل ۱۱: ۳۰-۳۵)

کم از کم یہاں یہ حوالہ واضح طور پر کہتا ہے کہ ادوم، موآب اور عموں کے خاص لوگ مخالف مسح کے ہاتھ سے چھڑا لئے جائیں گے۔ یہ جدید اردن کی بات کر رہا ہے۔ پس کم از کم اردن مخالف مسح کے آگے ہتھیار نہیں ڈالے گا اور نہ ہی اُس کا کنٹرول اردن پر ہو گا۔ یہ آیت اُن اقوام کا ذکر کرتی ہے جو اُس کے آگے گر جائیں گی۔ یہ کہتی ہے ”بہت سی اقوام“ سب نہیں۔ کیا باطل خود میں مقاصد ہے؟ میں تو یقین نہیں کرتا۔ میرا ایمان ہے کہ ہرقبلہ، قوم، اہلی زبان اور لوگوں پر مخالف مسح کا اثر و سوخت ہو گا۔ میرا یقین ہے کہ مخالف مسح کو کاتنا اثر و سوخت اور اخماری کا ایک پیانہ دیا جائیگا جس سے ہر آخری قوم متاثر ہو گی۔ جس کے اثر سے اُس کے پیروکاروں میں بھی اضافہ ہو گا۔ بہت سی قومیں مکمل طور پر اُس کے غلبے میں ہو گی۔ لیکن ہر قوم مکمل طور پر اُس کے آگئے نہیں رکرے گی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ وہ واحد راستہ ہے۔

ٹھیک ہے۔ پس میں کہتا ہوں کہ میں نے یہ مظاہرہ کیا کہ زمین کی ہر آخری قوم مخالف مسح کے ساتھ یہ وشیم پر حملہ نہیں کر گی۔ لیکن ان کے بجائے کافی دیگر اقوام حملہ آور ہو گی۔ جیسا کہ زکریاہ اور یوایل نبیوں نے اپنے تاکیدی انداز سے بیان کیا۔

میں کیوں دعا کے اس باب میں اس نکتہ پر زیادہ زور دے رہا ہو؟ بات بالکل سادہ ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے یقین ہے کہ جب باہل ہمیں بے شک آخر وقت کی بابت عمومی پیغمبرانہ فرمایہ ورک فراہم کرتی ہے کہ تب کیا ہوگا۔ بہت سی مخصوص تفصیلات ابھی تک طے نہیں ہیں۔ خُدا نے کسی خاص وجہ سے تفصیل کو ظاہر نہیں کیا۔ وہ شاذ و نادر ہی ایسا کرتا ہے۔ اگر وہ کرتا، تو پھر شاید مختلف مسجح کا انتظار کرتے کہ آئے اور ہمیں لے لے۔ پھر ہم زمین میں خفیہ ٹھکانے بناتے اور اپنی بقا کے لئے خوراک کا ذخیرہ کرتے۔ لیکن اس کے بجائے خُدا چاہتا ہے کہ ہم دعا کے ساتھ اس سے لشکری کریں۔ نہ صرف اپنی اور اپنے خاندانوں کی جانوں کے لئے بلکہ تمام اقوام کے لوگوں کے لئے اوس گھر میں جہاں ہم رہتے ہیں اور جسے ہم اپنا گھر کہتے ہیں۔ کیا خُدا نے ہمیں خبر دار نہیں کیا؟ مثال کے طور پر، ذیلوں پاؤں جس نے کہا کہ اسلام ایک دن انگلینڈ پر قبضہ کرے گا اور پھر اسے بھاگنے کا مناسب وقت مل جائے گا، بلکہ ایسا نہیں ہے۔ وہ برطانیہ کی کلیسیا کو آگاہ کرتا ہے کہ وہ دعا کے ذریعے ایک جگہ جمع ہوں اور اپنے ملک کے تمام لوگوں کی جانوں کے لئے دعا کریں۔ اسلام کا رویہ اللہ کی رضا کے لئے تقریباً جبریت پرمنی استغفاری کی طرح ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ (اگر اللہ کی مرضی ہوئی تو ایسا ہوگا) وہ کہتے ہیں۔ لیکن ہم اُس خُدا کی عبادت کرتے ہیں جو ہم سے پوچھتا ہے کہ اُس کے ساتھ شریک ہوں کیونکہ وہ اقوام کو متاثر کرتا ہے۔ ہم ایک ایسے خُدا کی عبادت کرتے ہیں جو موقع رکھتا ہے کہ ہم اس رویہ زمین پر منادی اور دعا کے ذریعے اُس کی خوبصورت سلطنت کو پھیلائیں۔

یہاں ایک نقطہ یہ ہے کہ اگر آپ خود کو اس کتاب میں بیان کردہ منظر نامے کو پڑھ کر نا امید ہوتے ہیں تو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تو آپ کے پاس کچھ کرنے کے لئے ہو سکتا ہے: آپ دعا کر سکتے ہیں۔ آپ اور دعا کر سکتے ہیں اور پھر آپ مزید دعا کر سکتے ہیں۔ آپ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں جو دعا کر رہے ہیں۔ دعا کے متاثرگن اثرات کو کبھی بھی فراموش مت کیجیے۔ دعا ہر مسئلہ کا حتمی حل ہے۔ یاد کیں کہ کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ جب تک ایسا ہونہ جائے۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری دعاوں کی کمی اور کثرت بہت سی قوموں کی کہانی میں اثر ڈالے گی۔ خُدا اوندھا نے ہمیں یہ قابلیت دی ہے کہ اُس کی رحمت اور اُس کے انصاف کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اور وہ ہمارے گھروں، ہمارے شہروں، ہمارے خطوں اور ہمارے ممالک کو چھوڑے گا۔ ہر قوم کو خُدا کی عدالت میں انصاف ملے گا۔ بے شک آخری ساڑھے تین سالوں کے دوران والے ہولناک دور میں زمین کے ہرباشندے کا احتساب ہوگا۔ ہر چیز جو ہل سکتی ہے وہ ہلاکی جائے گی۔ پس ابھی وقت ہے کہ خُدا کے رحم کے لئے آنسو بھائیں۔ اُن ایام کے لئے جو آنے والے ہیں۔

دعا کا ایک اور بہت اہم پہلو بھی ہے۔ جس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ دُعا خُدا کی عدالت کو روک سکتی ہے۔ اس کے ذریعے خُدا سے ثبت تبدیلی کے لئے زیادہ وقت طلب کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں یہ وجہ بھی یاد رکھنی چاہیے کہ خُدا نے اپنی آمدِ ثانی ملوتوں کی تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اُسے جانیں اور وہ بچائے جائیں:

”خُداوند اپنے وعدہ میں درنہیں کرتا جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ تمہارے بارے میں خُل کرتا ہے اس لئے کہ کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کی توبہ تک نوبت پہنچ۔“ (۲-۶ پرس ۹:۳)

اگر آخر وقت آگیا تو مختصر عرصہ میں زبردست ڈرامائی انقلاب برپا ہوگا۔ اور اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ میں ذاتی طور پر یقین رکھتا ہوں کہ بے شک وہ دن آئے گا جب باہل کی تمام ہولناک نبوتیں پوری ہوگی۔ میرا ایمان ہے کہ ہم خُدا کی منت کر کے مزید وقت مانگ سکتے ہیں۔ تاکہ وہ ہماری اقوام میں نئی روح پھونکے اس سے پہلے کہ یتاریک دن آئیں۔ دُعا اُس کے سخت غصب کو روک سکتی ہے تاکہ اس کا رحم اقوام کے دلوں پر کام کرے۔ خُدا نے موی سے کہا:

”اوخر خُداوند نے موی سے کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ یہ گردن کش قوم ہے۔ اس لئے تو مجھے اب چھوڑ دے کہ میرا غضب اُن پر بھڑکے اور میں اُن کو بھسم کر دوں اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ تب موی نے خُداوند اپنے خُدا کے آگے منت کر کے کہا۔ خُداوند کیوں تیرا غضب اپنے لوگوں پر بھڑکتا ہے جن کو وقت عظیم اور دستِ قوی سے ملکِ مصر سے نکال کر لایا ہے؟ مصری لوگ یہ کیوں کہنے پائیں کہ وہ اُن کو برائی کے لئے نکالے گیا تاکہ اُن کو پہاڑوں میں مارڈا لے اور انکوروی زمین پر سے فنا کر دے؟ سوتا پنے قبر و غصب سے باز رہ اور اپنے لوگوں سے اس برائی کرنے کے خیال کو چھوڑ دے۔ تو اپنے بندوں ابراہام، اخحاق اور یعقوب کو یاد کر جن سے تو نے اپنی ہی قسم کھا کر یہ کہا تھا کہ میں تمہاری نسل کو آسمان کے تاروں کی مانند بڑھا دیکا اور یہ سارا ملک جس کا میں نے ذکر کیا ہے تمہاری نسل کو خشونگا کر وہ سدا اُس کے مالک رہیں۔ تب خُداوند نے اُس برائی کے خیال کو چھوڑ دیا جو اُس نے کہا تھا کہ اپنے لوگوں سے کریگا۔“ (خرونج ۹:۳۲)

”آئے ملک کے سب حلیم لوگو جو خداوند کے احکام پر چلتے ہو اُس کے طالب ہو۔ راستبازی کوڑھونڈو۔ فروتی کی تلاش کرو۔ شاید خداوند کے غضب کے دن تم کو پیٹاہ ملے۔“ (صفیہا ۳:۲)

”لیکن خُد اوندر فرماتا ہے اب بھی پورے دل سے اور روزہ رکھ کر اور گریہ وزاری و اتمم کرتے ہوئے میری طرف رجوع لاو۔ اور اپنے کپڑوں کو نہیں بلکہ دلوں کو چاک کر کے خُد اوندا پنے خُد اکی طرف متوجہ ہو کیونکہ وہ رحیم و مہربان قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے اور عذاب نازل کرنے سے مازر رہتا ہے۔“ (بواہل ۱۲:۲)

مجھے ذاتی طور پر یقین ہے کہ ہم ایک نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں جبکہ بہت سی قوموں کا مستقبل تختہ دار پر لٹکا ہوا ہے۔ یہ خوف کا وقت نہیں ہے اور نہ ہی ظلم کرنے کا وقت ہے، یہ وقت تو دعا کا وقت ہے۔ میں اس باب کا اختتام باہل کے ممتاز استاد اور مصنف فرانس فرنگا پانی کے ایک مضمون کے ایک حصہ کے حوالہ سے کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے فرانس کے اس مضمون سے خاص حوصلہ افزائی محسوس ہوئی جس نے اس مسئلہ پر لکھا جس کے بارے میں ہم بحث کر رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ اس مضمون کا عنوان ”اس دن ہم جنگ کرتے ہیں“:

"ہماری نسل کے سامنے یہ تازمہ نازیت اور سوویت سامراج کے مقابلہ میں کم خطرناک نہیں۔ بنیاد پرست اسلام ایک شیطانی طاقت ہے جو عالمی غلبے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہم اخلاقیات یاد بہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں ہار سکتے۔ ہمیں خوف زدہ اور نافرمان ہونے کی ضرورت نہیں، ہم لڑنے اور جنگ جیتنے کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ پھر ایک دلیل ابھرتا ہے۔" میرے ذہن میں آیا کہ یسوع مسیح کی آمد ثانی تک زندگی زیادہ بُرانی کی طرف جائے گی۔" ہاں، اس طرح کا دن آیا۔ مگر ہمیں یہ فرض نہیں کرنا چاہیے کہ وہ دن آچکا ہے۔ ہر دور میں ہمیں خدا کے ساتھ چلنے کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کے دور میں بھی بہت سی قومیں ہیں جو بہت زیادہ بچل لارہی ہیں اور ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ ہماری اقوام کے لئے ابھی وقت ہے۔ ہمارے قارئین میں سے ایک نے ہمیں ارگون سے درج ذیل اقتباس بھیجا ہے۔ جو گوندو رکا بادشاہ، بادشاہ کے واپس آنے تک، کتاب کا مصنف ہے۔ آرلوکین ایک انگریز اپنے کام کی تربیدی جنگ عظیم کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کے باوجود، اس کے زیادہ تر قلمی کام جنگ عظیم دوم کے عروج کے دوران لکھی گئی۔ یہ کتاب تمام لڑائیوں کی استعارے ہے جو ہر نسل بُرانی پر فتح پانے کے لئے سامنا کریں گے۔۔۔

"مایوسی زیادہ ہوئی تو اگون بادشاہ نے اپنے آدمیوں کی حوصلہ افزائی کی جو اپنے جہنمی دشمنوں کے بڑے ہجوم کے خلاف یقینی شکست محسوس کر رہے تھے۔ اپنی فوج کے کم آدمیوں کے سامنے گھوڑے پر چکر لگاتا ہوا چلا یا، میں تمہاری آنکھوں میں وہی خوف دیکھتا ہوں جو میرا دل توڑیں گے۔ وہ دن بھی آئے گا جب مردوں کی بہت ناکام ہو سکتی ہے۔ جب ہم اپنے دوستوں کو چھوڑیں گے اور رفاقت کے تمام بندھن توڑ دینگے۔ لیکن یہ وہ دن نہیں ہے۔ اس دن ہم اڑتے ہیں! ان کے ساتھ جو اس اچھی زمین پر آپ کے پاس ہے۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میرے ساتھ کھڑے رہیں۔ مرد غرب بن کر" (1)

جس کے لئے میں صرف تہذیل سے 'آمین!' کا اضافہ کر سکتا ہوں۔

دوسروں تک پہنچنا (رِدِ عمل)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ دعا میں قوت ہے۔ ردِ عمل کے لئے ایک اور اہم چیز بھی ہے جو بالکل ناگزیر ہے۔ ہمیں مسلمانوں تک ایک خوشخبری اور کامل مسیحی پیغام لے کر جانا چاہیے۔ یہاں جھوٹے اسلامی خوف کی خوشخبری سنانے والوں کے لئے جو اسیر ہیں ایک آزادی کا پیغام ہے۔ یہ محبت کا پیغام ہے اور ان کے لئے قبولیت کا پیغام ہے جو خدا سے محبت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دو پیغام ہے جو کہتا ہے، ”خدا تم سے اس قدر محبت کرتا ہے اور یہاں اُس نے ہمیشہ کے لئے ثابت کر دیا۔۔۔“ ہمیں ہمیشہ اسے اپنے دل میں رکھنا ہے اسے بھولنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں اس کی طاقت کو تھیز نہیں جانا چاہیے۔ ”کیونکہ میں انجیل سے شرما تا نہیں۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک ایمان لانے والے کے واسطے پہلے یہودی پھر یونانی کے واسطے نجات کے لئے خدا کی قدرت ہے۔“ (رومیوں ۱۶:۱)

دوسروں تک پہنچنا

”مگر جس پر وہ ایمان نہیں لائے اُس سے کیونکر دعا کریں؟ اور جس کا ذکر انہوں نے نہیں اُس پر ایمان کیونکر لائیں؟ اور بغیر منادی کرنے والے کے کیونکر نہیں؟“ (رومیوں ۱۰:۱۳)

اس باب کا مقصد مسلمانوں تک رسائی کے طریقہ کار پر بحث کرنا نہیں ہے بلکہ خدا چاہتا ہے کہ ہم پاک روح سے معمور ہو کر ان تک جائیں تاکہ نہ صرف وہ تبدیل ہوں بلکہ ہم بھی تبدیل ہو جائیں۔ اس کے باوجود میں یہ چاہتا ہوں کہ مسلمانوں تک جانے کے بارے میں چند تبصرے کروں۔ دو طریقوں سے مسیحی مسلمانوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ ملک کے اندر اور ملک سے باہر۔ جبکہ بہت سے مسیحی یہ کہہ سکتے ہیں کہ کافی تعداد میں پہلے ہی مبلغین مسلمانوں کے درمیان خدمت کر رہے ہیں۔ ان اعداد و شمار پر غور کریں: صرف دو فیصد پروٹوٹنیٹ مشنریوں کی فوج دنیا کے مسلمانوں تک جا رہی ہے جو علی طور پر دنیا کی غیر مسیحی آبادی کا نصف تیار کرتے ہیں۔ (۱) یہ جیلان گن ہے اور بہت کچھ اس بارے میں کہا جا سکتا ہے۔ مگر اکثریت جو اس کتاب کو پڑھتی ہے وہ دراصل مسلمانوں میں خوشخبری پھیلانے کے لئے خود اور اپنے خاندانوں کو یہ وہ ملک کی سرزی میں پر نہیں بھیجیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں تک رسائی ناممکن ہے۔ آج تقریباً ۸۰ لاکھ مسلمان امریکہ میں رہتے ہیں۔ امریکہ عاماً اسلام کا حصہ ہے۔ مغربی ممالک میں بھی تعداد تقریباً اسی شرح سے ہے۔ ان ممالک سے جہاں میں اور آپ رہتے ہیں یا قید ہیں یا قفل کر دیئے جائیں گے۔ اگر ہم خوشخبری کے پیغام کو سناتے ہیں۔ ان ممالک سے امریکہ میں منتقل ہو چکے ہیں۔ لیکن یہاں وہ امریکہ میں ہیں۔ آزاد سر زمین۔ زیادہ تر مسیحی ان کی موجودگی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ وہی وقت تھا جب یسوع کے الفاظ ازیادہ پچھے ثابت ہوئے۔

”فصل توبہت بے مگر مزدور تھوڑے بیس۔“ (لوقا ۱۰:۳)

اگر آپ یسوع مسیح ناصری کے حقیقی شاگرد ہیں تو پھر میں آپ کی حوصلہ افزائی کرتا ہوں کہ آپ یسوع مسیح پر غور کریں جب اُس نے ہم سے جانے کو کہا اور کہا کہ تمام قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو خدا بآپ، بیٹی اور روح القدس کے نام سپتہمہ دو اور ان کو تعلیم دو کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ آپ ذاتی طور پر کس حد تک اس حکم کی تابعداری کرتے ہیں؟

شاید آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ مسلمانوں تک رسائی ناممکن ہے۔ شاید آپ یہ کتاب پڑھنے کی بعد مسلمانوں سے زیادہ خوف زدہ ہو جائیں۔ جو اس سے پہلے اتنے زیادہ نہیں تھے۔ آئیے ہم ان احساسات کے بارے میں بات کرتے ہیں۔

ایک مسلمان - بالکل میری طرح

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپ حیران ہو سکتے ہیں کہ میں کس قدر مسلمانوں سے پیار کرتا ہوں۔ اور اگر آپ کو خدا کی محبت کا تجربہ ہوا ہو تو پھر آپ کو بھی یہ کرنا چاہیے۔ اس کتاب کو لکھنے میں میر اس ب سے بڑا خوف یہ ہے کہ یہ لوگوں میں مسلمانوں کے لئے ایک منفی رو عمل پیدا کر گی۔ بلاشبہ بہت سی منفی معلومات پڑھنے کے بعد ایک قدر تی رو عمل کی وجہ سے شاید مسلمانوں سے خوف آنا شروع ہو جائے۔ لیکن جب اس طرح کے خوف کا سامنا ہو تو خدا نہیں چاہتا کہ ہم یچھے ہیں، بلکہ اس اندر ہیرے اور خوف میں ہمیں دلیری کی چمک دیتا ہے۔ یہ چمک اُس کے پیار کی چمک ہے۔ مجھے اس کا بڑی اوپنی آواز سے اعلان کرنے دیں! ”کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے گٹشتی نہیں کرنی بلکہ حکومت والوں اور اختری والوں اور اس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی ان روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔“ (افسیوں ۱۲:۶) دوسرے لفظوں میں، مسلمان دشمن ہیں ہیں! یہ اسلام ہے۔ جس کے پاس روحانی قوتیں ہیں اور اپنی فرشتی تعلیم سے بہت سے لوگوں کو اسیر کر رکھا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود، جسکی میں نے دلیل دی کہ مسلمان نبادی طور پر مختلف مسح کے مذہب کی پیروی کر رہے ہیں۔ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مسح یسوع کے مانے والوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ ہر مسلمان کو بھی بھی دشمن نہ مانیں بلکہ یہ وہ ہیں جن کو خدا نے اپنی شہیہ پر بنایا۔ بالکل ہماری طرح۔

حقیقت میں، شاید یہ ان مسائل میں سے ایک ہے جن سے بہت سے مغربی لوگوں کو حیرانی ہو جب وہ حقیقی مسلمانوں کو جاننا شروع کرتے ہیں۔ اس کے بجائے کندڑ ہن، ناراض لوگوں کے۔ بہت سے لوگ یہ ریافت کر یہنگے کہ زیادہ تم مسلمان حقیقت میں ایسے ہیں جیسے دوسرے لوگ۔ میں بہت سے گرم مزاج، ہمہ بان اور ذہین مسلمانوں سے مل چکا ہوں۔ اور وہ ہماری طرح اس وجہ سے لگتے ہیں کہ وہ ہماری طرح کے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت جن سے آپ ملتے ہیں ان کی شدید خواہش ہے کہ وہ خدا کے سامنے اچھی زندگی گزاریں اور جو خدا کو پسند ہے وہ کریں۔ پس ہمیں زیادہ تم مسلمانوں کو اس طرح دیکھنا چاہیے۔ بطور حقیقی مُدّا کے متلاشی۔

هر قطرے میں سمندر کی تلاش

جلال الدین الروی اسلام کا ایک عظیم صوفی تھا۔ اُس نے اسلام کی صوفیانہ قسم کی مشق کی۔ روی اکثر خدا کو ”محبوب یادوست“ کے طور پر پکارتا تھا۔ روی کی طرح کے صوفیاً اکرام دیگر مسلمانوں کی بجائے یسوع مسح کو اپنی زندگی کے لئے نمونہ سمجھتے تھے۔ احساس کے بغیر روی کی کئی تحریریوں کو کوئی نہیں پڑھ سکتا گویا وہ ایک مسحی ہونے کے قریب تھا۔ روی کی کم از کم ایک اعتباً اسی ہے جو واقعی تعریف کے قبل ہے۔ روی نے کہا، ”ایک دن میں لوگوں میں دوست کی چمک کو تلاش کرنے جا رہا تھا۔ پس میں نے ایک قظرے میں سمندر کو تلاش کر لیا۔“ روی نے خدا کی تخلیق میں اور خاص طور پر اس کی ہر مخلوق میں خدا کو دیکھنے کی کوشش کی۔ ہو سکتا ہے کہ آپ یہ کہتے ہوں کہ ہم مختلف مسح کے مذہب میں کسی قسم کی اچھائی اور روشنی نہیں دیکھ سکتے۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں۔ آپ ایسا کر سکتے ہیں اور اس کی ایک وجہ ہے: اسلام مسلمانوں نے بنایا ہے اور مسلمان وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی شہیہ پر بنایا۔ اور ان میں بہت سے حقیقی خدا کے متلاشی ہیں۔ اس طرح اسلام میں بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں جن سے سیکھا جاسکتا ہے۔ اور اگر یہ مختلف مسح کے نظام کا آخر ہے تو پھر اس کے کتنے پیروکار جو ہر ایک خدا کی مخلوق ہیں! جبکہ ہمارے دلوں کا فطری رجحان خوف سے واپسی سکتا ہے۔ اس کے بجائے خدا اچاہتا ہے کہ ہم اعتماد اور عاجزی کے رویے کے ساتھ ان تک جائیں تاکہ ہم ان کو الگ نہیں بلکہ خدا کی مخلوق کے طور پر جائیں۔ عاجزی، دلیری اور اعتماد کا یہ رو یہ خدا اپنے لوگوں سے ہر وقت چاہتا ہے۔ خاص طور پر آخر دنوں میں۔ خدا اچاہتا ہے کہ ہم فتح یا ب ہوں۔

قاپو پانے والے

قاپو پانے والا وہ شخص ہوتا ہے جو خوف کو اجازت نہیں دیتا کہ اُسے قابو کرے۔ بلکہ وہ محبت کے ساتھ خوف پر قابو پاتا ہے۔ قابو پانے والا نفرت کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ اُس پر قابض ہو بلکہ وہ صلحت سے نفرت پر قابو پاتا ہے۔ ایک شخص ایسا ہے جو روح کی قوت کے ساتھ مسلمانوں تک پہنچ گیا۔ اُس شخص نے ایسا مسیحی تاریخ کے تاریک دوروں میں ایک دور میں پیدا کیا۔ ان دنوں میں اسلام اور مسیحیت کے درمیان تعلقات کی غصہ کا موازنہ آج کے دور سے کیا جاسکتا ہے۔ یہ تیرسی عظیم صلیبی جنگوں کے درمیان ہوا جب اسیسی کے فرانس نے فیصلہ کیا کہ وہ مسلمانوں میں جا کر انجلیل کی منادی کرے۔ یہ وہ روح تھی جس نے فرانس کو مسلمانوں کے درمیان بھیجا۔ یہی آج کے مسیحیوں کے لئے ایک عظیم نمونہ ہے کہ وہ مسلمانوں تک جائیں۔

فرانس کی کہانی

۱۴۲۹ء میں ایسی کافرانس اور اُس کے بارہ بھائی صلیبی فوج کے ساتھ مصر میں گئے۔ جہاں صلیبی فوجوں اور مسلمان عربوں سلطانِ اکامل کے درمیان جنگِ جاری تھی۔ (۲) فرانس اور اسکے بھائیوں نے صلیبی فوج کے درمیان اپنا کمپ لگایا جبکہ فوجِ دیٹا کے شہر جوندگاہ تھی تیاری کر رہی تھی۔ فرانس نے صلیبی فوجوں کے درمیان انجیل کی منادی کی اور بہت سے لوگوں نے فرانس کا پیغام سن کر ہتھیار ڈال دیے اور فرانسیسکن آرڈر میں شمولیت اختیار کی۔ جب فرانس انجیل کر رہا تھا تو اس کی حکمتِ عملی ان کو الگ کرنا نہیں تھا۔ اُس نے شام کے مسلمانوں اور مسیحیوں کو ایک جیسا پیغام دیا۔ فرانس یہوں مسیح کی خوشخبری کو برآہ راست سلطان کے کمپ میں لے کر گیا۔ سلطان مسلمان فوج کا لیڈر تھا۔ مسیحیوں کے درمیان سلطانِ اکامل حیوان کے طور پر جانا جاتا تھا۔ لیکن فرانس نے اُس کو مہربان، مخلص، کھلے دل والا اور خدا کا حقیقی مثالی پایا۔

فرانس اور اُس کا قریبی دوستِ الوبیناً تو برآہ راستِ دشمن کے خیمہ میں چلے گئے۔ فرانس کو فراؤ پکڑ لیا گیا اور ابتدائی طور پر مسلمان سپاہیوں نے اُن کے ساتھ زیادتی کی۔ فرانس نے مطالبہ کیا کہ اُس سے سلطان کے پاس لے جایا جائے تاکہ وہ اُسے انجیل کی خوشخبری سنائے۔ فرانس کی درخواست منظور ہو گئی۔ فرانس سلطان سے ملا اور کہا، ”خدا تم کو اطمینان بخش۔“ یہ الفاظ تھے جو فرانس نے خود استعمال کئے جسکی ممائنت جیرت انگریز طور پر مسلمانوں کے آداب سے ہوتی ہے۔ یعنی السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو)

کریمطاںِ مالوہی نے فرانس کے بارے میں اپنی شاندار کتاب ”اسلام سے امن کا آغاز“ میں لکھا ہے۔ اس کتاب میں کہا یاں اور قصہ تحریر کئے گئے ہیں۔ اس میں فرانس اور کامل کے درمیان ملاقات کا ذکر ملتا ہے۔ اس بارے میں مختلف وضاحتیں ملتی ہیں۔ اس ملاقات کے بارے میں کچھ چیزیں یقین سے کہی جاسکتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ سلطان نے فرانس کو تہذیب دل سے خوش آمد کیا۔ زیادہ تر روایات میں بتایا گیا ہے کہ سلطانِ اکامل نے فرانس کو دعوت دی تاکہ وہ طویل مدت کے لئے مسلمانوں کے ساتھ رہے۔ ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانس نے یہ دعوت نامہ قبول کیا۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ سلطان نے فرانس کو تحریری اجازت نامہ دیا کہ وہ اسلامی سرز میں پر انجیل کی منادی کرے۔

لیکن اس ملاقات کے نتیجے میں ان دونوں آدمیوں پر کیا اثر ہوا؟ جب برادرِ الوبیناً سے انٹرویولیا گیا تو اُس نے کہا کہ سلطان نے فرانس سے بات کرتے ہوئے کہا، ”مجھے یقین ہے کہ تمہارا ایمان اچھا اور سچا ہے۔“ جب راہ میں جدہ ہو رہے تھے۔ سلطان نے فرانس سے پوچھا کہ وہ اُس کے لئے دعا کرے کہ وہ درست راہ کو تلاش کرنے کے قابل ہو۔ سلطان نے مسیحیت قبول کی یا نہیں۔ یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ لیکن مسلمانِ ذکر کرتے ہیں کہ فرانس سے ملنے کے بعد سلطان کے رویے میں ثابت تبدیلیِ رونما ہوئی۔ لیکن یہاں ہمارے لئے وہ لچسپ حصہ سبق سیکھنے کے لئے ہے۔ فرانس بھی تبدیل ہو گیا۔ مسلمانوں کا اثر فرانس پر بھی پڑا۔ جب وہ پورپ والپ آیا تو اُس نے مسلمانوں کے کچھ عناصرا پنی مذہبی زندگی میں اپنانے۔ مثال کے طور پر مسلمان ایک دن میں پانچ وقت کی نمازِ ادا کرتے ہیں۔ فرانس نے آرڈر کیا کہ ”تمام لوگوں میں انجیل کی منادی کرو۔۔۔ خدا کے جلال کے بارے میں بتاؤ تاکہ ہر گھنٹے بعد جب گھنٹی بج تو حمد و ثناء اور عزت و جلال دنیا بھر میں ہر کسی کی طرف سے قادرِ مطلق خدا کو ملے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فرانس نے دعا میں بجدہ کرنا شروع کر دیا۔ جس طرح مسلمان نماز میں کرتے ہیں۔ فرانس نے عمومی باب میں لکھا: ”اُس کے (خدا) نام کی آواز پر تم زمین پر سجدہ کرنا اور خوف اور تعظیم کے ساتھ اُس کی ستائش کرو۔“ اپنے کانوں سے شو اور خدا کے بنیے کا حکم مانو۔ یہ وجہ ہے کہ تمہیں تمام دنیا میں بھیجا گیا۔ تاکہ مکالم اور عمل سے اُس کے پیغام (خوشخبری) کے گواہ ہن اور ہر ایک کو متاثر کرو۔ کہ اُس کے علاوہ کوئی اور قادرِ مطلق خدا نہیں ہے۔ یہ آخری حصہ مسلمانوں کے ایمان سے ملتا جلتا ہے۔ یعنی اللہ کے سواء کوئی خدا نہیں۔

اپنے چھتی جائزے میں ہم نے سیکھا کہ سلطان اور فرانس دونوں میں تبدیلی واقع ہوئیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فرانس نے جب کبھی ملنے کی کوشش کی تو صرف اُن کو تبدیل نہیں کیا بلکہ خود بھی تبدیل ہوا۔ فرانس نے دوسروں میں دشمنی کو تلاش نہیں کیا۔

فرانس کی اس کہانی کی طرف اشارہ کرنے کا مقصد ہے کہ آج کے دور میں جبکہ مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان کشیدگی، غلط فہمیاں اور خدشاتِ عگین ہو چکے ہیں تو آخر دونوں میں یہ احساسات کس حد تک پہنچ جائیں گے؟ مسلمانوں تک رسائی کے لئے فرانس کی مثال بہترین ہے۔ وہ مسلمانوں کے پاس اعتماد، بے خوف، مستقل مزاج، تعیم پذیر اور ایک امن کی مطلق روح کے ساتھ آیا۔ فرانس تعصّب کے جذبے کے ساتھ مخالف مسیح کے پاس نہیں گیا بلکہ ان لوگوں کے پاس جن کو خدا کی ضرورت تھی۔ اس طرح فرانس انجیل کے

دفاع کے لئے نہیں گیا تھا بلکہ انہیل کے لئے مرنے گیا تھا۔ ہم اس مسئلے پر تبادلہ خیال الگے باب میں کریں گے۔

ذاتی فوائد

مسلمانوں تک رسائی کا بنیادی مقصد یقیناً نجات اور کثرت کی زندگی کے پیغام کو مسلمان بھائیوں اور بہنوں تک پہنچانا ہے۔ مسلمانوں تک پہنچنے میں کچھ زبردست فوائد بھی ہیں۔ قطع نظر کر آپ کسی حد تک بالغ مسیحی ہیں۔ کوئی بھی جو مسلمانوں کے ساتھ گھرے مذہبی مکالمے میں جاتا ہے یا اس کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہوگا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ زیادہ تر مسلمان مسیحیوں کے ساتھ بحث کرنے کے لئے اپنا زیادہ تر وقت تربیت اور مطالعہ میں گزارتے ہیں۔ بالآخر آپ کو اپنے بنیادی عقائد کی کھوج کے لیے ایک چیلنج مل جائے گا۔ تاہم چیلنجوں کے ذریعے خوشخبری کو تقویت ملتی ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ اپنے ذاتی تجربے سے میری ذاتی بڑھوتی اور ایمان کی چیختگی ہوئی۔ مکافہ طاہر ہوا اور میں نے اپنے ایمان کو سمجھا۔ میں نے کبھی بھی تجسم کے مجررات، تثبت اور صلیب پر زیادہ زور نہیں دیا۔ کیونکہ میں کافی عرصے سے مسلمانوں کے ساتھ مصروف رہا ہوں جو ان تمام عقائد کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں۔ کیا یہ تعصب کی بات نہیں کہ بہت سے وہ لوگ جو مسلمانوں تک پہنچیں وہ زبردست مکافہ کے ساتھ چلیں جس کا اسلام انکار کرتا ہے۔ سموئیل زویمار کی ایک شاندار مثال ہے۔ سموئیل زویمار مسلمانوں میں خدمت کا پیش رو تھا۔ جو گذشتہ صدی کی تبدیلی تک رہا۔ زویمار کی کتابوں میں سے ایک ”صلیب کا جلال“ زبردست ہے جو ہر مسیحی کو پڑھنی چاہیے۔ اس کا نائل ہی سب کچھ بیان کر دیتا ہے۔ جب وہ مسلمانوں سے ملا تو اس کے نتیجے میں زویمار صلیب کے جلال کے ایک گھرے مکافہ میں چلا گیا۔ اس طرح یہ ہمارے ساتھ بھی ہوگا۔ جب ہم مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں تو اس کا مقصد صرف انہیں حقیقی یہ نوع مسیح سے متعارف کروانا نہیں ہوتا تاکہ وہ مسیح کو قبول کرے بلکہ ہم ان کے ساتھ مل کر خود اپنے آپ میں بھی تبدیلی لے کر آتے ہیں۔

شمادت کی تیاری

مسيحي دنيا کي ايدارسانی کا حصہ بننیں

ہم میں سے پیشتر جو مغرب میں رہتے ہیں ایسے ماحول میں نہیں رہ سکتے جہاں شہادت ایک حقیقت یا موجودہ خطرہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم سب کے لئے یہ بہت اہم ہے کہ اپنے ان بھائیوں اور بہنوں سے مریبوط رہیں جن کو یہ خطرہ لاحق ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں متعدد ممالک ایسے ہیں جہاں ظلم و قسم اور شہادت عام ہے۔ میرا ایمان ہے کہ ہم ان فرنٹ لائن پر رہنے والے لوگوں کو اپنے دلوں سے جوڑنے کے لئے عملی قدم اختیار کر سکتے ہیں۔ بے شک زمین پر مسیحی کلیسیاء کو باہمی تعاون، اتحاد اور مریبوط ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ اور بے شک ہم فی الحال مغرب میں جو حفاظت رہ رہے ہیں ان حالات کی حقیقت سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

یوں تھے نے ہمیں یہ اصول بتایا کہ جہاں ہمارا خزانہ ہے وہاں ہمارا دل لگا رہے گا۔ خزانے سے مراد و پیغمبر مسیح لیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہمارے روپے پیسے کے علاوہ ہمارا وقت اور ہماری تو انا بیان بھی ہمارا خزانہ ہے۔ پس اگر ہم اپنے دلوں کو ان لوگوں کے ساتھ ملانے کی کوشش کریں جو ظلم و قسم کی چکی میں پس رہے ہیں تو پھر ہم ان کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ بے شک ہم یہ پوچھ کر آغاز کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ کون ہیں اور کہاں ہیں اور ہم ان کے لئے باقاعدہ دعا کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ایک ایسا نہ میلایا پادری ہیں تو پھر میں آپ سے کہوں گا کہ اپنی کلیسیائی عبادات میں دنیا بھر کے ان لوگوں کے لئے دعا کریں جو جہانی بینیں اس ایدارسانی سے گذر رہے ہیں۔ اس طرح سے آپ پوری کلیسیاء اور ستائی گئی کلیسیاء کے درمیان یگانگت پیدا کر رہے ہوں گے۔ یہ ان لوگوں کے لئے جانچ کی اچھی حقیقت ہے جو مغرب میں سکون کی زندگی بسرا کر رہے ہیں۔

دوسری چیز جس سے ہم حقیقی لوگوں کے ساتھ تعلقات کو ترقی دے سکتے ہیں جو ظلم و قسم کے خطرے میں رہ رہے ہیں۔ ان میں خط لکھنا، ای میلز یا پھر ان سے ملتا، یہ وہ سادہ طریقہ ہیں جن سے باہمی تعاون کو تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ کے پاس ایک ایسا خاندان ہے جس میں بچے ہیں تو آپ اس ایدارسانی والے خاندان کو اپنے اختیار میں لے سکتے ہیں۔ آپ کے خاندان ایک دوسرے کو خط لکھ سکتے ہیں اور بچے تصاویر یا چھوٹے سے تھنکے کے ذریعے خوشیوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ایک خاندان کے طور پر آپ باقاعدگی سے مل کر پاکستان، چین، عراق یا جہاں کہیں آپ کے دوست رہتے ہیں ان کے لئے دعا کر سکتے ہیں۔

اور آخر میں، بے شک آپ ان کو میسے بھیج سکتے ہیں۔ آپ ضروری نہیں کہ ایک بڑی مقدار میں رقم بھیجیں بلکہ ایک رقم کا حصہ منقص کریں اور ہر ماہ اگل کر دیں اور وہاں بھیجیں جہاں آپ محسوس کرتے ہیں کہ مجھے دینے کی ضرورت ہے۔ یہاں تک کہ اگر آپ پانچ ڈالر بھیجتے ہیں تو آپ ایک بچہ بورہ ہے ہو گے یا ایک پُل تعمیر کر رہے ہیں۔ آپ ان ستائی ہوئی کلیسیاء کے ساتھ کیسے شروع کریں گے؟ سب سے پہلے مختلف ادارے ہیں جو دنیا بھر میں برادری است خدمت کے ذریعے ان ستائے ہوئے چرچ کی مدد کرتے ہیں۔ ہر منشی کا اپنا خاص مقصد ہے۔ میں یہاں آپ کو تین اچھی منشیوں کا حوالہ دیتا ہوں:

www.persecution.com

www.operationsnehemiah.org

www.barnabusfund.org

www.opendoorusa.org

ہر منشی اپنے نیوز لیٹر میں حالیہ واقعات کے بارے میں تازہ ترین معلومات فراہم کرتی ہیں۔ اسی طرح دعا کرنے کے نکات اور ان کی کوششوں میں مدد دینے کے لئے عملی طریقہ

کار درج ہوتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس ای میل ہے۔ پھر ہر تنظیم کے پاس ای میل رپورٹ ہوتی ہے جو وہ روزمرہ کی اپڈیٹس اور دعا کی درخواستیں باہر پہنچتے ہیں۔ ان تنظیموں میں سے کسی ایک کو رابط کریں اور ان سے دریافت کریں کہ اوپر بیان کردہ سے کیسے رابط قائم کیا جا سکتا ہے۔

شہادت کی تیاری لازمی ہے

لیکن شہادت اُن کے لئے جو دور کی سر زمینوں پر رہتے ہیں محض ایک سوچ کا نام نہیں ہے۔ ہر ایک جو مسیحی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اُسے دل سے مکمل شہادت کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ شہادت اُن لوگوں کے لئے اختیاری نہیں جو تیری دنیا کے ممالک میں رہتے ہیں یا جو دنیا کی تاریخ کے کسی دور میں رہتے تھے۔ ایک حقیقی اور سچے مسیحی کے لئے شہادت ہمیشہ سے لازمی حصہ رہا ہے۔ مسیحیت صرف وہ نہ ہے جس میں شہادت کی اعلیٰ ترین مثال ملتی ہے۔ جس میں کسی آدمی کو تشدد بنا لیا جاتا ہے۔ اور عوامی سلطنت پر مارا جاتا ہے۔ بطور مسیحی ہم اُس کے شاگرد ہیں۔ شہادت کا تصور بھی ہماری مغربی مسیحی تہذیب میں ایک بیرونی بنیادی تصور ہے۔ لیکن آج دنیا کے بہت سے حصوں میں جیسا کہ چین، پاکستان یا مشرقی سلطنتی میں اُن لوگوں کے لئے جو شخص کو قبول کرتے ہیں وہ اسی کے ساتھ شہادت کو بھی ”ہاں“ کہتے ہیں۔ بلکہ اسی طرح کلیسیائی تاریخ کی پہلی تین صدیوں میں مسیحیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا کرتا تھا۔ ایذا اسلامی اور شہادت عام تھی خاص طور پر ان کے لئے جو رہنمای تھے۔

شہادت اور معجزات

کلیسیاء کے ابتدائی اودار میں اور چین میں کیونٹ انقلاب کے بعد، جب شہادت بہت عام تھی۔ اُس وقت کلیسیاء نے بھی ترقی کی۔ نہ صرف کلیسیاء نے اس ماحول میں ترقی کی بلکہ الہی قدرت کا تجربہ بھی ہوا۔ معجزات، نبوت، بلکوتی (فرشتتوں) ملاقات، خواب؛ یہ وہ تجربات ہیں جو اس انتہائی ایذا اسلامی کے دور میں رومنا ہوئے۔ یہ حرمت کی بات نہیں، پھر باہل بھی اسی طرح کہتی ہے کہ آخری دنوں میں جب ایذا اسلامی اپنے عروج پر پہنچ جائیگی تو عظیم کلیسیاء اسی قدرت کا تجربہ کرے گی:

”خُد افرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہو گا کہ میں اپنے روح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹھے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڑھے خواب دیکھیں گے۔ بلکہ میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی اُن دنوں میں اپنے روح میں سے ڈالوں گا اور دھوئیں کا بادل دکھاؤں گا۔ سورج تاریک اور چاند خون ہو جائے گا۔ بیشتر اس سے کہ خُد اونکا عظیم اور جلالی دن آئے۔“

(اعمال: ۲۷-۲۰)

باہل واضح طور پر کہتی ہے کہ آخری دنوں میں نہ صرف شدید غلام و شتم اور شہادت کے نشانات ہونگے بلکہ پاک روح کے وسیلے سے خُدا کی قدرت کے عظیم کام اور معجزات ہونگے۔ خُدا نہ صرف آسمانوں پر بلکہ زمین پر بھی تو قوی نشانات اور عجیب کام ظاہر کرے گا۔ آخری دنوں کے دوران، کلیسیاء بیک وقت اپنے عروج پر جائیگی اور تاریکی کو شکست ہوگی۔

قابل پانے کے لئے مغلوب ہونا

دانی ایل اور مکاٹھہ کی کتابوں میں اس پہلی کا واضح بیان دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ خُدانے دانی ایل پر آخری دنوں کی تصاویر نازل کیں، وہ مکمل طور پر حیران و پریشان تھا۔ دراصل دانی ایل کہتا ہے کہ ان باتوں کو دیکھنے کے بعد اس کی حالت بگزگزی۔ دانی ایل نے کیا دیکھا؟ جیسا کہ خُدانے آخری دنوں کے خواب کے ساتھ دانی ایل کے پاس آیا۔ اُس نے کلیسیاء کے آخری دنوں کا بھید دیکھا۔ دانی ایل نے دیکھا کہ کلیسیاء آخری دنوں میں شیطان اور اس کے ذخیرہ پر قابو پائے گی اور اس کے ذخیرہ پر۔ اور کلیسیاء کو اُس کا انعام ملے گا لیعنی خُدا کی بادشاہت۔

”میں نے دیکھا کہ وہی سینگ مقدسوں سے جنگ کرتا اور ان پر غالب آتا رہا۔ جب تک کہ قدیم الایام نہ آیا اور حق تعالیٰ کے مقدسوں کا انصاف نہ کیا گیا۔ اور وقت آن پہنچا کہ مقدس لوگ سلطنت کے مالک ہوں۔ اُس نے کہا کہ چوتھا حیوان دنیا کی چوتھی سلطنت ہے۔ جو تمام سلطنتوں سے مختلف ہے۔ اور تمام

ز میں کوئی جائے گی۔ اور اسے لٹاڑ کر گلزارے ٹکڑے کر گی۔ اور وہ دس سینگ دس بادشاہ ہیں جو اُس سلطنت میں برپا ہو گے اور ان کے بعد ایک اور پرپا ہو گا اور وہ پہلو سے مختلف ہو گا۔ اور تین بادشاہوں کو زیر کریگا۔ اور وہ حق تعالیٰ کے خلاف باتیں کریگا۔ اور حق تعالیٰ کے مقدوسوں کو نگ کریگا اور مقر را وقت اور شریعت کو بد لئے کی کوشش کریگا اور وہ ایک دور اور دور اور نیم دور تک اُس کے حوالے کئے جائے گے۔ تب عدالت قائم ہو گی اور اُس کی سلطنت اُس سے لے لیں گے اور اسے ہمیشہ کے لئے نیست و نایود کریں اور تمام آسمان کے نیچے سب ملکوں کی سلطنت اور مملکت اور سلطنت کی حشمت حق تعالیٰ کے مقدس لوگوں کو خوشی جائیگی۔ اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور وہ تمام ملکیتیں اُس کی خدمت گذرا اور فرمابندردار ہو گئی۔ یہاں پر یہ امر تمام ہوا۔ میں دانی ایل اپنی اندیشوں سے نہایت گھبرا یا اور میرا چہرہ متغیر ہوا لیکن میں نے یہ بات دل ہی میں رکھی۔“
(دانی ایل ۲۱: ۲۸)

اس حوالہ کی ایک جھلک مکاشفہ کی کتاب میں بھی نظر آتی ہے:

”اور بڑے بول بولے اور گرفتار کئے کئے اُسے ایک مند دیا گیا اور اُسے بیالیں مہینے تک کام کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اُس نے خُدا کی نسبت گفر بکنے کے لئے منہ کھولا کر اُس کے نام اور اُس کے نیمہ یعنی آسمان کے رہنے والوں کی نسبت گفر بکے۔ اور اُسے یا اختیار دیا گیا کہ مقدسوں سے لڑے اور ان پر غالب آئے۔ اور اُسے ہر قبیلہ اور اہل زبان اور قوم پر اختیار دیا گیا اور زمین کے وہ سب رہنے والے جن کے نام اُس برہ کی کتاب حیات میں لکھنے نہیں گئے جو بنائی عالم کے وقت سے ذبح ہوا ہے اُس حیوان کی پرستش کریں گے۔ جس کے کان ہوں وہ سُنیں۔ جس کو قید ہونے والی ہے وہ قید میں ہی ٹیکے گا۔ جو کوئی تلوار سے قتل کر پا گا وہ ضرور تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ مقدسوں کے صبر اور ایمان کا یہی موقع ہے۔“ (مکافہٗ ۱۰:۵-۱۳)

اس دور کے آخر میں مقدسین فتح حاصل کر لینگے۔ وہ تلوار سے مارڈا لے جائیں گے۔ وہ مخالفِ مسیح کی فوج کے ذریعے اسیر کئے جائیں گے۔ بہترے قتل کئے جائیں گے۔ مکافہ کی کتاب کہتی ہے کہ ایک بہت بڑی بھیڑ اس مصیبۃ میں سے گزرے گی۔ جس کا شمار نہیں ہوگا:

”اُن باتوں کے بعد جو میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر ایک قوم اور قبیلہ اور امت اور اہل زبان کی ایک ایسی بڑی بھیڑ جسے کوئی شانہ نہیں کر سکتا۔ سفید جامے پہننے اور بھجور کی ڈالیاں اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے تخت اور بڑھ کے آگے کھڑی ہے۔ اور بڑی آواز سے چلا چلا کر کہتی ہے کہ نجات ہماری خُدَا کی طرف سے ہے جو تخت پر بیٹھا ہے اور بڑھ کی طرف سے ہے۔ اور سب فرشتے اُس تخت اور بزرگوں اور چاروں جانب اروں کے گرد آگے کھڑے ہیں۔ پھر وہ تخت کے آگے منہ کے ملے گر پڑے اور خُدَا کو سجدہ کر کے کہا آئیں! حمد اور تجدید اور حکمت اور شکر اور عزت اور قدرت اور طاقت ابد الآباد ہمارے خُدَا کی ہو۔ اور بزرگوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ یہ سفید جامے پہننے کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے اُس سے کہا کہ اے میرے خُداؤند! تو ہی جانتا ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا یہ وہی ہیں جو اُس بڑی مصیبت سے نکل کر آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے جامے بڑھ کے خون سے دھو کر سفید کئے ہیں۔ اسی سبب سے یہ خُدَا کے تخت کے سامنے ہیں جو اُس کے مقدس میں رات دن اُس کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ جو تخت پر بیٹھا ہے وہ اپنا نیحہ اُن پرتانے کا اس کے بعد نہ کبھی اُن کو بھوک لگے گی نہ پیاس، نہ کبھی اُن کو دھوی ستائے گی نہ گرمی۔“ (مکافہ نہ ۹-۱۶)

ان آیات میں ہم آخر دنوں کی کلیسیاء کا نمونہ دیکھتے ہیں۔ یہ صلیب کا بھیج ہے۔ اپنے خداوند اور مالک کی طرح، جنہوں نے شکست کھائی اور بھر قابو پایا وہ اصل میں قابو پانے والے ہیں۔ جبکہ وہ جو مختلف مسیح کی فوج میں ہیں وہ سوچیں گے کہ اپنے وشمنوں کو جسمانی اور فوجی مات دینے سے وہ فتح حاصل کر رہے ہوں گے۔ وہ دراصل اپنے لئے خود پہنچا تیار کر رہے ہوں گے۔ جبکہ اس کی بجائے خدا کی حکمت میں جیسا کہ صلیب پر تھی جسے ذلیل کیا گیا۔ مارا گیا اور شکست دی گئی۔ یہ وہ ہیں جو شیطان کو اپنے پاؤں سے چکل رہے ہوں گے۔ (رومیوں ۱۶: ۲۰) لیکن وہ اُس پر کسیے قابو یا میں؟

”اور وہ بڑے کھون اور اپنی گواہی کے کلام کے باعث اُس پر غالب آئے اور انہوں نے اپنی جان کو عزیز نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ موت بھی گوارا کی۔“
 (مکافہتہ ۱۲:۱)

غلبہ پانے والے اپنی آنکھیں یسوع پر لگائیں گے، جونہ صرف ہمارے ایمان کا بانی اور کامل کرنے والا ہے (عبرانیوں ۲:۱۲) بلکہ ہمارے لئے ایک مثال بھی ہے۔ یسوع نے شہادت کا ایک معیار مقرر کر دیا ہے۔ اس طرح شہادت ان کے لئے جو یسوع مسیح کے حقیقی شاگرد ہیں۔ تاریخ میں مسیحیوں کی شہادت کتب کے صفحات کی زینت رہی ہے۔ یسوع مسیح کے ہر شاگرد نے سواء ایک کے شہادت کو اپنے سینے سے لگایا تاکہ انہیں کا پیغام دنیا تک جائے۔

استفسن اور اندریاس کی موت

اگر آپ نے رسولوں کے اعمال کا مطالعہ کیا ہے تو پھر آپ نے استفسن کی کہانی بھی ضرور پڑھی ہوگی۔ ابتدائی کلیسیاء کے رہنماؤں میں سے ایک تھا۔ آخر دنوں کے ایمانداروں کی طرح، استفسن ایک ایسا شخص تھا جو خدا کے فضل اور طاقت سے معمور تھا۔ اُس نے لوگوں کے سامنے عظیم مESSAGES اور عجیب کام کئے۔ استفسن کو انجلیں کے پیغام کے دلیرانہ اعلان کی وجہ سے شہید کر دیا گیا۔ اپنے استاد کی طرح جب وہ مر رہا تھا تو وہ اُن کے لئے دعا کر رہا تھا جو اُس کو قتل کر رہے تھے:

”پس یہ استفسن کو سنگسار کرتے رہے اور وہ یہ کہہ کر دعا کرتا رہا کہ اے یسوع! میری روح کو قبول کر۔ پھر اُس نے گھٹنے بیک کر بڑی آواز سے پُکارا کہ اے خداوند یہ گناہ اُن کے ذمہ نہ لگا اور یہ کہہ کر سو گیا۔“
(اعمال ۷:۵۹-۶۰)

استفسن ایک عام اڑکا تھا۔ لیکن وہ غالب آنے والا تھا۔ جبکہ یسوع ہماری مثال ہے۔ استفسن وہ ثبوت ہے کہ ہم سب کے لئے ممکن ہے کہ غالب آئیں۔

اندریاس پطرس کا بھائی تھا اور بارہ شاگردوں میں سے ایک۔ اندریاس کو بھی شہید کی موت مارا گیا۔ کلیسیاء کی تاریخ میں اس کی موت کو لکھا گیا ہے۔ میں بغیر روئے اندریاس کی موت کی کہانی کبھی نہیں پڑھ سکتا:

”پطرس کا بھائی جسے رومی گورنر زاگیا اس نے سب سو پوپیس کے شہر میں صلیب دی۔ اندریاس بہرتوں کو مسیح کے پاس لاایا تب گورنر صوبے میں مسیحیوں کے پاس آیا اور اُن کو مجبور کیا کہ وہ بتوں کی قربانی کریں اور اپنے مذہب سے روگردانی کریں۔ اندریاس نے ایگیاس گورنر کو اس کے منہ پر چلیخ کیا کہ اپنے جھوٹے معبودوں اور بتوں کو چھوڑ دے اور کہا کہ روم کے یہ معبودوں اور بت خداوندیں بلکہ شیطان ہیں اور انسانیت کے دشمن ہیں۔ غصتے میں صوبے دار نے اندریاس کو حکم دیا کہ وہ تعلیم اور بشارت نہ دے اور اُسے خبردار کیا کہ اگر ایسا کیا تو اُسے صلیب دے دی جائے گی۔ اندریاس نے جواب دیا کہ میں صلیب کی شان و شوکت اور جلال کا پرچار نہ کرتا اگر میرے اندر صلیبی موت کا ڈر ہوتا۔ اُس کی فوراً مذمت کی گئی اور اُسے پھانی کی گلگہ پر لے جایا گیا۔ اُس نے کچھ فاصلے پر صلیب دیکھی اور چلا اٹھا، ”اے صلیب! خوش آمدید! میں تیرا ہی بڑی خوشی اور شدت سے انتظار کر رہا تھا۔ میں تیرے پاس آتا ہوں یسوع کا شاگرد ہونے کی وجہ سے جو تجھے پر لٹکایا گیا: میں ہمیشہ سے تیرا عاشق رہا ہوں اور تجھے اپنا نے کام مجھے لا لچ ہے۔“ (۱)

میں جب بھی اس کو پڑھتا ہوں، میں دعا کرتا ہوں کہ جب مجھے یہ موقعہ ملے تو میری روح بھی اسی طرح کا مطالبہ کرے گی۔ یہ واضح ہے کہ اندریاس نے اس لمحہ کو پہلے سے ہی دیکھ لیا تھا۔ اندریاس نے شہادت کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ اُس پر آن پڑی۔ وہ دراصل اس تصور کا مراقبہ کر چکا تھا۔ کلیسیائی تاریخ میں خدا کے فضل و کرم میں اس طرح کی شہادتوں کی بے شمار کہانیاں لکھی جا چکی ہیں۔

میں آپ کو ان کہانیوں کو پڑھنے کی حوصلہ افرادی کروں گا۔ اور خداوند سے اپنی شہادت کے بارے میں بات کریں۔ یہ واقعات ان گتباں میں مل سکتے ہیں جیسے

کیا شہادت بڑی عظمت والی ہے؟ صلیب کی ذلت کو گلے لگانا

إن کہانیوں کو سُن کر بہت حوصلہ افزائی ہوتی ہے جو روح کی ہمت اور فضل کے ساتھ شہادت حاصل کرتے ہیں۔ بغیر کسی خوف کے اور بعض معاملات میں بغیر کسی درد کے۔ میں ذاتی طور پر یقین نہیں رکھتا کہ ہر شہادت اس طرح ہوتی ہے۔ جبکہ ہم کلیسیائی تاریخ میں شہادتوں کی کہانیاں پڑھنا پسند کریں گے۔ میری ذاتی طور پر یہ رائے نہیں ہے۔ کہ ہر شہادت ضرور جلالی ہو۔ جیسا کہ شاذ و نادر ہی حقیقت کتابوں میں بیان کی جاتی ہے۔ میرا ذہن اُس کورین مسیحی کی شہادت کی طرف جاتا ہے جس کا حال ہی میں سر قلم کیا گیا جب اُسے عراق میں انگوکر کے قید کر لیا گیا تھا۔ کچھ جردوں میں ذکر آتا ہے کہ اس کورین کم سن لی Kim Sun Li کو خاص طریقے سے قتل کیا گیا کیونکہ وہ مسیحی تھا۔ جو عراقوں کے ساتھ اپنے ایمان کا اظہار کر رہا تھا۔

کم سن لی ایک بشارتی مسیحی تھا جو ہمیشہ مسلمانوں کی طرف ایک مشنری ہونے کا خواب دیکھتا تھا۔ اس مقصد کے لئے اُس نے عربی میکھی اور عراق میں ایک مترجم کے طور پر کام کر رہا تھا۔ جو کوئی بھی اُس سے ملتا وہ اُس سے انجیل کی بات کرتا۔ کم سن لی کی موت کے بعد، جس گروپ نے اُس کی قتل کی ذمہ داری لی وہ تو حید و الجہاد میں جس نے اپنی وہب سائیٹ پر بیان جاری کیا:

”ہم نے ایک کافر قتل کیا ہے جو عراق میں میسیحیت کا پرچار کر رہا تھا۔۔۔ اس کافرنے الہیات کی تعلیم پائی اور اسلامی دنیا میں ایک مشنری بننے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔“ (2)

جب کہ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ کم سن لی کو سیاسی نیادوں پر مارا گیا ہے۔ جنہوں نے اُسے قتل کیا۔ اس لئے کہ وہ عراق کے لوگوں کو یہ نوع مسیح کے بارے میں بتا رہا تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ کم سن لی نے خُدا کی بکار کو اپنی زندگی میں سُنا ہو گا اور کچھ سالوں سے اس کی تیاری کر رہا تھا۔ جب اُس نے خود کو بُرے آدمیوں کے ہاتھوں میں پایا جاؤ سے قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ ٹوٹ گیا ہو گا۔ وہ رویا ہو گا اور زندگی بچانے کی معانی مانگی ہو گی۔ اس کی فریاد اور حین و پکار کی ریکارڈ مگ دنیا بھر میں سُنی گئی۔ تین دن بعد اُس کا سر قلم کر دیا گیا اور ویڈیو ٹیپ دنیا بھر کے میڈیا کو دی گئی۔ اُن لوگوں نے جنہوں نے فوٹج دیکھی وہ کہتے ہیں کہ کم سن لی نہ رویا، نہ اُس نے درخواست کی اور نہ ہی اُن سے بھگڑا کیا۔ بلکہ دہشت گروں نے اُس کا پیغام پڑھ کر بتایا اور پھر اُس کا سر قلم کر دیا۔ کم سن لی نے ایک ٹھوس عزم اور بغیر کسی احتجاج کے شہادت قبول کی۔

میں آپ کو یہ ہونا کا واقعہ کیوں یاد کرو رہا ہوں؟ کیونکہ یہ حقیقت ہے جبکہ خُدا کے فضل سے، جب کم سن لی انتقال کر گیا۔ تو اس طرح لگتا ہے کہ اُس نے اپنی قسمت کو گلے لگایا۔ وہ پُر عزم تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ محض اپنی موت سے چند دن پہلے وہ رویا اور اپنی زندگی کے لئے ذمہ دار کی۔ حق کی بات یہ ہے کہ ہم میں سے بیشتر کو شاید ایسا ہی کرنا پڑے۔

اپنے دلوں کو شہادت کے لئے تیار کرنے میں، میرا خیال ہے کہ یہاں ہم ہے کہ ہم اپنے جھوٹے تصورات کو ایک طرف رکھیں کہ شہادت ایک جالی، ٹنڑا اور باعزت موت ہے۔ جن کا ذکر ہم چند مسیحی تاریخ کی کتابوں کے صفحات پر پڑھتے ہیں۔ ہمیں یہ اہم حقیقت یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ شہادت سے شہید اچھا نہیں ہوتا۔ شہادت مسیحیوں کو جلال نہیں دیتی بلکہ اس سے خُدا کے نام کو جلال ملتا ہے۔

میں یہاں ایک لمحہ کے لئے بہت فریک بنتا چاہتا ہوں۔ وہ پیغام جو میں آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجھے شبہ ہے کہ کسی حد تک ہمارے مسیحی لوگ خاص طور پر نوجوان لڑکے اپنے ذہنوں کے اندر شہادت کی شاندار تصویر بناتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کلیسیاء کے بہت سے نوجوانوں میں شہادت کے بارے میں یہ رجحان پڑھ جائے کہ اس سے اُن کی شان میں اضافہ ہو گا۔ اور وہ سوچیں کہ اگر وہ اس طرح شہید ہو جائیں تو اُن کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یہ وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے ہم مسیحی شاخت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر شہادت ہمارے خُداوند کی موت کے ساتھ شناخت ہے۔ یہ نوع مسیح کی صلیب پر موت تو پھر کیا شہادت ایک شرم ناک واقع نہیں ہے؟

شہادت محض ایک فوری موت تک محدود ہے؟ یا شہادت میں بہت زیادہ ذکر، اذیت اور ذلت شامل نہیں؟ پھر یہ نوع مسیح کو کیوں نشانہ بنایا گیا؟ یہ نوع مسیح نے اپنے مقدمے کی

سماعت اور صلیب دینے جانے کے دوران نہ صرف درد کو برداشت کیا بلکہ عظیم ذلت اور اذیت کو بھی برداشت کیا۔ اور نہ صرف ذلت اور اذیت بلکہ افراتفری نے اُس کی روح کو پیٹ لیا۔ جب تک کہ وہ خون پسینہ سے شرابور نہ ہوا۔ عراق کی جنگ کے اختتام پر اس قسم کی بہت سی کہانیاں سامنے آئی ہو گی۔ میں لوگوں سے یہ کہانیاں بھی سنتا ہوں جنکو جرم کا اقرار کرنے کا اختیار دیا گیا کہ وہ بتائیں کہ ان کے خاندانوں کے ساتھ زیادتی، تشدد اور قتل نہیں کئے گئے، اگر آپ کو یوں معج کو چھوڑنے کے لئے کہا جائے اور آپ کے پچوں کے ساتھ زیادتی اور آہستہ آہستہ ان کو موت کے گھاث اُنارا جائے تو آپ کیا کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں سوچنا بھی ایک ڈراؤن خواب ہے۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ میں آپ کو یہاں تک لے آیا۔ لیکن یہ وہ نکتہ ہے جس کے بارے میں سوچنا ہے۔ شہادت مردائی کی نمائش کا نام نہیں ہے۔ شہادت بڑی عظمت والا کام بھی نہیں ہے۔ شہادت محض درد کی بڑی مقدار کو برداشت کرنے کا نام بھی نہیں ہے اور نہ ہی شہادت محض خوش اسلوبی سے مرنے کا نام ہے۔ شہادت واقعی شرمندگی، رسوائی، الجھن اور مطلق افراتفری ہے جو کسی نے بھی تجربہ کیا ہو۔ میرے لئے ذاتی طور پر، شہادت نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی کے مشکل حالات میں خُدا سے شکایت کرنا شروع کر دوں۔ اور اپنا آپ گناہ آلو دروپوں کو دوں۔ چنانچہ کوئی کیسے اپنے دل کو شہادت کے لئے تیار کرتا ہے؟ ہم آج شروع کرتے ہیں۔ شہادت ایک دفعہ کا واقعہ نہیں ہے۔ شہادت کی شاختت یوں معج کی صلیب کی ساتھ ہوتی ہے۔ اور ہمیں روزانہ اپنی صلیب اٹھانی ہے:

”اور اُس نے سب سے کہا اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔“
(لوقا: ۶: ۲۳)

کیا ہم اس کے لئے تیار ہیں؟ کیا آپ روزانہ مرنے کی مشق، خُدا کے جلال کے لئے رہنے اور اپنے لئے نہیں تیار ہیں؟ آج ہم اپنے طریقوں سے چلنے کی توقع نہیں کر سکتے اور نہ ہی کل خُدا کے لئے مرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ شہادت ایک ایسی چیز ہے کہ ہمیں ابھی اپنی زندگی شروع کرنے کی ضرورت ہے۔

”جو غالباً آئے میں اُسے اپنے ساتھ اپنے تخت پر بیٹھاوں گا۔ جس طرح میں غالب آ کر اپنے باپ کے ساتھ اُس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ جس کے کان ہوں وہ سُنے کر روح کلیساوں سے کیا فرماتا ہے۔“ (مکافہ ۳: ۲۱-۲۲)

بائبلی عقیدہ آخرت کو قبول کرنا

اس سیکشن میں سوال اٹھتا ہے: عقیدہ آخرت کا مطالعہ کیوں کیا جائے؟ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اس سوال پر رoshni ڈالیں۔ میں کچھ وجوہات بتانا چاہوں گا کہ لوگ عقیدہ آخرت کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے؟

پہلی وجہ: وہ لوگ جو عقیدہ آخرت کا مطالعہ کرتے ہیں وہ عجیب ہیں

میں آپ کے بارے میں نہیں جانتا لیکن مجھے لگتا ہے کہ بہت سے لوگ جو عقیدہ آخرت کا مطالعہ نہیں کرتے اُن کو اس کا مطالعہ کرنا عجیب سالگرتا ہے۔ کیا آپ نے ذاتی طور پر یہ محسوس کیا؟ بہت سالوں کے دوران میں نے ”ہوم گروپس“ میں بائبل کا مطالعہ کروایا جو بنیادی طور پر مسیحیوں کے ایک چھوٹے ہفت واراجماعت میں جو لوگوں کے گھروں پر کیوں کی اور رفاقت کے طور پر ملتے ہیں۔ اور ایسا لگتا ہے کہ یہ کبھی ناکام نہیں ہوتے۔ ہر گروپ میں ہمیشہ ایک شخص آخر وقت کے بارے میں خبطی ہوتا ہے۔ کوئی بھی بات ہو رہی ہو لیکن وہ ہمیشہ آخر وقت کی بات شروع کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ مغلل کے لطف کو خراب کر سکتے ہیں۔ کیا آپ کا ایسا تجربہ ہوا ہے؟ ذاتی طور پر اس کتاب کو لکھنے میں میرا خوف کا حصہ یہ ہے کہ میں ان بڑکوں میں سے کسی کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ بھی میری طرح ہوں اور آپ اسی طرح کسی الگ شخص کی گفتگو کو پسند نہ کریں۔ اور یہ جو اس کو عقیدہ آخرت سے دور لے جائے گا۔ یقابی فہم ہے لیکن کیا میں آپ کو کسی چیز کا بقین دلاسلکتا ہوں؟ اس سے قبل کہ انہوں نے آخرت کا مطالعہ شروع کیا اس قسم کا شخص جس کے بارے میں ہم بات کر رہے ہیں قدِ مختلف تھا۔ عقیدہ آخرت کی شخصی ندارت یا غریب سماجی مہارتوں کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اگر آپ اس قسم کے شخص ہیں جو لوگوں سے دونہیں ہوتے تو پھر آپ عقیدہ آخرت کے ساتھ واقع ہونے کے بعد بھی لوگوں سے لالتقی پیدا نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ کسی شخص کی فیصلہ سازی سے بنیاد پیدا نہیں ہوں گے۔ اس کے اعمال اور روایہ آدمیوں کے لئے ہوتے تو وہ اب تک مسح کا بندہ نہ ہوتا۔ (گلیتیوں ۱۰:۱) مجھے امید ہے کہ اس نقطہ پر ہم اتفاق رکھتے ہیں۔

دوسری وجہ: عقیدہ آخرت کو سمجھنا ناممکن ہے

ایک اور وجہ: جس سے لوگ آخرت کے بارے میں مطالعہ نہیں کرتے وہ یہ ہے کہ گویا وہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ چیز ہے۔ اس کو سمجھنا ناممکن ہے۔ تو کیوں زحمت کریں؟ مجھے یہاں بغیر کسی قابلیت کے واضح طور پر یہ کہنے دیجئے کہ یہ مفروضہ ایک صاف جھوٹ ہے۔ میں اتفاق رکھتا ہوں کہ دنیا کی آخرت کا عقیدہ الجھاستا ہے۔ لیکن یہ سچ اُس وقت ہو گا جب لوگ مداخلت کرتے ہیں وہ ان واقعات کے بارے میں جو بائبل بتاتی ہے پسند نہیں کرتے۔ اور اس لئے وہ تشریحات کا نظام واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بائبل کے واضح پیغام کے ارد گرد۔ لیکن اس طرح کے نظاموں کے فرضی الگی مل پیچہ ہر کسی پر ظاہر ہے جو اس طرح کے خطوط کے استدلال کی پیروی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر وقت کے بارے میں کئی مختلف نقطہ نظر پائے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ پوری بائبل کو ایک تمثیل یا عالمی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ جبکہ دیگر بائبل کو عام فہم انداز میں پڑھتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر تاریخ کے حصہ کو پڑھا جائے تو اسے ہمیں اسی انداز سے پڑھنا چاہیے۔ اگر یہ شاعری ہو تو اسے شاعری کے طور پر پڑھنا چاہیے۔ اور اگر یہ تمثیل ہے تو پھر اسے تمثیل کے طور پر۔ اور ہاں اگر تاریخ ہے تو اسے تمثیل کے طور پر نہیں پڑھنا چاہیے۔ یہ صرف عام فہم ہے۔ آپ کے ہاتھ میں جو کتاب ہے وہ تمثیل نہیں ہے۔ آپ کو اسے سمجھنے کے لئے کسی ماہر الیات کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا نے بائبل میں کوئی ایسی معلومات نہیں رکھی جس کو سمجھنا ممکن نہ ہو۔ جی ہاں! کچھ چیزیں سمجھنا مشکل ہیں، لیکن مشکل سے نچنے کی کوشش کے لئے بہانے تلاش نہیں کرنا چاہیے۔ دعا اور توجہ کے ساتھ مطالعہ کرنے سے بائبل کی سچائیاں آپ پہلتی جائیں گی۔ اور یہاں تک کہ زیادہ یقینیہ مسائل بھی مکمل طور پر قبلی فہم بن جائیں گے۔

پچھوگ سوچتے ہیں کہ عقیدہ آخرت کے علاوہ کچھ دیگر زیادہ مناسب اور متعلقہ مسائل کا مطالعہ ضروری ہے۔ وہ سوچتے ہیں کہ ہم لوگوں کو بادلوں پر لے جانے، مستقبل کے واقعات میں ان کو بسانے اور ہمیشہ کے لئے افق پر لے جانے کی بجائے ان لوگوں کے ارد گرد کی فوری ضروریات کو پورا کریں۔ کچھ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ خوبخبری کا پیغام نجات کا پیغام ہے۔ یہ مختلف مسح اور جھوٹے نبی اور ایڈ ارسانی کی بڑی خبریں نہیں ہے۔ پھر بھی یقیناً میں اس قسم کے احساسات کی سمجھ رکھتا ہوں۔ لیکن اگر ہم باعلیٰ نظریہ آخرت کو عام فہم استعمال کریں تو اس میں بنیادی طور پر یوں مسح کی آمد کا مطالعہ ہے۔ آخرت کے مطالعہ کا مقصد مختلف مسح اور جھوٹے نبی کے طاق اور پریشان کن تصورات کا مطالعہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ یوں مسح کی آمد ثانی کے نشانات کی بابت ہے۔ یسوع مسح اور رسولوں نے روزمرہ کے مسائل جیسا کہ صحت مندانہ تعلقات، شکرگزاری، غیرزبان میں بات کرنا اور خادمین کا انتخاب وغیرہ پر سیر بحث گفتگو کی۔ ان کی بشارت اور تعلیم میں آمد ثانی کا نظریہ بڑی اہمیت کا حامل ہے جسے مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ لوگ ہم سے پہلے دو ہزار سال تک رہتے تھے۔ مجھے ایک خاص واعظ کا ایک احتفانہ لیکن چاچا جملہ یاد ہے کہ جو ہم سے پہلے اس زمین پر رہ چکے ہیں ان سے زیادہ ہم آخری ایام کے قریب ہیں۔ پس اگر یوں اور رسولوں نے دو ہزار سال پہلے کبھی یہ نہیں سوچا کہ آمد ثانی کا نظریہ غیر متعلقہ ہے تو پھر ہمیں کیوں اس میں فرق کرنا چاہیے؟ جب انہوں نے اس مستقبل کے واقعات کو اپنی تعلیم کا لازمی حصہ بنایا تو پھر ہم اس کو اپنانے میں کیوں ناکام ہوتے ہیں؟ وہ کیا سمجھتے تھے کہ ہم کیا چیز کھو رہے ہیں؟

علم الآخرت کی مثبت وجوہات

پہلی وجہ: علم الآخرت اور دوزخ کی آگ کی بشارت نے مجھے بچا لیا

آخر دنوں کے بارے میں پہلی تیسی کتاب جو میں نے پڑھی وہ ایک نامور استاد جون والورڈ نے تحریر کی۔ مجھے یہ بالکل یاد نہیں کہ اس کتاب کو خریدتے ہوئے مجھے کس چیز نے اُس کا سایا۔ جو بھی وجہ تھی، بہت سے لوگ جو مسیحی نہیں ہیں اور علم الآخرت کی بابت نہیں جانتے میں ان میں سے ایک تھا۔ کچھ ما بعد، جب میں نے اپنی زندگی خداوند کے لئے وقف کر دی۔ علم الآخرت یا خدا کے قہر سے متعلقہ بے شمار قسم کی آیات جو باہل میں ہیں میں نے پہلی مرتبہ اس کتاب میں دیکھی۔ ان آیات نے مجھے اتنا متأثر کیا اور میری سوچوں کو گہراں دی۔ تب میں نے اپنی زندگی کے فیصلوں میں سے اہم فیصلہ کیا۔ میں نے اپنی گذشتہ زندگی سے توبہ کی اور اس کے بد لے بہتر زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ وہ آیات جنہوں نے مجھے متأثر کیا یہ وہ آیات نہیں تھیں جو زیادہ تر مسیحی آج کل انجیل کی بشارت کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ آج بھی بہت سے مسیحی حلقوں میں اگر ایک واعظ یہ کہتا ہے ”اس ٹیڑھی قوم سے اپنے آپ کو بچاؤ“ (اعمال: ۲۰) تو اسے بنیاد پرست کے طور پر دیکھا جاتا ہے یا پھر ایک قدیم مناد جو جہنم کی آگ اور لندھ کے شعلوں کی بات کرتا ہے۔ میں یہاں آپ سے کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ علم الآخرت انجیل کے پیغام کا ایک حصہ ہے۔ یہ نئے عہد نامے میں انجیل کا حصہ تھا اور اسے آج بھی اسی طرح انجیل کا حصہ رہنے دینا چاہیے۔ ہمارے پاس نئے عہد نامے میں ایک اپنی مثال ہے۔ بہت سے پادریوں کو خود سے یہ سوال پوچھنا چاہیے؛ میں نئے عہد نامے کے نمونے سے کیوں بھلک گیا ہوں؟ ہم بطور مسیحی یوحنہ اپتسہد دینے والے، یسوع مسح اور رسولوں سے بہتر ہو سکتے ہیں؟ پس میں سمجھتا ہوں کہ بے شمار متعلقہ مسائل ہیں جن کو مطالعہ کرنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ جن کا تعلق عام روزمرہ کی زندگی سے ہے۔ جیسا کہ تعلقات، شکرگزاریاں اور اجتماعات اور بہت سے علم الآخرت کو باہل سے نکالنا ہیں جاسکتا۔ اگر اسے بشارت یا شاگردیت یا باقاعدہ روحاںی غذا کے طور پر کسی بھی ایماندار کی زندگی سے ختم کر دیا جائے تو پھر نئے عہد نامے اور انجیل کے پیغام پر مکمل طور پر پانی پھر جاتا ہے۔ درج ذیل چھ بنیادی وجوہات کو سمجھ کر ہم باعلیٰ علم الآخرت اپنا سکتے ہیں۔

دوسری وجہ: یسوع ہماری مثال جس نے علم الآخرت کا مطالعہ کیا کریگا؟

یہ تھوڑا عجیب سا معلوم ہوتا ہے لیکن مہربانی سے اس سادہ سی حقیقت کے بارے میں سوچیں: یسوع نے علم الآخرت کا مطالعہ کیا۔ یقیناً علم الآخرت کا حصہ جو باہل میں بیان کیا گیا ہے۔ نہ صرف یہ وہ حصہ تھا جو یسوع مسح نے مطالعہ کیا بلکہ اس کے باوجود یہو یوں مسح نے ان کا مطالعہ کیا۔ اگر آپ ایک مسیحی ہیں تو پھر آپ نے یسوع مسح کا پیر و کار ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ (متی: ۱۹: ۲۸-۲۰) ان جیل میں ہم اکثر یوں مسح سے آخر دنوں کی بابت سُنّتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ یسوع نہ صرف باہل کے آخر دنوں کو جانتا تھا بلکہ وہ سمجھتا تھا کہ اسکے پیغمبرانہ اصل معنی کیا ہیں۔ اُس کی زمینی خدمت کے دوران ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع یہودیوں کے عبادات خانے میں گیا اور یعنیہ نبی کا صحیفہ پڑھنے کے لئے آٹھا:

”اور وہ ناصرۃ میں آیا جہاں اُس نے پروش پائی تھی اور اپنے دستور کے موافق سبت کے دن عبادت خانہ میں گیا اور پڑھنے کو کھڑا ہوا۔ اور یعیاہ نبی کی کتاب کھول کر اُس نے وہ مقام نکلا جہاں یہ لکھا تھا کہ خداوند کا روح مجھ پر ہے۔ اس لئے کہ اُس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا۔ اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی اور انہوں کو بیٹائی پانے کی خبر سناؤ۔ پچھلے ہوؤں کو آزاد کروں اور خداوند کے سال مقبول کی منادی کروں۔ پھر وہ کتاب بند کر کے اور خادم کو واپس دیکر بیٹھ گیا اور جتنے عبادت خانہ میں تھے سب کی آنکھیں اُس پر لگی تھیں۔ وہ ان سے کہنے لگا کہ آج یہ نوشتہ تمہارے سامنے پورا ہوا۔ (وقایت ۲۱-۳۲)

یسوع نے اپنے شاگردوں کو آخری پیغامات میں بتایا کہ یہ کب ہوگا (یہیکل کی بر بادی) اور آخر دنوں میں اُس کے آنے کی کیا نشانیاں ہوں گی؟ اور تیرے آنے کی۔ (متی ۲۷:۳۰) سوالات کے جواب میں یسوع نے دوں ایل کی کتاب کا حوالہ دیا جس میں باہل کے سب سے زیادہ آخر دنوں کے واقعات درج ہیں:

”پس جب ثم اُس اجڑا نے والی مکڑوہ چیز کو جس کا ذکر دوں ایل نبی کی معرفت ہوا۔ مقدس مقام میں کھڑا ہوا کھوتا جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔“ (متی ۲۷:۱۵-۲۲)

اسی باب میں یسوع مسح نے یعیاہ نبی کا حوالہ دیا اور یوناہ نبی کا اشارہ دیا۔ یسوع مسح کو باہل کے آخر دنوں سے متعلق حکم کرنے کا کامل اختیار تھا۔ مجھے میرے نکات دھرانے دیجیے: یسوع نے علم الآخرت کا مطالعہ کیا۔ آج بہت سے ایماندار بے شمار و جو بہت کی بنا پر باہل کے آخر دنوں کے ہوؤں سے غفلت برستے ہیں۔ شاید ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کسی نہ کسی طرح چدید دور میں رہ رہے ہیں یا یسوع سے زیادہ حقیقت کے پاس ہیں۔ پھر یقیناً ہمیں بطور اُس کے شاگرد باہلی آخر دنوں کے ہوؤں حکم کو ایمانداری سے جاری رکھنے چاہیے۔

تیسرا وجہ : خُدا نے اسے بائبل میں رکھا

یہاں پھر میں ایک دلنشتہ کا نہیں بننا چاہتا، لیکن امید ہے کہ اس نکتے کی طاقت اس کی صراحة ہے۔ اگر روح القدس نے باہل کے بے شمار صفات پر آخر دنوں سے متعلق حوالہ جات دیئے تو پھر مسیحیوں کی اکثریت باہل کے ان ہوؤں کو کیوں نظر انداز کرتی ہے؟ کیوں بہت سے مسیحی شعراء یا نا معمول بن جاتے ہیں جب ان کا ذکر آتا ہے؟ مثال کے طور پر مکافہ کی کتاب؟ جبکہ خُدا کبھی بھی نہیں کہتا کہ مجھے آخر دنوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ وہ اس حقیقت کی سادہ سی فضیلت کی طرف سے کہہ سکتا ہے کہ اُس نے باہل میں اسے ایک اتیازی جگہ دی ہے۔ ہمیں خود سے پوچھنا چاہیے۔ اگر خُدا نہیں چاہتا کہ میں اس کا مطالعہ کروں اور سمجھوں تو یہ کس کے لئے ہے؟ اس حقیقت کے بارے میں سوچیں: پچیس فیصد سے زائد باہلی آیات پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں۔ (۲) اگر ہم ان پچیس فیصد آیات کو اہمیت نہیں دیتے تو پھر ہم باہل کی کائنات چھانٹ نمایاں طور پر کر سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کرنے سے پہلے ہمیں اُن آیت کے بارے میں سوچنا چاہیے جو کہتی ہے کہ ”ہر ایک صحیفہ جو خُدا کے الہام سے بے تعلیم اور اڑاکام اور اصلاح اور راستہ بازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے۔“ (۳) تین تھیں ایک معاف کیجیے گا میں ایک عقلمند رکا بننے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ میری مذارت

چوتھی وجہ : اسے نظر انداز کرنا بہت ہی سُنگین ہے

کوئی بھی شخص جو مکافہ کی کتاب پڑھ چکا ہے وہ جانتا ہے کہ بہت سے لوگ ان واقعات کو دیکھنے کے لئے سنجیدہ ہیں۔ مکافہ ۹:۱۸ میں لکھا ہے کہ زمین کے آدھے لوگ مارے جائیں۔ ہم قحط، جنگ اور زلزلے کے بارے میں پڑھتے ہیں (مکافہ ۶) آپ کے ڈراؤنے خواب کی راہ مکافہ کی کتاب پر مشتمل نہیں ہے۔ لیکن ہمیں ان واقعات کی گہرائی کو محسوس کرنے کے لئے مکافہ کی کتاب کے جو حکم میں نہیں جانا۔ جب ہم متی کی انجیل کے ۲۵ اور ۲۲ ابواب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم یسوع کو ایک خوفناک اور المناک بیان دیتے ہوئے پاتے ہیں جو باہل میں ہے۔ ایک منٹ کے لئے سوچیں: اُس حقیقت اور بیان کے زور پر جو یسوع مسح نے کہا:

” اُس وقت لوگ ٹھم کو ایذا دینے کے لئے پکڑواں گے اور تکوّن کر گینے اور میرے نام کی خاطر سب قویں تم سے عداوت رکھیں گے ۔ اور اُس وقت بہتیرے ٹھوکر کھا سکیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے ۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہونگے اور بہتیرے کو گمراہ کر گینے ۔ اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائیں گے ۔ مگر جو آخوند برداشت کریگا وہ نجات پایا گا ۔ اور بادشاہی کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہو گی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو ۔ تب خاتمه ہو گا ۔ ” (متی ۲۲:۹-۱۲)

اگر آپ اس سے خوفزدہ اور جیران نہیں ہیں تو پھر آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ۔ میں خدا کی محبت میں مضبوط ہوں ۔ مجھے یقین ہے کہ مجھ سے یوسع میرے گناہوں کے لئے مُوا ۔ کائنات میں ایسی کوئی شے نہیں جو مجھے اس سے جدا کرے ۔ لیکن میں اپنے گناہ سے بھی آگاہ ہوں ۔ میں اپنی غلیظ حالت کی شدت سے بھی آگاہ ہوں ۔ جو بے شک مجھ تار کی کی حالت میں لے جائیں گے ۔ مذکورہ بالا اظہار یہ نہیں کہتا کہ ” بہت سے لوگ چرچ جانا چھوڑ دینگے ۔ ” بلکہ وہ ایمان سے پھر جائیں گے ۔ محبت ٹھنڈی پڑ جائیں گے ۔ یہ بالکل خوف ناک بات ہے ۔ یہ وہ لوگ ہونگے جن کو ہم جانتے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہونگے جن کے ساتھ ہمیں اچھی رفاقت کا تجربہ ہوا ہے ۔ یہ ہمارے بھائی ہیں ہیں ۔ یہ اسباب حقیقی ہیں اور یہ سمجھیدہ نوعیت کے ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ۔

پانچویں وجہ: ہم بہت اچھی طرح ان واقعات کو دیکھنے کے لئے رہ سکتے ہیں

پنکتہ کافی نمایاں نہیں کیا جاسکتا ۔ وہ واقعات جو باہمیل بیان کرتی ہے وہ حقیقی ہیں ۔ ہم میں سے جو زندہ ہیں اور اس مواد کو باہمیل سے پڑھتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ مکمل طور پر واقعی مجھ یوسع کی واپسی کو دیکھ سکیں ۔ اب آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہر نسل میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ آخری زمانہ میں رہ رہے تھے ۔ جبکہ بہت سے لوگ کہہ سکتے ہیں کہ یہ عالمگیر احسان مجھ کی آمدِ ثانی ہمیشہ کلیسیاء ہی کا معاملہ رہا ہے ۔ میں مکمل طور پر اس تصور کو مسترد کرتا ہوں ۔ بلاشبہے شمارگروہ ہیں ۔ ان میں سے بہت سے یوسع مجھ کی واپسی کو اپنی نسل میں محیط باندھ چکے ہیں ۔ لیکن اب تک یوسع مجھ کی آمد کا زیادہ اندازہ نہیں لگایا ۔ اصل میں ایک منصفانہ دلیل قائم کی جا سکتی ہے کہ نسل جس میں ہم رہتے ہیں ۔ رسول نسل کے بعد کی پہلی نسل ہے ۔ جو قیامت کے دن کے لئے ایک عالمگیر گواہ رہے گی ۔ ذاتی طور پر جب کبھی میں کسی کے اس خیال میں سنتا ہوں کہ کلیسیاء کی ہر نسل عالمگیر ایمان رکھتی ہے کہ مجھ یوسع ان کی نسل یا دور میں آئے گا ۔ میں نے یہ دیکھنے کے لیے سُنَا کہ وہ خود سے اور دوسروں سے کیا عندر پیش کرتے ہیں ۔ جب کبھی اس نکتہ پر زور دیا گیا تو یہ کبھی بھی ناکام نہیں ہوا ۔ یہ ایک زندگی کے عذر کے مقصد کے لئے کیا جاتا ہے ۔ جو اس انداز میں رہتے ہیں جو اس کی واپسی کا اندازہ نہیں لگاتے ۔ پھر یہ سوال ہمیں اپنے آپ سے پوچھنے کی ضرورت ہے ۔ خاص طور پر جو کلیسیاء کے رہنماییں ہیں: کیا ہمارے روپے ابتدائی کلیسیاء کے لوگوں کی طرح ہیں؟ یا کیا ہم نے ایک ایسا روپ یہ اختیار کر لیا ہے جو نئے عہد نامے میں بیان کردہ روپوں سے کم تر ہے اور آج کے دور کی روح سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے جس میں ہم رہتے ہیں؟

چھٹی وجہ: ہمیں عقل دے اور ہمارے دلوں کو تیار کر

ہم علم الآخرت کی روحانی باقاعدہ غذا کے لئے تیار ہو جائیں ۔ یہ آج کی ضرورت ہے ۔ یہ جسمانی تیاری نہیں ۔ یہ ندا کی ذخیرہ اندازوی سے متعلق نہیں ہے یا اپنے شہر سے بھاگ کر کسی محفوظ جگہ تلاش کرنا نہیں ہے ۔ یہ روحانی تیاری کا وقت ہے ۔ دو وجوہات کی بناء پر یہ تیاری ضروری ہے اور اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے ۔

اس کی پہلی اور اہم ترین وجہ روحانی اثرات پر مبنی ہے ۔ جن کا اثر ہمارے دلوں پر ہے ۔ یہ روحانی اثرات ہمارے اعمال کو متاثر کرتے ہیں اور جس طرح ہم رہتے ہیں اُس پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔ ان اثرات میں سے ایک اثر ذاتی تقدس کی خواہش ہے ۔ (عربانیوں ۱۲:۱۲) جب ہم باہمیل میں بیان کردہ واقعات کے بارے میں پڑھتے ہیں اور وہ ہولناک اور خوفناک واقعات جو واقع ہوئے ۔ جس کے بعد آسمان سے یوسع مجھ کی جالی آمد کا ظہور ہو گا ۔ ہم اپنے گناہوں کو دور پھینک دینے کی خواہش رکھیں ۔ ” اور اس امید پر توجہ مرکوز رکھیں ۔ کہ ایک دن ہم اس کو رو برو دیکھیں گے ۔ اور جو کوئی اُس سے یہ امید رکھتا ہے اپنے آپ کو دیساہی پاک کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے ۔ ” (۱۔ یوحننا ۳:۳) جب ہم خود یوسع کی دلہن کے طور پر دیکھتے ہیں تو ہمیں خود کو پاک رکھنا ہے اور اپنی عصمت کو اپنے مستقبل کے شوہر کے لئے برقرار رکھنا ہے ۔

”اور ایک ایسی جلال والی کلیسا بناء کر اپنے پاس حاضر کرے جس کے بدن میں داغ یا گھری یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو۔“
(افسیوں ۵: ۲۷)

”مجھے تمہاری بابت خدا کی غیرت ہے کیونکہ میں نے ایک ہی شوہر کے ساتھ تمہاری نسبت کی ہے تاکہ تم کو پاک دامن کنواری کی مانند مسح کے پاس حاضر کرو۔“ (۲: ۱۱ کرنٹھیوں)

ہم یقیناً فوراً سب سے زیادہ دعا اور بشارت کے لئے گھری بڑھوتی دینگے۔ یہاں تک کہ کلیسا ای ترقی بھی ہو سکتی ہے۔ ہم مسح کے شاگردوں کے ساتھ رفاقت کے لئے ایک گھری ضرورت کو محسوس کر سکتے ہیں۔ (عبرانیوں ۱۰: ۲۵) اور اسی طرح علم آخرت کا مطالعہ کرنے سے دیگر ثابت روحانی پھل حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ تمام اثرات ایک جموقی اثر کا حصہ ہیں جو ہمیں ایک بڑے اور ہولناک دن کے لئے تیار کرتا ہے۔ اس دن تک جب بالآخر یہ نوع مسح کی آمد ہوگی۔

علم الآخرت ہمیں آنے والے واقعات کی آگاہی، علم اور سمجھ دیتا ہے۔ سادہ الفاظ میں، مسلح ہونے کی آگاہی دیتا ہے۔ بے شک اگر ہم وہ نسل ہیں جو یہ نوع مسح کی آمد سے پہلے رہ رہے ہیں تو پھر یہ عصر زیادہ اہم نہیں ہو سکتا۔ علم آخرت نہ صرف ہمارے دلوں کو تیار کرتا ہے بلکہ یہ مستقبل کے خاص واقعات کے بیانات کو بتاتا ہے۔ جن کو ہم دیکھنے گے۔ کچھ ایسی چیزیں رُونما ہو گئی جن کی سمجھ پہلے سے ہی ہونی چاہیے تاکہ ان سے بچپن یاد دور ہیں۔ (متی ۱۶: ۲۲، ۱۵: ۲۳؛ مکافہ ۹: ۱۷) خدا کے ساتھ تحقیق تیاری مسلسل دعا اور خارجی نشانیاں جو ہمارے ارادگرد رُونما ہو رہی ہیں۔ ان سے بخبر ہو کر ہی ہو سکتی ہے۔ خدا سے رفاقت وہ واحد ذریعہ ہے جسے ایک مسیحی زندگی میں دیگر تمام مسائل پر ترجیح دیتا ہے۔ (مرقس ۱۲: ۲۹-۳۰؛ زیور ۲۷: ۲۲؛ لوقا ۱۰: ۳۲) لیکن خدا ہم سے توقع رکھتا ہے کہ ہم ہرگز اس کو نظر انداز نہ کریں۔ پھر اسی طرح خدا نے ہمارے ساتھ بہت سی معلومات باہمیں ہیں۔ یہ نوع نے کہا، ”دیکھو میں نے پہلے سے تی ٹھم کو بتا دیا ہے۔“ (متی ۲۲: ۲۵)

پس یہ دونوں یعنی فہم اور روحانی تیاری ہے دلوں کو تیار کرتے ہیں۔ باہل میں تیاری کی اس حالت کو ان لفظوں میں بیان کیا گیا ہے یعنی پر ہیزگاری، آمادگی، بیداری وغیرہ اور ہمیں کثرت کے ساتھ ہمیشہ ایسی حالت میں رہنے کے لئے آگاہ کیا گیا ہے۔ متی ۱۲: ۲۷ اور ۱۵: ۲۵ ابوب میں یہ نوع بار بار کہتا ہے، ”ہوشیار ہو۔“ (متی ۲۲: ۲۲؛ ۲۵: ۲۵) ”خبردار کوئی ٹھم کو گمراہ نہ کر دے۔“ (متی ۲۲: ۲۳) جب کبھی ہم علم آخرت کے اس حصہ کی طرف بڑھتے ہیں تو ہمیں اس قسم کی آگاہیاں ملتی ہیں۔

”ہمیں بیداری اور خبرداری کی روح میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے:

”لیکن میں خداوند کی راہ دیکھو نگاہ اور اپنے نجات دینے والے خدا کا انتفار کرو نگاہ میرا خدا امیری سُدیگا۔“ (میکاہ ۷: ۷)

”کیونکہ بہت سے ایسے گمراہ کرنے والے دُنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں جو یہ نوع مسح کے جسم ہو کر آنے کا اقرار نہیں کرتے۔ گمراہ کرنے والا اور مخالف مسح یہی ہے۔ اپنی بابت خبردار ہوتا کہ جو محنت ہم نے کی ہے وہ تمہارے سب سے ضائع نہ ہو جائے بلکہ ٹھم کو پورا اجر ملے۔“
(۸: ۷، ۸: ۲)

”ہمیں چوکس اور ہوشیار ہنے کا حکم دیا گیا ہے:

”پس جا گتے رہو کیونکہ ٹھم نہیں جانتے کہ گھر کا مالک کب آیا۔ شام کو یا آڈھی رات کو یا مرغ کے بالگ دیتے وقت یا صبح کو۔ ایسا نہ ہو کہ اچانک آکر وہ ٹھم کو سوتے پائے اور جو کچھ میں ٹھم سے کہتا ہوں وہی سب سے کہتا ہوں کہ جا گتے رہو۔“ (مرقس ۱۳: ۱۲-۱۴)

”پس ہر وقت جاگتے اور دعا کرتے رہوتا کہ تم کو ان سب ہونے والی باتوں سے بچے اور ان آدم کے حضور کھڑے ہونے کا مقدر ہو۔“ (لوقا ۳۶:۲۱)

”اور نوئم میں سے ایسے آدمی اٹھیں گے جو ایسی کہیں تاکہ شاگردوں کو اپنی طرف کھیج لیں۔ اس لیے جاگتے رہو۔۔۔۔۔“ (اعمال ۳۰:۲۰)

بے شک، کتاب مقدس کہتی ہے کہ آخر دنوں میں بخبری میں رہنا سونے اور نشی کی حالت میں ہونے کے برابر ہے:

”پس اور وہ کی طرح سوندھیں بلکہ جاگتے اور ہوشیار ہیں۔“ ۱۔ تہسلنیکیوں ۵:۲

”تم ہوشیار اور بیدار ہو۔ تمہارا مخالف ایلیس گرنے والے شیر ببر کی طرح ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ کس کو چھاؤ کھائے۔“ (اپٹرس ۵:۸)

بے شک، مدھوٹی کی حالت ایک خاص حالت ہے جس کو مکافہ کی کتاب میں ”بابل کی کسی“ کہا گیا ہے:

”وہ بڑا شہر بابل، گر پڑا جس نے اپنی حرام کاری کی غصنا کے تمام قوموں کو پلاٹی ہے۔“ (مکافہ ۱۷:۸)

یہ اظہار ”پہیز گار ہونا، جاگتے رہنا، اپنی حفاظت کرنا“ محتاط رہنایا آگاہ ہونا سب شعوری سرگرمی کی بات کرتے ہیں۔ پس آؤ ہم سب ان سے خبردار ہیں۔ آئیے ہم سب اپنے بادشاہ یوسوں مسح کے ساتھ گہری محبت اور روزمرہ کی شراکت قائم کریں۔ اور ہمیں ان معلومات کو نظر انداز نہیں کرنا جو ہمیں اس کے کلام میں وقت سے پہلے دکھاوی گئی ہیں۔

ساتویں وجہ: کسی بھی پیغمبرانہ دفتر کے لئے ایک بنیاد

میری رائے میں کلیسیاء میں سب سے زیادہ الہامی خدمت گزاروں کی طرف سے مکمل طور پر نظر انداز کرنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ ان کو علم الآخرين پر مکمل طور پر گرفت نہیں ہوتی۔ جو الہامی خدمت کی بنیادی ضرورت ہے۔

میں یہ کسی بھی اس فرد کے لئے کہتا ہوں جو خاص الہامی دفتر رکھتے ہیں اور اسی طرح وہ چرچ جن کے پاس الہامی لوگ ہیں۔ میرے لئے اس سلسلے میں نبوت کا مطلب نہ صرف خدا کی طرف سے کسی شخص سے حوصلہ افرائی، ترقی یا سستی الفاظ کے بولنے کی صلاحیت یا تکھہ ہے۔ میں ان نبوتوں خدمت گزاروں کی بات کر رہا ہوں جو خدا کے نقطہ نظر خاص واقعات کے بارے میں نبوت کرتے ہیں۔ میں ان افراد یا کلیسیاؤں کی بات کر رہا ہوں جو زین پر اپنے شہروں اور کمیونٹی میں متعلقہ قوت بنانے محسوس کرتے ہیں۔ میرے خیال میں مستقبل کی واضح روایا کی کے نتیجے میں جو کلیسا بنیاد ایک مکمل باہمی آخرت کے عقیدے پر پرکھی گئی۔ کلیسیا کو خطرے کا سامنا ہو گا اور اتنا زیادہ موثر ثابت نہیں ہو گا۔

محچے تھوڑا سا واضح بتانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ باہمیں اس دنیا کے مستقبل کے بارے میں بہت ہی مخصوص اور تفصیلی معلومات فراہم کرتی ہے۔ تمام دنیا کے لئے یہ واقعات، سماجی، معاشری، مذہبی اور سب سے اہم روحانی مضرمات ہو گئے۔ اگر کوئی شخص یا ایمان رکھتا ہے کہ اس کے پاس خدا کی طرف سے دی گئی قوت ہے یا نبوتوں آواز ہے دنیا کے لئے اور وہ عظیم Lukewarm مغربی چرچ ہے تو پھر اس کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ ان نبوتوں لفظوں کو مکمل طور پر سمجھے جو لکھے گئے ہیں۔

آج کے دور میں میرے نکتہ تو سمجھنے کے لئے یہودیوں کی مثال پر غور کریں۔ جنہوں خدا نے خود اسرائیل کی سرزی میں دوبارہ قائم کیا۔ اس نے ہزاروں سال پہلے کہہ دیا تھا کہ وہ ایسا کریگا۔ یہ باہمی کی نبوت تھی کہ یہودی لوگ واپس اپنی سرزی میں پر اکٹھا ہو گے۔ اسرائیل کا جنم ایک ضروری قدم تھا۔ یہ خدا کا منصوبہ تھا تاکہ وہ اپنے اچھے وعدے اور عہد یہودی

لوگوں کے ساتھ پورے کرے۔ اس وقت یہود دشمنی بڑے پیمانے پر پھیل رہی ہے۔ ”اس وقت یہود دشمنی کو یہود دشمنی نہیں بلکہ صیون دشمنی کے عنوان کے تحت پکارا جاتا ہے۔“⁽³⁾ اسرائیلی قوم اور یہودی لوگوں کے لئے خدا کے واضح مقاصد کو سمجھنے کی کم علمی کی وجہ سے جو باہل میں لکھی گئی ہے۔ بہت سے مسیحی نادانست طور پر یہود دشمنی کی حمایت کر رہے ہیں۔ یہ ایک عظیم غلطی ہے۔ ساری کلیسیائی تاریخ میں وہی غلطی بار بار دہرائی جا رہی ہے۔ حقیقت میں، یہ مستقبل کی خدا کی بادشاہی کی نوبیت کی کم سمجھی کی وجہ سے ہے اور اُس بادشاہت میں اسرائیل کا حصہ، جو مسیحی کلیسیائی تاریخ میں سب سے زیادہ اہم غلطیاں کیں۔ کوئی شائن ٹائرنی ریاست اور صلیبی جنگوں کے تحت چرچ اسٹیٹ کا قیام غلط علم الہیات کا براہ راست نتیجہ تھے۔ جو خدا کی بادشاہی اور یہودی قوم کی حالت کے بارے میں تھا۔ جو جھوٹی علم آخرت پر مبنی تھی۔

ذرا سوچیں۔ اگر چرچ یہ غلطیاں نہ کرتا تو دنیا کیتنی مختلف ہو سکتی تھی۔ اسرائیلی قوم یقیناً تقید سے دور نہیں اور اسرائیل کاملیت سے بھی پرے ہے۔ لیکن اسرائیل کے بارے میں باہل میں الہامی کلام کی بنیاد کے بغیر بہت سے مسیحی نہیں جانتے کہ کس طرح صحیح طور پر واقعات کے مأخذ اور نوبیت میں اتفاق کیا جائے۔ جو اسرائیل کی ریاست اور یہودیوں کے مسائل کے گرد آج گھومتے ہیں۔ یہ غلط اور ترک پروپیگنڈے کے بڑھتے ہوئے بادل کی روشنی میں سچ ہے۔ جو اسرائیل پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ صرف ایک مثال ہے کہ کس طرح آخر دنوں میں باہل کے الہامی واقعات کی ناتجی سے عقل مند مسیحیوں میں تفہیم کا فقدان پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ بلکہ ایک دنیا کی قوت کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ہے۔ چلیں بلکہ وہ ایسے کام کرتے ہیں جس کا الہام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ شیطان کے منصوبوں پر کام کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی تنازع مسئلہ ہے۔ لیکن میں بڑی مضبوطی سے اس کے ساتھ کھڑا ہوں۔

نبوت جو کوئی بھی نبی فراہم کرتا ہے اسے باہل کی ٹھوس بنیاد پر تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جو نبوت کرنے کی خواہش رکھتے ہیں بغیر علم آخرت کی نبوت کو سمجھتے تو ان کی خدمت میں نمایاں طور پر کمی نظر آئے گی۔ اگر کوئی یہ یقین کرے کہ وہ انجلی کی حقیقی سمجھ کے بغیر موثر پیغمبرانہ آواز رکھتا ہے تو زیادہ تر مسیحی ان کو وہی سمجھیں گے۔ لیکن انجلی کا پیغام ایک الہامی پیغام ہے۔ انجلی کا پیغام صرف نہیں کہ یسوع مسیح نے ہمارے گناہوں کی خاطر صلیب پر اپنی جان دی۔ یسوع کی صلیب انجلی کے پیغام کی بنیاد ہے بلکہ انجلی کا حقیقی پیغام یہ یوں مسیح کی واپسی ہے۔ باعلیٰ علم الآخرت کا مرکزی عنصر یہ یسوع مسیح کی آمد ہے جب وہ یروشلم سے تمام دنیا پر حکومت کریگا! اگر ہم کہتے ہیں کہ یسوع مسیح ہمارے گناہوں کے لئے مُوا اور اُس کی آمد ثانی پر یقین نہیں رکھتے تو پھر یہ کمل انجلی کا پیغام نہیں ہے۔ یسوع کی آمد ثانی کے بغیر انجلی کا پیغام ادھورا ہے۔ ”یسوع کی گواہی نبوت کی روح ہے۔“⁽⁴⁾ (مکافہ ۱۰:۱۹) دنیا کے لئے یسوع کی (بادشاہی کا پیغام) اور علم آخرت (نبوت کی روح میں روانی پیدا کرنے کے لئے خدا اپنے نبیوں کی معرفت توقع رکھتا ہے کہ وہ کمل انجلی کے پیغام کو سمجھیں جو ”یسوع کی مکمل گواہی ہے۔“

علم الآخرت کا مطالعہ کیسے کیا جائے : باہبلی طریقہ کار

دوسرے لوگوں کی طرح، یسوع نے بھی چھوٹی عمر سے کتاب مقدس سے تعلیم پائی۔ لیکن میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ وہ باقاعدہ خدا کے سامنے دعا اور عاجزی میں حاضر ہو کر پوچھتا کہ باپ اس کلام کو مجھ پر ظاہر کر۔ (مرقس ۳:۲۵؛ لوقا ۱۶:۵؛ متی ۲۳:۱۷) میرے خیال میں یہ ایک مضبوط بیان ہے کہ یسوع اپنی بلاہث کو سمجھتے ہوئے اس دنیا میں آیا اور اُس کو اپنی صلیبی موت کا بھی علم تھا۔ نہ صرف پاپ دامنی کی حقیقت جو اُسے خدا کے کلام کا تجویز ہونا تھا بلکہ وہ جانشناپی سے کلام مقدس کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ روح القدس کے ذریعے باپ کے ساتھ دعا میں نظم و ضبط سے وقت خرچ کرتا تھا۔ اور جبکہ باہل واضح طور پر یہ نہیں بتاتی کہ وہ کتنی دفعہ روزہ رکھتا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ باقاعدگی سے روزہ رکھتا تھا۔ (یوحنا ۳:۲۲؛ متی ۷:۲۱؛ عبرانیوں ۵:۷) یسوع مسیح نے زمین پر اپنی زندگی میں مکمل طور پر روح القدس پر انحصار کیا۔ (لوقا ۱:۱۳) اگر ہم یسوع مسیح کے حقیقی شاگرد بننا چاہتے ہیں اور جاننا چاہتے ہیں کہ مستقبل کے بارے میں باہل کیا کہتی ہے تو پھر ہمیں دعا اور روزہ کے ساتھ جانشناپی سے باہل مقدس کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بہت آسان ہے۔ اس میں کوئی شارت کٹ نہیں ہے۔ خدا ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ اگر ہم جانشناپی سے اُس کو تلاش کریں تو وہ ہمیں جواب دیتا ہے:

”مجھے پکارا اور میں ٹھجھے جواب دُونگا اور بڑی بڑی اور گہری باتیں جن کو تو نہیں جانتا تھے پر ظاہر کرو نگا۔“ (یرمیاہ ۳:۳۳)

”پس میں تم سے کہنا ہوں مانگو تو تم کو دیا جائے گا ڈھونڈو گے تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکا گئے تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔“ (لوقا ۱۱:۹)

”اور تم مجھے ڈھونڈو گے اور پاؤ گے۔ جب پورے دل سے میرے طالب ہو گے۔“ (یرمیاہ ۲۹:۱۳)

مایوسی کے رویے کے ساتھ دعا کرنا اور روزہ رکھنا خدا کے دل کو جواب دینے کے لئے اکساتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آخر دنوں میں بھی دعا اور روزے کا بھی طریقہ کاراپانا ہو گا۔ اسی طریقہ کو ہم دانی ایل کی زندگی میں دیکھتے ہیں۔ آئیے ہم اس حوالے میں دیکھتے ہیں:

”دارابن اخسوس یہ جو مادیوں کی نسل سے تھا اور کسدیوں کی مملکت پر بادشاہ مُقر رہو اُس کے پہلے سال میں۔ یعنی اُس کی سلطنت کے پہلے سال میں میں دانی ایل نے کتابوں میں اُن برسوں کا حساب سمجھا جنکی بابت خُداوند کا کلام یہ میاہ نبی پر نازل ہوا کہ یہ ویلم کی بر بادی پر ستر برس پورے گزرے گے۔ اور میں نے خُداوند خدا کی طرف رُخ کیا اور مفت اور مناجات کر کے اور روزہ رکھ کر اور ثاث اور ٹھکرا کر اور اکھ پر بیٹھ کر اُس کا طالب ہوا۔“ (دانی ایل ۹:۳-۶)

اس خلوٰنے کو بغور دیکھیں۔ دانی ایل سابقہ یہ میاہ نبی کے صحیفہ سے پڑھتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ وہ اُس دور میں رہ رہا ہے جس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ اُس کا جواب ہمارے لئے حکم ہے۔ ”اور میں نے خُداوند خُدا کی طرف رُخ کیا اور مفت اور مناجات کر کے اور روزہ رکھ کر اور ثاث اور ٹھکرا کر اُس کا طالب ہوا اور میں نے خُداوند اپنے خُدا سے دعا کی اور اقرار کیا۔۔۔“

جب جبرائیل فرشتہ سے دکھائی دیا تو اُس نے دعا کرنا ختم نہیں کی:

”اور جب میں یہ کہتا اور دعا کرتا اور اپنے اور اپنی قوم اسرائیل کے گناہوں کا اقرار کرتا تھا اور خُداوند اپنے خُدا کے حضور اپنے خُدا کے کوہ مقدس کے لئے مناجات کر رہا تھا۔ ہاں میں دعا میں کہہ ہی رہا تھا کہ وہی شخص جبرائیل جسے میں نے شروع میں رویا میں دیکھا تھا حکم کے مطابق تیز پر وادی کرتا ہوا آیا اور شام کی قربانی گزارانے کے وقت کے قریب مجھے چھووا۔ اور اُس نے مجھے سمجھایا اور مجھ سے بتائی کیس۔ اور کہا اے دانی ایل میں اب اس لئے آیا ہوں کہ تجھے داش اور فہم بخشوں۔ تیری مناجات کے شروع ہی میں حکم صادر ہوا اور میں آیا ہوں کہ تجھے بتاؤں کیونکہ تو بہت عزیز ہے پس تو غور کر اور رویا کو سمجھ لیں۔“ (دانی ایل ۹:۲۰-۲۳)

زبردست! اگر آپ کبھی آخر دنوں کی سمجھ کے بارے میں پریشان اور مایوس ہوں تو پھر آپ کو اس کہانی اور طریقہ کار کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب ہم دعا، روزہ، بصیرت، سمجھ اور الہام والا حصہ پورا کریں گے تو پھر خدا اپنے وعدے کے مطابق ہمیں مافوق النظرت امداد فراہم کریں گا۔ وہ آیکا اور کتاب مقدس کے بھیدوں کو ہم پر ظاہر کریا اور یہاں تک کہ آنے والے واقعات سے روشناس کروائیں گا۔ اور یہ اس قسم کی خاص روشن خیالی ہے جس کی ضرورت ہمیں آنے والے دنوں میں ہو گی۔ لیکن حوصلہ کیسیں! مستقبل خوفناک ہو سکتا ہے۔ ہم اکیلے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ یعنی مجھ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اُن دنوں میں ہمارے ساتھ ہو گا۔ (متی ۱۹:۲۸-۲۰) اُس نے وعدہ کیا کہ وہ ہمیں یتیم نہیں چھوڑے گا۔ وہ ہماری مدد کے لئے ہمارے ساتھ ہو گا۔

”میں تمہیں یتیم نہ چھوڑوں گا۔ میں تمہارے پاس آؤں گا۔“ (یوحنا ۱۷:۱۸)

اُس نے بہت خاص وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن دنوں میں اُن کو اپنی خاص تجلی، ہم، اور روشنی سے چکائے گا اور وہ دوسروں کے لئے برکت کا باعث ہو گے:

”اور اہل دانش نورِ فلک کی مانند چمکیں گے اور جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گے۔ ستاروں کی مانند ابد الآباد تک روشن ہو گے۔“
(دانی ایل ۳:۱۲)

”اور وہ جو لوگوں میں اہل دانش ہیں وہ بہتوں کو تعلیم دینے لیکن وہ کچھ مدت تک تلوار اور آگ اور اسیری اور لوٹ مار سے تباہ حال رہیں گے۔“
(دانی ایل ۱۱:۳۳)

”اُس نے کہا اے دانی ایل اپنی راہ لے کیونکہ یہ بتیں آخری وقت تک بندوسر بھر رہیں گی۔ اور بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور صاف و برائق ہو گے لیکن شریش رات کرتے رہنے کے اور شریروں میں کوئی نہ سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے۔“
(دانی ایل ۱۰:۹-۱۲)

اب بد قدمتی سے یہاں پر اس صورت حال کے برعکس بھی ہو سکتا ہے کہ بہتیرے گرانے جائیں گے اور مصیبت اور صفائی کے عمل سے الگ کئے جائیں گے۔ لیکن یہاں نکتہ یہ ہے کہ آخری دونوں میں خدا کہہ چکا ہے کہ وہ ان کو بلند کریا گا جو چمکیں گے۔ وہ بہتیرے کو استبازی کی طرف لے کر آئیں گے اور بہتوں کو دانش دے گا۔ ہم پہلے ہی اس طرح کی تفہیم حاصل کرنے کے لیے باجبل کے اسلوب پر تبادلہ خیال کر چکے ہیں۔ خدا کے ساتھ رفاقت، دعا، روزہ اور خدا کے کلام کا جانفتانی سے مطالعہ۔ اس طریقہ کار کے ذریعے خدا اجازت دیگا کہ بہتیرے تاریکی پر قابو پائیں ”نورِ فلک کی مانند چمکیں گے اور جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گے۔ ستاروں کی مانند ابد الآباد تک روشن ہو گے۔-----

ایک مسلم امریکن کی طرف سے ای میل

از تہیم

موضوع: اسے ترک کردو، تم اس پر اپنا اختیار کھو رہے ہو

وپلیکم۔

میں نے تمہاری قابل افسوس جھوٹی کوشش کا مطالعہ کیا ہے جس میں تم نے اللہ کے مذہب اور اس کے نبی کو بدنام کیا۔ یہ نہایت افسوس ناک بات ہے۔ میں کوئی صحیح ثابت کرنے والا تو نہیں، جی ہاں نبی محمد تشدید کی کارروائیوں میں شامل تھا لیکن مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ ہم مسلمان ہیں، ہم غیر فعال نہیں۔ بعض اوقات آپ کو زندگی میں ٹھنڈا بھی پڑ جاتا ہے۔ آپ کو اس کے لئے کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ حصہ لینے کی ضرورت ہے۔ میں دہشت گردوں کے تشدد کو سنوارنیہیں رہا اور نہ ہی پُر تشدد کارروائیوں کی تصحیح کر رہا ہوں جو ۲۰۰۰ سال پہلے مسیحیوں کے ظلم و تشدد کے دور میں ہوئے۔ ان کے مشرک شفاقوں کی تباہی، یہودیوں کے خلاف ۱۰۰۰ اسالہ نسل کشی کا مشن اور آزاد خیال مفکرین ظلم و ستم جیسا کہ گیلیلیو، برنو اور کاپرنیکوس پر۔ یورپی اور امریکی خوفناک مقدمات، اور آئرلینڈ کی ”مسکی دہشت گردی“ (KKK) ایک وائٹ اینگلو-سیکشن مسیحی دہشت گرد تنظیم) ہمیں ان خانہ بدوش آوارز Avars سے پوچھنا چاہیے کہ وہ ”سلامتی کے شہزادہ“ کے مذہب کو لکھا پیار کرتے ہیں۔۔۔ وہ انتظار کریں، ہم نہیں کرتے۔ چار لمبگنگی نے انہیں نسل کشی کے ذریعے مکمل طور پر ختم کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے پلوں رسول کی بتائی ہوئی راہ کو مسترد کیا تھا جسے تم بڑی خوشی سے نجات کی راہ کہتے ہو۔ میحیت اس زمین کے لئے ایک خطرہ رہی ہے۔ اس نے دیگر مدد ہی کو تحریک سے زیادہ درد، اذیت اور موت کا درس دیا ہے۔ پس آئینے میں ایک مرتبہ خود کو دیکھیں۔ اس سے پہلے کہ آپ ہم پر تقید کریں۔

اسلام درست شرائط کے تحت شدید شدت کی اجازت دیتا ہے۔ اگر تم ہماری برادری کو، ہمارے عقیدے کو باہم رے گھر یا پھر طرزندگی کی دھمکی دیتے ہو تو پھر اللہ نے ہمیں دفاع کے لئے حکم دیا ہے۔ ہم دوسری گال نہیں موزتے بلکہ اللہ کے نام پر لات دے مارتے ہیں۔ مگر اسلام ہمیں بہت سخت ہدایات دیتا ہے۔ یعنی ہم کسی غیر سپاہی، عورت، بچے یا بڑھے شخص کو قتل نہیں کر سکتے۔ ہم درختوں، عمارتوں یا کھیتوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور کسی مسلمان کو قتل نہیں کر سکتے۔ یہ سب تحریری طور پر موجود ہے صرف فرمان نہیں ہیں۔ اگر کوئی اسلام اور اس کے رسول کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

تمہارا اندازہ درست ہے۔ ہم مسلمان کمپیوٹر پر گیئر نہیں کھیلتے، اللہ نے ہمیں قوانین و ضوابط دیے ہیں۔ جس طرح یہودیوں کو دیے گئے اور ہم ان کو مانتے ہیں۔ بلا غرض کوئی روشن فلسفی کیا سوچتا ہے۔ یہ انسان ساختہ ہے۔ خدائی نہیں۔ اسلام میں اگر کوئی نبی محدث کی توہین کرتا ہے تو اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔ بدقسمی سے، ہم امریکہ میں اس طرح نہیں کر سکتے۔ یا تم لوگوں کو اس کا ثواب اٹھنیتے کی کوششوں کے ذریعے مل جائے گا۔ لیکن ہم مختلف موقعوں پر تمہیں عزت اور آداب سکھانے کا بندوبست کرتے ہیں۔ بچپن دفع جب کسی شخص نے میرے منہ پر نبی کریم کی بے حرمتی کی تو میں نے اس کے سامنے کے دانت توڑ دا لے اور وہ ان کو نگل گیا۔ مجھے اتنا ہی خوشی ہوئی کہ جب کبھی اگر وہ پھر ایسا کر گیا تو وہ تلاکر بولے گا۔

کافروں کو اسلام قبول کروانے یا مارنے کا حکم ہے۔ اور ایسا کرنا بھی چاہیے۔ مثلاً جدید کافر (Wiccans) نئی نسل والے اور ہندو اس زمین پر خدا اؤں کے خوشنامدی ہیں۔ یا تو ان کو اپنا طور طریقہ بدلنا ہوگا یا پھر سزا کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ یہود و انصار الہ کتاب ہیں۔ ان کو برداشت کیا جانا چاہیے اور یہاں تک کہ ان کو تحفظ بھی فراہم کرنا چاہیے۔ لیکن وہ گمراہ ہیں اور ان پر ہمیں اپنے ممالک میں جزیہ لگانا چاہیے۔ اگر وہ ہمارے ممالک میں اسلام کے خلاف بولتے ہیں تو پھر ان کو سخت سزا دینی چاہیے۔ اس ملک میں جہاں میں رہتا ہوں بے شرمی سے ہم جنس پرستی کی اجازت دی گئی ہے۔ ہمارے بچوں کے سامنے سڑکوں پر ہو رہی ہے۔ امریکہ کی کچھ ریاستیں تو ان ہم جنس پرستوں کو شادی کی اجازت بھی دیتی ہیں۔ اسلام میں ہم جنس پرستی کی سزا موت ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔ خلیف عمر نے تو ایسے کرنے والوں کو میnarوں کے اوپر سے نیچے پھینک دینے کا حکم دیا تھا۔ تم لوگ بھی سان

فرنسیسکو میں ۲۳ فیصد آبادی کے ساتھ ایسا ہی کرو جہاں عمارتوں سے چھلانگ لگانے والے بہت ہیں اور یہ قوم بڑی تیزی سے بہتر ہو گی۔

چوروں کے ہاتھ کا ٹنے چاہیے اور قاتلوں کے سر۔ جیسا کہ ہمارے ملک میں ہوتا ہے۔ جب ہم لکھا کر ان قاتلوں اور گھوڑے چوروں کو گولی مارتے ہیں تو پھر کسی کو جرات نہیں ہوتی کہ اپنی زندگیوں میں اپنے پیسوں سے ان کو کھانا کھائیں۔ اگر اس ملک کو بھی ان قوانین سے چلا میں تو جرم کم ہو جائے گا۔

اور شاید جلد وہ دن آئے گا۔ تم دیکھتے ہو۔ اے پاگل پولوس رسول کے دیوانو! تم جو مذہب میں سب سے آگے ہو۔ ۲۰۲۵ء تک ہمارے مذہب کی اکثریت دنیا میں سب سے زیادہ ہو گی۔ گذشتہ ۲۰ سالوں میں ہماری تعداد تمہاری تعداد سے دو گنہ ہو چکی ہے۔ اور اب امریکہ میں ہماری تعداد یہودیوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ جہاں دس سال پہلے امریکہ میں صرف ایک مسجد تھی اب وہ تقریباً ہر شہر کے مضامات میں پائی جاتی ہیں۔ اذان کی آواز تمام بڑے شہروں میں سُنی جاسکتی ہے۔ جبکہ ۱۹۸۰ء میں یہ کبھی نہیں سُنی گئی۔ ہمارا مذہب دنیا میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔ ایک سال میں تقریباً دو ہزار لوگ اسلام قبول کرتے ہیں۔ ایں سے ۸۰٪ میں ہجومیں ہیں۔ جو مسلمان آدمیوں سے شادی کرتی ہیں جن سے مسلمان بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اگلے بیس سالوں میں اس ملک میں ہماری تعداد دو سے تین گناہڑھ جائے گی۔ اسلام جسے تم پسند کرتے ہو یا نہیں۔ اس دنیا کا مستقبل ہو گا اور یہ جلد آ رہا ہے۔ الحمد للہ۔

یہاں گزر رہتا۔ میسیحیت ایک جھونا نہ ہب ہے جس میں یسوع مسیح کو ایک طاق تو خدا بنا کر پیش کیا گیا۔ یہ یسوع یا خدا کی طرف سے نہیں بلکہ جھوٹے نبی پولوس کی طرف سے ہوا۔ جس نے مویں کے قوانین میں تبدیلی پیدا کی اور ایک آدمی کو خدا کے برادر لا کر کھڑا کر دیا۔ تمہاری بائبل تبدیل شدہ ہے۔ جسے دوبارہ لکھا گیا۔ پھر اس میں اضافہ کر کے دوبارہ لکھا گیا جس سے تمہارا کمزور ایمان کی باقتوں کو نکال دیا گیا۔ یہ مذہبی توہین ہے۔ اور وہ لوگ جو اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اس خونی بدعت سے، بنی نوع انسان کو پچانے کے لئے ہمیں ۱۹۳۵ء سال لگے۔ مگر بالآخر ہم اس بدعت کو ختم کرنے کے قریب ترین ہیں۔ اللہ نے بالآخر اپنی پیغمبر راہ کو سر بلند کیا ہے۔

پس تم ہم کو پسند نہیں کرتے؟ تم ہم کو امریکہ میں کنٹرول کرنا چاہو گے؟ ہمیں اس ملک میں مذہبی آزادی ہے اور ہم شہری حقوق ایکٹ دوسری ترمیم عنوان کے تحت محفوظ ہیں۔ ہمیں نکال دو ہم قانونی کارروائی کرتے ہیں۔ ہم کو ایڈیٹ دو۔ تو ہم ہمدردی حاصل کر کے اور لوگوں کو اسلام کی طرف لے آئیں گے۔ ہماری مسجدیں جلا دو تو ہم غمگسار عطیات سے نئے تغیریں کر لیں گے۔ (جو چرچ گروپ سے نسلک ہوتے ہیں) اور جرم کو جیل بھیجا جاتا ہے۔ ہم ہر وقت اسی ملک میں بڑھتے، امیر ہوتے جاتے ہیں۔

ہم ٹھماری پولیس ہیں، تمہارے دکاندار، بکری ٹریز، ڈاکٹرز، وکیل اور اساتذہ ہیں۔ ہم تمہارے پڑو سی ہیں۔ تمہارے بچے ہمارے بچوں کے ساتھ اسکوں جاتے ہیں۔ عمر اور محمد تمہارے اسکوں میں عام نام ہیں جس طرح برینڈن اور مائیکل۔

ہم یہاں ہیں۔ ہر منٹ میں ہماری تعداد بڑھ رہی ہے۔ ہم اس کرہ زمین پر قبضہ کر رہے ہیں اور تم کچھ نہیں کر سکتے۔ پس آگے بڑھا اور رور کر فریاد کرو۔ اور میں تمہارے اس رو نے دھونے پر خوش محسوس کر دیا جب ہم تمہارے مستقبل پر حکومت کریں گے۔ یا پھر ہم میں شامل ہو جاؤ۔ اپنی نجات کے لئے اسلام قبول کرو۔ کیونکہ تمہارے بچے اور شاید تمہارے پوتے پوتیاں بھی اسلام قبول کریں گے۔

فی ایمان اللہ

ترمیم

جوائل رچرڈسن کا ہارون یحییٰ کے ساتھ انٹرویو

﴿۱۰، جنوری ۲۰۰۹﴾

سوال: کیا آپ سوچتے ہیں کہ مسیحیت ایک کفر کا نظام ہے جو امام مہدی اور عیسیٰ اُستھ کے زیر تخت ختم ہو جائے گا؟

جواب: حقیقی مسکی وہ ہیں جو اللہ پر یقین رکھتے ہیں۔ جن کے دل میں عیسیٰ اُستھ کے لیے بہت زیادہ محبت ہوا اور جو فرشتوں اور ان کے بعد آنے والوں پر یقین رکھتے ہیں۔ کسی بھی مسلمان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ کسی مسکی کو فرقہ ارادے۔ قرآن کے مطابق مسکی اور یہودی اہل کتاب ہیں۔ قرآن میں یہ لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ ہمدردی اور احترام پر مبنی تعلقات کو قائم کرنے کی حوصلہ افزاںی کرنی ہے۔ اہل کتاب اور مسلمان ایک دوسرے کی خواک ایک ساتھ بیٹھ کر کھا سکتے ہیں۔ اور مسلمان مردوں کو اہل کتاب کے ساتھ شادی کرنا روا ہے (سورہ المائدہ ۵) ان باтол سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور یہود و انصار کے درمیان دوستانہ ہمسانگی اور نسلی تعلقات قائم کئے جاسکتے ہیں۔ اور اس طرح وہ مخلص، زندہ دل، مشتاق اور شفیق سماجی تعلقات سے لطف انداز ہو سکتے ہیں۔ دین دار مسلمان اہل کتاب کو نبی ابراہام، موسیٰ اور یسوع کی میراث سمجھتے ہیں۔ وہ ان کی حفاظت اور دیکھ بھال کرتے ہیں اور اسی طرح کاماحول مہیا کرتے ہیں جس میں وہ اپنی منشاء کے مطابق رہ سکیں اور پرستش کر سکیں۔ نبی محمد یہاں مسلمانوں کا رسول ماذل ہے۔ اُس نے ہمیشہ یہود یوں اور مسیحیوں کے ساتھ عظیم انصاف اور ہمدردی کا سلوک کیا اور اس قسم کا ماحول بنانے کی کوشش کی جو مسلمانوں ابراہیمی مذاہب دنوں کی درمیان محبت کی بنیاد پر معاہدہ قائم کر سکیں۔ جن کہ کے مشرکین نے کچھ مسلمانوں پر جراہ و دھنس دھمکی دینا شروع کی تو نبی محمد کے کہنے پر انہوں نے ایسکو بخوبی کے باذشان بخاشی کے پاس پناہ لی۔ مدینہ میں ایک ساتھ رہتے ہوئے یہود یوں کے ساتھ انہوں نے بقاۓ باہمی کا ایک ماذل قائم کیا جو تمثالمسلوں کی نمائندگی کریگا۔ رسول اللہ کے کئی ایسے واقعات ہیں جن میں وہ اہل کتاب کے لوگوں کی شادی کی تقاریب میں شرکت کی اور پھر مہماں نوازی کو توسعہ دی۔ جو بخاران مسیحی رسول اللہ کی طرف آتے تو ان کے بیٹھنے کے لئے وہ ایک صوف چادر بچھاتے۔ ہمارے نبی نے ایک مصری مسیحی خاتون (مریم) سے شادی کی۔ یہ اُن کے رویے کی ایک اور مثال ہے۔ رسول اللہ کی وفات کے بعد مسلمانوں کے نیک رویے بھی ایسے ہی ہیں جو انہوں نے قرآن اور نبی پاک کی زندگی سے حاصل کئے۔

مسیحی عقیدہ تثییث کو تبدیل ہونے کی ضرورت ہے۔ اللہ ایک ہے۔ اور عیسیٰ اُستھ اُس کا خادم ہے۔ اُس کی اخلاقی اقدار اُسے اعلیٰ اور پاک بندہ بناتی ہے۔ مگر اُس کا کھانا، بینا، سونا اور اُس کی دیگر جسمانی اور انسانی ضروریات ہیں۔ تثییث کے مطابق، خدا بآپ ہے۔ یسوع ہے اور روح القدس ہے لیکن مسیحی صرف یسوع سے دعا کرتے ہیں۔ وہ اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ وہ روح القدس سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ اگر تین اتفاقیں ہیں تو پھر وہ ان تینوں سے ایک ساتھ دعا کیوں نہیں کرتے؟ صاف ظاہر ہے کہ اس عقیدہ میں کوئی نقش یا کمزور منطق ہے۔ مگر یہ عیسیٰ اُستھ ہے جو اس غلط فہمی کو دور کر دے گا۔ جب عیسیٰ اُستھ اس زمین پر واپس آئے گا تو وہ تمام مسیحیوں کو حقیقی ایمان کی ہدایت دے گا۔

سوال: کیا آپ ان مسلم مصنفوں، قانون دانوں اور علماء سے اتفاق رکھتے ہیں جو کہتے ہیں کہ امام مہدی اور عیسیٰ اُستھ کے دور میں مسیحیوں اور یہود یوں کو کہا جائے گا کہ وہ یا تو اسلام قبول کریں یا پھر ان کو موت کا سامنا کرنا پڑے گا؟

جواب: امام مہدی کا دور انسانی محبت، عزت اور ہمدردی پر مبنی ایک منطقی اور معاندانہ دور ہے۔ امام مہدی اور عیسیٰ اُستھ کی آمد سے متعلق یقینکاروں احادیث پائی جاتی ہیں لیکن کسی بھی ایک آیت میں امام مہدی کے دور میں خون بھانے کا ذکر نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی بات کرتا ہے تو وہ احادیث اور دوسرے واقعات کی غلط تشریح کرتا ہے اور وہ گمراہ ہے۔ امام مہدی کی ایک امتیازی خاصیت یہ ہے کہ وہ محبت اور امن کے ذریعے مذہبی اختلافات کا سبب بن جائے گا۔ حدیث کہتی ہے کہ امام مہدی کے دور میں خون کا

ایک قطرہ بھی نہیں بھایا جائے گا اور کسی سوئے ہوؤں کو جگایا نہیں جائے گا۔

”وَهُوَ مَامِ مَهْدِيٍّ پَرْ بَيْتُ لِيْلِ كَمْ گَأَسْ نَيْنِدَ سَبَے دَارِ نَيْنِسْ كَيَا جَأَنَّ گَأَ وَرَنَهِ هِيَ بَهِي خَوْنَ بَهِيَهَ گَأَ۔“ (الماتقى، قول مختصر في الأمة امام مهدى المنشط صفحه ۲۲)

”لَوْكَ شَهْدِيَّ كَمْهِيُونَ كَيِ طَرَحَ اِمَامِ مَهْدِيٍّ كَيِّرَدِجَعَ هُونَگَ وَهُونَيَا كَوَافِصَ سَبَے بَهِرَدَ گَأَ۔ جَوَاسَ سَبَے پَهِلَّهَ دَكَاهَوَ مَصَابِبَ سَبَے بَهِرِيَّ تَهِيَّ اَوْ رَافِصَفَ عَظِيمَ هُونَگَا كَكَوَنَى بَهِيَ نَيْنِدَ سَبَے بَيدَارِ نَيْنِسْ هُونَگَا اَوْ خَوْنَ كَأَيَّقَطَرَهِ بَهِيَ نَيْنِسْ بَهَايَا جَأَنَّ گَأَ۔“ (اوپر والايان صفحه ۲۸، ۲۹)

حدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام مهدی اور عیسیٰ مسیح کے دور میں انصاف، امن اور محبت کا دنیا بھر میں راج ہوگا:

”وَهُنْفَرَتُ اَوْ دَشْمَنِيَ كَخَاتِمَهَ كَرِيَگَا۔۔۔ وَهُونَيَا كَوَامِنَ سَبَے بَهِرَدِيَّا جَسَ طَرَحَ اِيَّكَ پَيَالَهَ پَانِيَ سَبَے بَهِرَجَاتَاهَ ہَيَ۔ اُسَ وَقْتَ مَذْهَبِيَ يَكَ جَهِتِيَ هُونَگَيَ اَوْ رَالَلَهَ كَعَلَادَهَ كَسِيَ اَوْ رَكِيَ عَبَادَتُ نَيْنِسْ هُونَگَيَ۔ جَنَگَ كَخَاتِمَهَ هُونَگَا۔“ (سنن ابن ماجہ ۱۰/۳۳۷)

”کسی کے درمیان کوئی دشمنی باقی نہ رہے گی اور تمام دشمنی، تنازعات اور جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔“ (امام شعرانی، موت کا دن اور اس کے بعد آخیر موت ۴۹۶)

تمام قسم کی تشدید، مصائب، جرأة و استبداد اور تنازعات اُس کے آخر وقت میں ختم ہو جائیں گے۔

سوال: اگر امام مهدی اور عیسیٰ مسیح اس دنیا میں آتے ہیں اور میں اسلام قبول نہیں کرتا تو موت کے علاوہ میرے لیے کوئی اور انتخاب ہوگا؟ اور جزیہ کو ختم کرنے کا مقصد کیا ہوگا؟

جواب: جب امام مهدی اور عیسیٰ مسیح اس دنیا میں آئیں گے تو وہ لوگوں کو مسیحیت کے فناکش بتائیں گے۔ اگر کوئی آتا ہے اور کہتا ہے ”کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں تو پھر ہمیں اُس شخص کی پیروی کرنی چاہیے۔ اُس کا اس مقصد میں کامیاب ہونا ممکن ہے۔ صرف وہ جو کہتا ہے۔ اللہ ایک ہے اور میں اُس کا بندہ ہوں“ کامیاب ہو سکتا ہے۔ ورنہ وہ ناکام ہو جائے گا کیونکہ عیسیٰ مسیح بھی کہتا ہے کہ ایک خدا ہے اور میں اُس کی عبادت کرتا ہوں۔ اللہ (خدا) اللہ سے عبادت نہیں کر سکتا! باکل میں متعدد واقعات ہیں جس میں یہوں مسیح نے خدا سے دعا کی:

”أَوْ رَأَنَ دُنُونَ مَيْسَنَ إِيَّسَا هَوَا كَوَهَ پَهَازَرَ پَرْ دُعَاءَ كَرَنَّ لَوْكَلَا اَوْ خُدَادَ سَبَے دُعَاءَ كَرَنَّ مَيْسَنَ سَارِي رَاتَ گَزَارِيَ،“ (لوقا ۱۲:۶)

”اوَرَ لَوْگُونَ كَوَرْ خَصْتَ كَرَكَتَ كَتَهَا دُعَاءَ كَرَنَّ كَلَّهَ لَهَ پَهَازَرَ پَرْ چَلَّا گِيَا اَوْ رَجَبَ شَامَ هُونَگَيَ تُوَهَا لَكِيلَا تَخَا،“ (متی ۱۷:۲۳)

مسیحی لوگ کیوں یہوں مسیح سے دُعا کرتے ہیں اور روح القدس سے نہیں؟ اگرچہ وہ اُسے بھی خدمائی نہیں ہے۔ یہاں پر ضرور کوئی نقش ہے۔ چونکہ وہ نبیوں کو اللہ جانتے ہیں تو پھر وہ خدا (اللہ) کی بجائے یہوں مسیح سے دُعا کیوں کرتے ہیں؟ باکل کہتی ہے کہ ایک خدا ہے اور پیر و کاروں کوئی مواتیعوں پر اُس کو عزت و جلال دینا چاہیے۔

”يَسُوعَ نَفَنَ جَوَابَ دِيَاكَهَ اَوَلَيْ ہَيَ ہَيَ اَسَرَائِيلَ سُنَ۔ خُدَادِنَهَارَخُدَادِ اَيَّكَهَيَ خُدَادِنَهَهَ اَوْ تُوَخُدَادِنَهَ اَپَنَهَ خُدَادَ سَبَے اَپَنَهَ سَارَدَ دَلَ اپَنَی سَارِي جَانَ اَوْ رَأَنَي سَارِي عَقْلَ اَوْ رَأَنَي سَارِي طَافَتَ سَبَے مجَبَرَكَهَ۔ دَوْسَرَي ہَيَ کَهَ تَوَاضَنَهَ پَرْ دَوَسَيَ سَبَے اَپَنَے بَراَ بَرَجَبَتَ رَكَهَ انَ سَبَے بَدَا اَوْ رَكَوَيَ حَكَمَنَهَيَ،“ (مرقس ۱۲:۲۹)

”یسوع نے اُس سے کہا اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ خُداوند اپنے خُدا کو جدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر۔“ (متی: ۱۰: ۶)

”اب از لی بادشاہِ حقی غیر فانی نادیدہ واحد خُدا کی عزت اور تجید ابد الآباد ہوتی رہے آمین۔“ (۱۔ تیجھیں: ۱: ۷)

”اس نے کہ انہوں نے خُدا کی سچائی کو بدلت کر جھوٹ بناؤالا اور ملوقات کی زیادہ پرستش اور عبادت کی بانسبت اُس خالق کے جواب تنک محمود ہے۔ آمین۔“ (رومیوں: ۲۵)

جب امام مہدی اور عیسیٰ مسیح آئیں تو وہ ان کی وضاحت کریں گے اور حجج کی تعلیم دیں گے۔ اس موقع پر، مجرمہ کی شاندار قدرت کے ذریعے مسکی اور یہودی اسلام قبول کریں گے۔ قرآن مجید میں اللہ کہتا ہے:

”او کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہو گا۔“ (سورہ انساء: ۱۵۹)

اللہ تعالیٰ یہاں حقیقی ایمانداروں کا حوالہ دے رہا ہے۔ یہاں جبر کے تحت منافقانہ عقیدہ نافذ نہیں کیا گیا۔ لفظ منافق کا مطلب ایسا شخص جو طاقت کے ذریعے ایمان میں آیا۔ اور اللہ ظاہر کرتا ہے کہ منافقین دنیا کے نفع لوگ ہوتے ہیں اور ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یہ ذات اور تشدد کی جگہ ہے۔ اللہ کبھی نہیں چاہتا کہ لوگ منافق ہوں۔ لیکن اگر کوئی خود کو مسلمان کہتا ہے جبکہ وہ نہیں ہے تو وہ منافق ہے۔ اسلام اس کی شدت سے مخالفت کرتا ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۶ میں بتایا گیا ہے:

”دین میں کچھ زبردستی نہیں،“ (سورہ بقرہ: ۲۵۶)

اس وقت ہر کوئی امام مہدی اور عیسیٰ مسیح کی رسی عقیدت کے اثر و سوخ کے تحت سچے ایماندار ہونگے۔ تمام لوگ اپنی مرضی، خوشی اور جانتے ہوئے امام مہدی اور عیسیٰ مسیح کے لئے محبت ایمان لائیں گے۔ اللہ ہر کسی کو چکار کے ذریعے یقین کروایے گا۔ غیر مسلموں پر جزیہ لگانا لازمی امر نہیں۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے اسلامی ریاست کی حفاظت میں رہنا چاہتا ہے تو اسے ریاست کے اخراجات کے لئے اہم کردار ادا کرنے کے لئے کچھ دینا ہو گا۔ جیسے ہر شہری ریاست کے خرچ میں حصہ ڈالتا ہے۔ اور اگر وہ نہیں چاہتا تو وہ نہ کرے۔ اس طرح جیسے یورپیں یونین میں ممالک نے ایک مشترک فنڈ قائم کیا ہے۔ اُسی طرح جیسے ہر ملک کا شہری میں پہلے اخراجات، سڑکوں، پانی اور بجلی کے لئے ادا کرتا ہے یہ بالکل اسی طرح ہے لیکن لازمی نہیں۔

سوال: ایسا کتنی مرتبہ ہوا کہ مسیحیوں اور یہودیوں نے آپ کی کتابیں پڑھی اور انہوں نے اسلام قبول کیا؟

جواب: میں جانتا ہوں کہ دنیا بھر میں سینکڑوں افراد ہیں جنہوں نے میری کتابیں پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ آپ بھی انٹرنسیٹ پر اس تحقیق کو دیکھ سکتے ہیں۔ خاص طور پر روس، برطانیہ، چین، امریکہ اور جمنی اور فرانس میں بہت بڑی پیش رفت ہوئی ہے۔ اخبارات میں بھی اس کی عکاسی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ہمیں ہماری دیوب سنائیٹ سٹ رابطہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

سوال: بہت سے شیعہ کہتے ہیں کہ جب امام مہدی آئے گا تو بہت سے سُنی شیعہ اسلام کی طرف لوٹ آئیں گے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کس طرح امام مہدی سُنی اور شیعہ کو تحریر کر

پائیں گے؟ یہ کس طرح لگے گا؟ آپ کو یقین ہے کہ شیعہ سُنی میں تبدیل ہو جائیں گے؟

جواب: جو بیہاں حوالہ دیا جا رہا ہے اس کا مطلب ہے کہ شیعہ اور سُنی کی محبت میں اضافہ ہو جائیگا۔ کیونکہ وہ حضرت محمد کے نسب میں ہیں۔ رسول اللہ کی نسل کے درمیان مضبوط محبت کا رشتہ قائم ہو گا اور یہ پہلے سے ہی ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے دل میں علی اور حسین کے لئے محبت ہے۔ دوسرے لفظوں میں سُنی ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے۔ شیعہ اور سُنی دونوں الگ الگ مدارس ہیں۔ جب امام مہدی آئیگا تو وہ دونوں اس کے ہاتھ پر بیعت لے گے۔ شیعہ کا سُنی ہونا یا سُنی کا شیعہ ہونا کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔

سوال: اسلامی روایات کے مطابق دجال کا نا ہو گا اور اس کے ماتھے پر لفظ ”کفر“ لکھا ہوا ہو گا۔ کیا آپ صحیح ہیں کہ یہ حقیقت میں ہو گا یا پھر یہ علمتی یار و حانی شناخت ہے؟

جواب: یہ حقیقت ہے کہ اس کی ایک آنکھ ہو گی اور ایک آنکھ کا کانا ہو گا اور الہامی ہونے کا دعویٰ کریگا۔ کانا ہونے کے علاوہ اس کے ماتھے پر ”کافر“ ہو سکتا ہے نہ لکھا ہوا ہو۔

سوال: ذرا تصور کریں کہ ایک آدمی اسرائیل کی سر زمین پر ظاہر ہوتا ہے اور خود کو الہامی اور خدا کا بیٹا کہتا ہے اور خود کو یسوع مسیح کہتا ہے اس کے پاس مججزات کرنے کی زبردست قدرت ہے اور یہ شخص دعویٰ کرے کہ اسلام سچا مذہب نہیں ہے بلکہ وہ بتائے کہ باائل تبدیل شدہ نہیں اور مسیحیت سچا مذہب ہے تو آپ کے خیال میں یہ شخص دجال کے طور پر دیکھا جائے گا؟

جواب: ایک بات تو یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے جب عیسیٰ مسیح آئے گا تو کوئی شخص کسی اور شخص سے اس کی نسبت قائم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کی اپنی خوبصورتی، تجلی، ایمان، صفائی، عظمت، شرم و حیا اور ایمانداری اس کو منفرد بنا گی۔ ہم اس کو فوراً جانے اور تسلیم کرنا شروع کر دیں گے۔ جب عیسیٰ مسیح ظاہر ہو گا تو ایک شخص خود کو یسوع مسیح بتائے گا۔ وہ مججزات کریگا اور خود کو خدا بتائیگا۔ یہ شخص زمین پر بھی انک اخلاف اور کرپشن کو پیدا کرے گا۔ لیکن اللہ کی مرضی سے عیسیٰ مسیح اس کے جھوٹے مججزات اور کرپشن کو تباہ کر دے گا۔ وہ اس طرح ختم کریگا جیسے پانی میں نمک غائب ہو جاتا ہے۔ اگر یہ شخص حقیقی یسوع ہوتا تو وہ مججزات کے خاتمه کے لئے روک تھام کریگا۔ حقیقی یسوع کے پاس اُسے روکنے کی زبردست طاقت ہو گی۔ اس لئے اسے سچے یسوع کے طور پر نہیں دیکھا جائے گا۔ جھوٹے یسوع کے پاس حقیقی یسوع جیسی قوت نہیں ہو گی اور بہت جلد یہ واقع ہو گا کہ کون سچا یسوع ہے۔ جھوٹا یسوع مختلف فطرت دیکھ رہا ہو گا۔ آپ کے دل میں اس کے لئے کوئی محبت نہیں ہو گی۔ اللہ اُس کی شناخت کے لئے اُسے کانا پیدا کرے گا۔ کوئی کہے گا کہ وہ بہروپیہ، بے دلگا اور جارحانہ چہرے والا ہو گا۔ حقیقی یسوع خوبصورت اور دو محنت مند آنکھوں والا ہو گا۔ وہ لمبا ہو گا۔ اس کے بال سُرخ ہونگے کمر چھوٹی ہو گی۔ معصوم، نرم مزانج اور انتہائی متفقی اور عقل کا حامل ہو گا۔ اپنی ایمانداری، صفائی، انسانی محبت، گرم جوشی، غیر معمولی ذہانت اور پُر امن نویت سے شناخت کیا جائے گا۔ اور وہ جھوٹے نبی کے تمام جھوٹے کارناموں کو ختم کر دیگا۔

محضرا جب حقیقی یسوع کو جانے کا وقت آئے گا تو کسی قسم کی مشکل نہیں ہو گی۔ سورہ البقرہ کی آیت ۱۸۵ میں اللہ کہتا ہے ”اللہم پر آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں۔“ دوسری آیت میں (سورہ البقرہ ۲۵۶) میں اللہ کہتا ہے ”اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت سے زیادہ۔“ اس لئے سچے ایمانداروں کے لئے حقیقی یسوع (عیسیٰ مسیح) کو جاننا آسان ہو گا۔ انشاء اللہ۔

سوال: اسلامی روایت میں آتا ہے کہ عیسیٰ مسیح دمشق کی سفید مسجد کے اوپر اترے گا۔ کیا آپ یقین رکھتے ہیں کہ یہ علمتی نہیں ہے بلکہ حقیقت میں ایسا ہو گا؟

جواب: عیسیٰ مسیح دمشق، یروشلم یا اتنبول میں اتر سکتا ہے۔ مختلف احادیث میں مختلف جگہوں کا ذکر ملتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ امریکہ میں اتر جائے۔ جب عیسیٰ مسیح آئے گا تو وہ پُر کشش شخصیت ہو گا۔ اپنے ماضی کو یاد نہیں کریگا۔ اُس نے اپنے وقت کے جو تے اور کپڑے پہنے ہونگے۔ وہ قرآن، توریت اور انجیل کی زبان میں یکھیں گے۔ وہ اسلام سے ملتی جلتی کمیونٹی میں ظاہر ہو گا۔ وہ مسلمان ہو گا اور تمام مسیحی دنیا کو اسلام کی دعوت دیگا۔

سوال: کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ کس طرح آپ یقین کرتے ہیں کہ اسلامی یونیورسٹی نے والے سالوں میں ابھرے گا؟

جواب: ترک۔ اسلامی یونیورسٹی کی محبت کی یونیورسٹی ہے۔ دلوں کی یونیورسٹی ہے۔ جس میں ہر ریاست اپنی شاخت برقرار رکھے گی۔ اس کی نوعیت جمہوری اور سیکولر ہو گی۔ یہ انسانی حقوق کا احترام کرے گی۔ یہ ایک ایسا ماحدل قائم کر گی جس میں تمام عقائد کے لئے، مسیحی، یہودی، بدھ مت اور دہرے آزادی کے ساتھ اپنے عقائد کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ان کی بنیاد محبت، ایثار، امداد، بہبی، درمندی، رواداری، افہام و تفہیم اور مفہوم پر ہو گی۔ ترک۔ اسلامی یونیورسٹی ان تمام تحریکوں کی مخالفت کرے گی جو جنگ اور جنگلے اور طاقت پر ہو گی۔ ترک اسلامی یونیورسٹی بننے کے ساتھ مرکیہ، یورپ، چین، روس، اسرائیل اور تمام دنیا سکھ کا سانس لے گی۔ دہشت گردی کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ خام مال تک رسائی دی جائے گی۔ اقتصادی اور سماجی حفاظت کی ضمانت دی جائے گی۔ اور شفافی تصادم بالکل ختم ہو جائیگا۔ امریکہ کو اپنے دستے ہزاروں کلو میٹر درجہ بیجی کی ضرورت نہیں ہو گی۔ اسرائیل دیواروں کے پیچھے نہیں چھپ گا۔ یورپی ممالک کو معاشی و اقتصادی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا۔ روس سے کسی کو بھی کوئی سیکورٹی خدشات نہیں ہوں گے۔ چین کو خام مال کے سلسلے میں پریشانی نہیں ہو گی۔ یونیورسٹی سے یورپی دنیا کے دفاعی اخراجات میں کمی آجائے گی۔ امریکہ چار سو بلین ڈالر کے ساتھ سفر فہرست ہے۔ جبکہ روس ساٹھ میں ڈالر اور چین بیالیس میں ڈالر دفاعی اخراجات کی مد میں خرچ کرتے ہیں۔ اسلامی یونیورسٹی امن و سلامتی کی نفعاً کو قائم کرے گی۔ جو اسلامی دنیا کے تازے اور کشیدگیاں ختم کر دے گی۔ یہ دنیا کے بہت سے ممالک نے صرف مسلم بلکہ غیر مسلم اپنے دفاعی اخراجات کم کرنے کے قابل بنائے گی۔ فوجی اور اسلحے کے اخراجات کو تعلیم، صحت عامہ، سائنس اور شفافیت پر خرچ کیا جائے گا۔ ترک اسلامی یونیورسٹی کا مرکز کو تقویت اور معیشت کو مضبوط بنائے گی۔ مسلم ممالک کی طرف سے تسلیل دی گئی واحد حصہ سیاست، معاشی اور شفافی دارے میں پسمندہ ممالک کو اجازت دے گی کہ وہ تیزی سے ترقی کریں اور جن کے پاس ضروری ذرائع اور انفارسٹری ہے وہ ان کو استعمال میں لا کر پیداواری صلاحیت کو بڑھائیں گے۔ معاشی ترقی بڑھنے سے سائنس اور ٹکنالوجی میں ترقی ہو گی۔ اقتصادی ترقی کے ساتھ تعلیم کی شرح بھی بڑھے گی۔ اور معاشرہ کی سمتوں میں ترقی کریگا۔

سوال: آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ترکی اس یونیورسٹی میں رہنماء کے طور پر ابھرے گا؟

جواب: اس سلسلے میں ہمارے نبی محمد کی احادیث میں بہت سی معلومات پائی جاتی ہیں۔ آخر دنوں میں ترک قوم ایک خاص کام سرانجام دے گی۔ احادیث میں استنبول کا زیادہ سے زیادہ ذکر ملتا ہے۔ ترکی اپنی اخلاقی اقدار اور نوعیت کی وجہ سے موزوں ہے اور آپ جس کسی سے پوچھ لیں وہ اس سے متفق ہو گا۔ ترک قوم کی ایک خاصیت یہ ہے کہ یہ ایک نیک اور نرم ہی قوم ہے۔ اس نے دین اسلام کا وقار ہمیشہ بلند رکھا۔ اس طرح کی قوم کو رہنمائی کا حق ہے۔ اس قسم کے کام کے لئے منصف اور بہترین رہنماء کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ کسی بھی قسم کی نسلی برتری کا دعویٰ نہیں ہے۔ کسی مسلمان کے لئے اس قسم کا دعویٰ کرنا ناممکن ہے۔ ہم اللہ کے بندے ہیں۔ فضیلیت تقوی میں پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر فضلانیت، بانجھ پن اور برائی کی طرف لے جاتی ہیں۔ جو کوئی ایسا سوچتا ہے اللہ اسے خود پوچھ جائے گا۔ جس کے نتائج تباہ گئے ہوں۔ جب میں ایک ترک اسلامی یونیورسٹی کی بات کرتا ہوں جو ترک ریاستوں کی مدد اور رہنمائی کے ماتحت ہے۔ تو میں ترک قوم کی اخلاقی اقدار کا حوالہ دے رہا ہوں۔ اللہ نے اس قوم کو بہت عمدہ اور بہترین اس لئے بنایا ہے کہ وہ دنیا اور بنی نوع انسان میں انصاف کا پرچار کرے۔ ترکی کے لوگ بہت نیک، دلیر، خوش اخلاق، دیانت دار ہیں۔ بحر اسود کے علاقہ میں جائیں اور آپ ان کی اخلاقی اقدار کو دیکھ کر جیوان ہو جائیں گے۔ جنوب مشرق میں چلے جائیں تو ان کی مہمان نوازی کو دیکھ کر تعریف کرنے کو دل چاہے گا۔ دنیا میں اُن جیسا احترام، مہربانی، اعجاز کیمی نہیں ملے گا۔ غلامہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ترکی عثمانی سلطنت کے میراث کے طور پر اپنا فریضہ ادا کرے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ترکی ایک مثالی اسلامی ریاست ہے۔ ترکی میں اسلام کی روشن خیالی، منطق اور دیانت داری کا تصور ملتا ہے۔ یہ دنوں مسلم دنیا کے لئے شاندار مثال ہے۔ جو مغربی دنیوں سے تمام شکوہ و شہابات کا خاتمه کر دے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ تمام مقدس اور تبرکات ترکی میں ہیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ہم مرکز میں ہیں۔ ہم ترک ریاستوں اور اسلامی ممالک کو یورپ سے ملانے کے لئے ایک اہم موڑ پر کھڑے ہیں۔ ہمارے پاس تعلیم یافتہ اور روشن خیال لوگ ہیں جو کسی بھی کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم ترک انتہائی پُر جوش ہیں۔ ہماری طرح کوئی اور اتنا جو شکل نہیں۔

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کس طرح ایران کے لوگ اور رہنماء ترکی کی اسلامی یونیورسٹی کی قیادت کو خوش آمدید کریں گے؟ کیا آپ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ اپنی مرضی سے جانے کے لئے تیار ہو جائیں گے؟

جواب: ہمارے ایرانی بھائی مکمل طور پر ہم سے متفق ہیں۔ اگر ترکی آج کہہ تو وہ ابھی اتفاق کریں گے۔ ایران نے بھی بھی ترکی کی قیادت پر اعتراض نہیں کیا اور حالیہ پیش نہیں کیا۔ اسے واضح ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ صدر احمدی نژاد نے حال ہی میں استنبول کی ایک سلطان احمد نامی مسجد میں سُنی امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ اپنے بیان میں اس نے کہا، ”ایک سیاسی پیغام جو میں یہاں بھیج رہا ہوں بہت اہم ہے۔ ایک شیعہ رہنماء کا ایک سُنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب ہے۔ اگر ترک اسلامی یونین قائم ہوتی ہے تو میں سنیوں کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔ میں سنیوں کے پیچھے نماز ادا کروں گا اور ان کی قیادت کو قبول کروں گا۔“ اور اس کا مطلب ہے ”میں ترک اسلامی یونین کی حمایت کرتا ہوں۔ ایک دوسرا ہم واقعہ و تھا جب ایرانی اور امریکی حکام ایک دوسرے سے انفرہ میں ملے جس میں ترکی نے ٹالی کا کردار ادا کیا۔ ایران نے بیان دیا کہ وہ ترکی کو درمیانی ٹھہراتا ہے اور اس پر اس نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ترکی کی قیادت پر بھی بھروسہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ترک اسلامی یونین کی بنیاد ایران کی نجات کا وسیلہ ہو گی۔ یہ اسلام میں سلامتی اور فلاح لائے گی۔ اور تمام کشیدگیوں کا خاتمه کرے گی۔

سوال: ایک بار جب خلافت قائم ہو جاتی ہے تو کیا یہ امت کے لئے قبل قبول ہو گا کہ وہ ان قوموں کے خلاف جنگ کریں جو اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں؟

جواب: ترک اسلامی یونین کے قیام سے ایک روحانی قیادت ابھرے گی۔ یہ قیادت پوری اسلامی دنیا کے لئے ایک روحانی رہنماء ہیا کرے گی۔ تاریخی معنوں میں خلافت کے قیام کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اسلام جنگ اور تشدد کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام امن کا مذہب ہے۔ قرآن کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

”اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہوا اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ بے شک تمہارا کھلا شہنشہ ہے۔“ (سورہ البقرہ ۲۰۸)

اسلام میں جرکی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ لوگوں کو محبت، درودندری اور مہربانی کے اخلاقی فضائل کو استعمال کرتے ہوئے دعوت دیتا ہے۔ مسلمان صرف دعوت دیتے ہیں وہ لوگوں کو ان کے ایمان سے پھر نے پر مجبور نہیں کرتے۔ ہر شخص اپنی خواہش کا خود ذمہ دار ہے۔ قرآن کی اخلاقی اقدار کے مطابق مسلمانوں کو جنگ اور اس قسم کے تنازعے سے منع کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ معاملات مذاکرات اور رہات چیت سے حل کریں۔ قرآن کے مطابق جنگ صرف اُس وقت ضروری ہے جب پناہ لینی ہو۔ انسانی اور اخلاقی حدود میں جنگ کرنا واجب نہیں۔ جب مسائل پیدا ہوں تو ایماندار اُسے ہمیشہ امن اور مفاہمت کو ترجیح دیتے ہیں اور اگر دوسری طرف سے حملہ ہوتا ہے تو جنگ صرف اپنی حفاظت کے لئے کرنے کا حکم ہے۔

ایک آیت بیان کرتی ہے کہ کیسے بدلوگ جنگ کو شروع کرتے ہیں اور کیسے اللہ اُس کو ناپسند کرتا ہے:

”جب کبھی اڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اُسے بچھا دیتا ہے۔ اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فساد یوں کو نہیں چاہتا۔“ (سورہ المائدہ ۶۹)

اسلامی معاشروں کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ معتدل اور متوازن ہیں۔ اور لوگوں کو نیکی اور بدی سے متعلق بتانے کے لئے رجم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ترک اسلامی یونین بنانے کا مقصد ایک امن کی فضائل قائم کرنا ہے۔ جس میں اختلافات کو مفہوم اور عقل سے حل کیا جاسکے۔ جب ترک اسلامی یونین بننی ہے تو دہشت گردی اور تنازعات کا خاتمه چند ہی لمحات میں ہو گا۔ اور ساری دنیا میں امن قائم ہو گا۔

سوال: کیا آپ صحیح ہیں کہ موجودہ عالمی معاشری بحران سے عالمی اسلامی طاقت میں اضافہ ہونے میں ثابت کردار ادا کریں گا؟

جواب: موجودہ معاشی بحران امام مہدی کے آنے کی ایک پیشش گوئی ہے۔ جس کا ذکر بنی کرمیم کی حدیث میں ملتا ہے:

(امام مہدی کی آمد سے قبل) مارکیٹ مجدد ہوگی اور آمدنی گرجائیگی۔ (Portents of Doomsday, p. 148)

(امام مہدی کی آمد سے قبل) اقوام کے درمیان تجارت اور نقل و حمل کا سلسلہ کٹ جائے گا۔ اور لوگوں میں انتشار بڑھ جائے گا۔

(القول مختصر في الامت المهدى المنظر صفحہ ۳۹)

ہر کوئی کم اجرت پر شکایت کریگا اور امراء اپنی دولت کی وجہ سے عزت دار کھلائے جائیں گے۔ (Portents of Doomsday, p. 146)

کار و بار بر باد ہو جائیگے۔ ہر کوئی شے فروخت نہیں کر سکتا، میں کوئی شے نہ تو خرید سکتا ہوں نہ حاصل کر سکتا ہوں۔“

(Portents of Doomsday p. 152)

یہ اقتصادی بحران آخر دنوں کی سب سے اہم نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اور حدیث اور قرآن کے مطابق یہ دری پا ہوگا۔ قرآن میں سورہ یوسف میں اس کی بابت بے شمار حالہ جات پائے جاتے ہیں۔ جس طرح حضرت یوسف نے زراعت اور مویشوں کی پرورش کو بہت اہمیت دی تھی۔ اس نے نمبرے پر بھی زور دیا تھا۔ یہ بحران ۷۰۰ء میں شروع ہوا۔ پر سال کا اختتام اور سات سال تک یہ بحران جاری رہے گا۔ جو ۲۰۱۷ء کو ختم ہوگا۔ اس میں شرح سود بڑھ جائے گی۔ اللہ کا خوف اور اعتقاد کا فندان ہوگا۔ بالفاظ دیگر آنے والے وقت میں بُری چیزیں ہوں گی۔ لوگ رقوم کو بچالیں گے، خرچ نہیں کر سکیں گے۔ غریبوں کی مدد نہیں ہوگی۔ پیسے کی گردش نہیں ہوگی۔ لوگ کجھوں ہو جائیں گے۔ اگر گردش زر ہوتی ہے تو پھر سود بڑھے گی۔ جس کی وجہ سے پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن جب زکروک لیا جائے تو پیداوار زک جائے گی۔ اور پورا نظام فوت ہو جائے گا۔ یہ کچھ لوگوں کی خود غرضی سے ایسا ہوا۔ سود کا خاتمه ہونا چاہیے۔ دنیا بھر میں شرح سود بے شک تقریباً صفر فیصد تک گرگئی ہے۔ بنک آف انگلینڈ نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ غیر سودی نظام کے بارے میں سوچ رہا ہے۔ لیکن میں بھی کسی ہونی چاہیے۔ ہمیں مارکیٹ میں زیادہ طلب کی ضرورت ہے اور لوگوں کو اس گھبراہٹ کی حالت سے آزاد کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسرے لفظوں میں اُن کو بچت کرنے کی بجائے زر کو خرچ کرنا چاہیے۔ اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسا کرنے سے مارکیٹ میں خود بخود استحکام پیدا ہوگا۔ پیداوار آسان ہو جائے گی۔ کیونکہ شرح سود کم ہوگی۔ اور کم ٹیکسٹس کے ساتھ مینوں پیچرے بیگ آسان ہو جائیگی۔ اس طرح کے مصائب اور مشکلات بے شک وسیلہ ہیں جس کے تحت لوگ مذہبی اخلاقی اقدار کی طرف پھر جائیں گے۔ اور وہ یک جھنپتی، محبت اور ایثار کی فضلا کیں گے۔ جس شے کو اللہ بناتا ہے وہ شے اچھی ہے۔ اور اس بحران میں بہت زیادہ حکمت ہے۔ اُن میں سے شاید ایک یہ ہو سکتی ہے کہ لوگ مذہبی اقدار اخلاقی سے پھر جائیں گے۔ اللہ حق کو جانتا ہے۔ انشاء اللہ

سوال: آپ کے خیال میں آئندہ دس سال میں امریکہ میں کون سی تبدیلیاں ہوں گی؟

جواب: میں توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ دس سالوں میں امریکہ بہت زیادہ مذہبی ہو جائے گا۔ عیسیٰ مسیح کی محبت بڑھے گی۔ عقیدہ تخلیق امریکہ پر غالب آئے گا۔ صحت کاری میں کمی ہوگی۔ معاشی مشکلات قائم رہیں گی لیکن اس میں اچھائی ہے۔ انشاء اللہ۔

سوال: حال ہی میں اسرائیل اور میگر پارٹیوں کے درمیان امن معاهدے ہوئے۔ کیا آپ سوچتے ہیں کہ ترکی وہ ملک ہوگا جو تمی امن معاهدہ کرنے کے قابل ہوگا؟

جواب: ترکی نے حال ہی میں ایک فعال اور کامیاب پالیسی تیار کی ہے۔ ما شا اللہ مستقبل میں ترکی عالمی سیاست میں اہم لیڈر ہوگا۔ اسرائیل اور شام کے درمیان ملاقاتیں کیشیائی اتحاد کی بنیاد پر انجام کی طرف پیش رفت ہے۔ جس میں پاکستان اور افغانستان کے رہنماؤں کو اتنا بخوبی میں اکٹھا کر سکتے ہیں۔ یہ سب اقدامات ثابت کرتے ہیں کہ ترکی محبت اور امن کی راہ پر گامزن ہے۔ لیکن شام، اسرائیل اور فلسطین کی نجات ترکی اسلامی یونین کے قیام سے ممکن ہے۔ اور اسے وہ چاہتے ہیں۔ اسرائیل سر کردہ کا ہنہا ہے۔ ”تم نے غنائمی دور میں افغانیوں اور ایک لیڈر سے غلط پر حکمرانی کی جبکہ ہم اپنے تمام فوجیوں کے ساتھ ناکام رہے۔“ وہ غنائمی دور کے قدیم وقت پر نظر کھتے ہیں۔ شام ترکی میں شامل ہونے کے لئے تیار ہے اور اگر ایک سرکاری آفردی جائے تو شام ایک ہفتے کے اندر دستخط کر دیگا۔ عراق تو پہلے سے ہی خون کا دریا ہے۔ لیکن اگر ترکی

بڑے بھائی کا کردار ادا کرے تو یہ جگہ فوری طور پر ایک جنت بن جائے۔ مسئلہ مکمل طور پر حل کیا جائے گا۔ ہر کوئی اُسے دیکھ سکتا ہے۔ فلسطین سے آنے والے وفد ہمیشہ اسے تجویز کرتے ہیں۔ اُن سب کا یہ مطالبہ ہے کہ ترکی بڑے بھائی کا کردار ادا کر کے اس خطے کی اہمیت کے لئے ناگزیر بن چکا ہے۔ خطے میں ایک خلام موجود ہے۔ اُس خلام کو صرف ترکی بھر سکتا ہے۔ اور یہ ایک اخلاقی، انسانی اور مذہبی ذمہ داری ہے۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جسے ترکی قبول کرتا ہے۔ جب ترک اسلامی یونین مفت ہے تو پورا مشرق و سطحی جنت بن جائے گا۔ اسرائیل اور فلسطین آزاد ہوں گے۔ اسرائیل اور فلسطین کے لوگوں کے لئے نجات ہوگی۔ ہر کوئی دہشت گردی اور تشدد سے آزاد ہو گا۔ مکمل امن و سلامتی کا دور دورا ہو گا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ترکی اسلام یونین کے بننے سے وہ تمام مسائل حل ہو جائیں گے جن کا سامنا دنیا کر رہی ہے۔

سوال: کیا بھی آپ کا ایسا اتفاق ہوا کہ آپ نے امام مہدی، عیسیٰ مسیح اور اسلامی یونین کے عقائد کی ترک مفکر فتح اللہ گولن سے بحث کی ہو؟ جہاں تک آپ جانتے ہیں کیا آپ کے اور گولن کے عقائد ان مسائل پر مشترک ہیں؟

جواب: میں فتح اللہ گولن کو ذاتی طور پر نہیں جانتا۔ ایک دفعہ اس سے آمنا سماں ہوا۔ لیکن وہ انتہائی محترم، نرم، نیک، شاستر، معمولی اور بے عیب انسان ہے۔ تمام اہل سُنت کی طرح۔ فتح اللہ نے کہا کہ امام مہدی کے کاموں اور تقریروں میں محبت اور خوشی ہوگی۔ اُس نے بتایا کہ امام مہدی کیسے ظاہر ہو گا اور کیسے عیسیٰ مسیح زمین پر واپس آئے گا۔ اُس نے مسلمانوں کو تعلیم دی اور حوصلہ افزائی کی۔ وہ اور بھی اچھے کاموں میں سودمند ہے۔ ما شا اللہ۔

سوال: آپ کے خیال میں وزیر اعظم اردو گن اسلامی یونین سے متعلق ان خیالات کے ردِ عمل میں کیا جواب دے گا۔ جبکہ ترکی قائدانہ کردار ادا کر گیا؟

جواب: وزیر اعظم اور موجودہ حکومت اپنی پوری طاقت سے ترک اسلامی یونین کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ آغاز ہو چکا ہے جیسا کہ کیشانی اتحاد، پاکپ لائس پروجیکٹ، ریل وے پروجیکٹ۔ ترک مشرق و سطحی میں فعال کردار ادا کر رہا ہے۔ اور ترک قیادت کے تحت تمام مسائل جلد حل ہو جائیں گے۔ یہ تمام سرگرمیاں بہت اچھی اور کامیاب ہیں۔ اور مستقبل میں ان سرگرمیوں میں اضافہ ہو گا۔ اور اللہ کے حکم سے آئندہ ۲۰ سالوں میں ترک اسلامی یونین ترک قیادت کے تحت قائم ہو جائے گی۔

سوال: بعض حدیث کے مطابق نبی محمد نے کہا کہ ترکی دوسری مرتبہ پر امن طریقے سے اسلام کے لئے فتح حاصل کریگا۔ کیا آپ ترک اسلامی کیمیٹی کے اندر کسی سے آگاہ ہیں جو یقین رکھتا ہو یہ نبوت AKP اسلامی پارٹی کے برسرے اقتدار آنے پر پوری ہو رہی ہے؟ احادیث بتانی ہیں کہ کیسے امام مہدی تکبیر کے ساتھ استنبول پر قبضہ کریگا۔ یعنی اللہ کا کام پڑھنے سے۔ ایک مرتبہ پھر ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی کا ایمان اللہ پر مصبوط ہو گا۔ شفافتی اور دانشوارانہ سرگرمیوں کے ذریعے روحانی معاملات میں وہ ایک آل کار ہے۔ لوگ مذہبی اخلاقی اقتدار سے پھر جائیں گے اور اس طرح مذہبی اخلاقی اقتدار دنیا پر حکمرانی کریں گی۔ آپ جانتے ہیں کہ جب فتح سلطان محظ نے استنبول پر قبضہ کیا تو شروع میں وہ یہ نہیں چلانا چاہتا تھا۔ چونکہ حدیث میں لکھا ہے کہ جو استنبول پر قبضہ کریگا وہ امام مہدی ہو گا۔ پھر اُس نے اپنے استاد سے صلاح لی اور اُس نے اُسے بتایا: ”سب سے پہلے محظ قبضہ استنبول پر کریگا اور امام مہدی بعد میں روحانی طور پر قبضہ کریگا۔“ دوسرے لفظوں میں وہ کہتا ہے کہ سلطان فتح میں پر قبضہ کریگا اور امام مہدی روحانی طور پر استنبول پر قبضہ کریگا۔ اور پھر اپنی مہم کا آغاز کریگا۔ ترک قوم ہمیشہ سے روحانی اقدار میں وفادار مذہبی قوم رہی ہے۔ لیکن اب صورت حال اس کے عکس ہے۔ فکری کام نے Darwinism کو تباہ کر دیا ہے اور بے شک مادیت نے اس میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ ۱۹۴۰ء میں Darwinism پر ایمان لانے والوں کی تعداد ۸۰ فیصد تھی۔ آج اس کے عکس ہے۔ ترکی ایک ایسا ملک ہے جہاں Darwinism کے ماننے والے کم ہیں۔ ۹۰ فیصد سے زیادہ لوگ تخلیق پر ایمان رکھتے ہیں۔

سوال: آپ بیان کرچکے ہیں کہ آپ کو یقین ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ مسیح ابھی زمین پر موجود ہیں۔ آپ نے اُن پر یقین کیوں کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ سورہ النور کی آیت ۵۵ میں وعدہ کرتا ہے کہ اسلامی اخلاقی اقدار دنیا پر غالب آئیں گی۔ دیگر بہت سی آیات اس خوشخبری کی اطلاع دیتی ہیں۔ امام مہدی کی آمد سے متعلق احادیث میں تقریباً ۳۰۰ پیش گوئیاں ہیں۔ ہمارے نبی نے کہا کہ ایک کے بعد ایک یہ تمام پوری ہو گی جیسے کسی ہمارے موتی اور یہ ۱۴۰۰ سال کے بعد (۱۹۷۹) ایک سال کے بعد ایک پوری ہوتی جائیگی۔ ایک عظیم پیش گوئیوں کی تعداد پوری ہونے کے قریب ہے۔ ہمارے نبی نے کہا کہ افغانستان پر حملہ ہو گا اور ایسا ہوا۔ اُس نے کہا کہ عراق پر فرضہ ہو گا اور ایسا ہوا۔ اُس نے کہا کہ کعبہ میں خون بھے گا اور ایسا ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ فرات کا پانی کاٹ دیا جائے گا اور ایسا ہوا۔ اُس نے کہا کہ رمضان کے ماہ میں ۱۵ دنوں کے وقفے سے سورج اور چاند گرہن ہو گا اور ایسا ہوا۔ اُس نے کہا کہ سورج میں ایک نشان ہو گا اور ایسا ہوا۔ اُس نے بغداد کی تباہی سے متعلق بتایا اور ایسا ہوا۔ اُس نے بغداد کی اقتصادی بحران کا راز ظاہر کیا اور ایسا ہوا اور بہت سے واقعات ہوئے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تمام نشانیاں ۲۰ سے ۳۰ سال کے عرصے میں پوری ہوئیں۔ افغانستان پر حملہ اور بغداد کی تباہی تاریخ کے کسی اور حصے میں بھی ہو سکتی تھی۔ لیکن یہی مرتبہ ہوا کہ یہ سارے واقعات اسی دور میں رومنا ہوئے جیسے ہمارے نبی نے کہا تھا۔ یعنی کچھ غیر معمولی کام ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں عیسیٰ مسیح کی آمد قریب ہے۔ عیسیٰ اُسکے واپس آئے گا۔ ہم ۲۰ سے ۲۰۱۰ میں اُسے خوش آمد کریں گے۔ انشا اللہ، اس کے بعد انشا اللہ یہ دنیا روشن، لبریز اور خوشحال ہو جائے گی۔

سوال: اسلامی روایت کے مطابق، آخر دنوں میں حیوان کہہ سے اُبھرے گا۔ وہ تمام ایمانداروں کے ماتھے پر اپنانشان دے گا۔ آپ اس حیوان کے نشان سے کیا مراد لیتے ہیں؟

جواب: بہت سی پیش گوئیوں میں سے ایک دجال کے بارے میں ہے کہ وہ آخر دنوں میں برپا ہو گا۔ دجال سے متعلق کئی احادیث موجود ہیں۔ اگرچہ کچھ اجھن میں ڈال دیتی ہیں۔ اور وہ تمام بھی بھی نہیں ہو سکتی۔ میرے خیال میں یہ مکمل طور پر درست حدیث نہیں ہیں۔ لیکن موضوع قرآن میں نظر آتا ہے۔ سورہ الحج ۸۲ میں اللہ کہتا ہے ”اور جب بات ان پر آپڑے گی۔ ہم زمین سے ان کے لئے ایک چوپا یہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کریگا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری آئیوں پر ایمان نہ لاتے تھے۔“ یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ دجال زمین پر ظاہر ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں، یہ زمین کی پیداوار ہے۔ یہ ایک ایسی ہستی ہے جو زمین کے لوگوں سے بات کرے گی۔ حدیث بتاتی ہے کہ وہ اس قابل ہو گا کہ ایک لمبا فاصلہ صرف ایک قدم سے طے کر لے گا۔ لوگوں سے بات کریگا اور ہر جگہ سفر کر لے گا۔ چونکہ یہ زمین کی پیداوار ہے اس لیے وہ زمینی معدنیات اور دھاتوں مثلاً لوبہ، تانہ، زنک، کوبالت اور کروم سے بنا ہو گا۔ یہ تمام بنیادی اجزاء کمپیوٹر میں پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگوں سے بات کرتا ہے۔ لمبا فاصلہ چند لمحوں میں طے کرتا ہے جیسے امتنیث۔ امتنیث کی بدولت معلومات لوگوں تک پہنچنا، اُن سے بات کرنا اور ابطر کھانا آسان ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے لوگوں کو قرآن کے بارے میں تباہ جاسکتا ہے۔ آخر دنوں میں امتنیث ایک اہم ذریعہ ہو گا جس کے تحت اسلامی اخلاقی اقدار کو دنیا بھر میں سر بلندی ملے گی۔

سوال: کیا امام مہدی تمام نداہب کو کھٹا کرنے کے قابل ہو گا۔ اگر ایسا ہے تو کیسے؟

جواب: امام مہدی تمام عتقائد کے لوگوں کو محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ لے آئے گا۔ اور تمام قسم کے خیالات کے ذریعہ اُن کو اس قابل بنائے گا کہ ان کے اندر احساسات سے دوستی اور بھائی چارہ بڑھے گا۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ افہام و تفہیم سے چلیں گے۔ جب امام مہدی آتا ہے تو محبت دنیا پر اراج کرے گی۔ اور لوگ غصہ اور نفرت چھوڑ دیں گے۔ اتنا کہ حدیث میں آتا ہے کہ کیسے سمندر میں مچیاں اور ہوا میں پرندے ماحول کی خوبصورتی اور محبت سے لطف انداز ہوں گے۔ امام مہدی کے لئے محبت ہر کسی کے دل پر اُترے گا۔ لوگوں کی امام مہدی کے لئے بھی محبت ہو گی۔ جس سے وہ محبت، شفقت اور ہمدردی کے ساتھ اعتماد کریں گے۔

سوال: جناب ہارون مجھی (اوکٹر) محمد کی زندگی اور اسی طرح اسکے ابتدائی صحابہ کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ کیسے انہوں نے قتل و غارت، شہادت اور جارحیت استعمال کی۔ آپ کہتے ہیں کہ امام مہدی پر امن طریقے سے اقتدار حاصل کر لے گا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام مہدی یہ اس طرح کیسے کر سکتا ہے جبکہ محمد ایسا کرنے سے قادر ہا؟ کیا امام مہدی حضرت محمد سے زیادہ بہتر انداز میں حکومت کرے گا؟

جواب: ہمارے نبی پر ۲۳ سالوں میں قرآن نازل ہوا۔ پہلے ۱۳ سالوں کے دوران مسلمان مکہ میں ایک اقلیت کی حیثیت سے رہے اور ظلم و ستم کا نشانہ بنے۔ بہت سے مسلمانوں پر جسمانی تشدد کیا گیا۔ اور بعض کو قتل کیا گیا۔ اُن کے سامان اور گھروں کو لوٹا گیا۔ اُن کی مسلسل توہین اور بے نقابی کی گئی۔ پھر بھی، مسلمانوں نے جنگ کی طرف رجوع نہیں کیا بلکہ ہمیشہ بت پرستوں کو امن کی دعوت دیتے رہے۔ جب بت پرستوں کی طرف سے دباو بہت زیادہ بڑھ گیا تو مسلمانوں نے پیشرب (مدینہ) میں پناہ لی۔ جہاں پر آزاد اور دوستانہ ماحول تھا۔ اور وہاں پر انہوں نے اپنا نظام قائم کیا۔ یہاں تک کہ اپنا سیاسی نظام کرنے کے باوجود انہوں نے مکہ کے بت پرستوں کے خلاف جنگ نہیں کی۔ جب بھی انہوں نے جنگ کی تو اپنے دفاع کی عاطر کی۔ حضرت محمد اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظاہرہ کیا گیا۔ ان لامحائے جنگوں کی مثالیں تاریخ میں نہیں ملتیں۔

مثال کے طور پر، عربوں کے مطابق جنگی قیدیوں کو مارڈا لئے کا حکم تھا۔ وہ احکامات جو اللہ نے نبی پاک کو دیئے تھے۔ اس میں اسیروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو کہا گیا اور مسلمانوں نے اُن کو اپنی خواراک میں شامل کیا۔ ایمانداروں کی یہ خاصیت سورہ کی آیت ۸ میں ملتی ہے۔ ”اور کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔“ اُن اسیروں سے دریافت کیا گیا کہ اگر وہ اس قابل تھے کہ مسلمانوں کو کھانا پڑھنا سکھائیں تو وہ ایسا کر سکتے تھے۔ مسلمانوں کے انصاف، ہمت اور عزم ایک ایسا آلہ تھا جس کی بدولت بہت سے عرب قبائل نے اسلام قبول کیا۔ دوسرے لفظوں میں۔ اسلام توارکے زور سے نہیں پھیلا بلکہ مسلمانوں کے اخلاقی فضائل اور تقویٰ کی نمائش سے۔ ایک دوسری اس کی مثال مکہ کے قبضہ کے دوران قائم ہوئی۔

اسلامی اشکرنے مکہ کو ۶۳۰ء میں فتح کیا۔ مکہ کے لوگ ڈرتے تھے کہ کہیں مسلمان اُن سے اپنابدل لیں گے۔ عربوں کے مطابق جنگ میں نکالت کے بعد مردوں کو مار دیا جاتا تھا۔ مکہ کے لوگ ڈر رہے تھے کہ اُن کے ساتھ کیا ہوگا۔ لیکن ہمارے پیارے نبی نے اعلان کیا کہ مکہ کے لوگوں سے کوئی انتقام نہیں لیا جائے گا۔ اور کسی کو زبردست مسلمان نہیں کیا جائے گا۔ اس عظیم معافی اور رواداری سے مغربی مورخین بھی متاثر ہوئے۔ مثال کے طور پر، ہور فورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مائیکل سیلس محمد کی یہ اخلاقی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب وہ مکہ پہنچا، خونی انتقام لینے کی بجائے، اُس نے مکہ کے لوگوں کو قبول کیا۔ جو تین سال سے اُس کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ اُس نے مزید کہا کہ اس روایے نے اس زمانے کے لوگوں میں بڑا تجھب پیدا کر دیا۔ مائیکل نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ بھی اس مذہب کی بنیادی وجہ ہے۔ جس میں بڑی سخاوت، غیر معمولی حسن سلوک اور درمندی کا جذبہ موجود ہے۔

سوال: ایک مسیحی مصنف ڈاکٹر ڈیوڈ ریگن نے کچھ چیزوں کے بارے میں بہت ہی غمین اکشاف جاری کیا ہے جو میں نے اس کتاب میں لکھا ہے۔ اس تقید میں وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں گمراہ ہو اجب میں نے دعویٰ کیا کہ امام مہدی پر نہ صرف شیعہ یقین رکھتے ہیں بلکہ سنتی مسلمان بھی اسی طرح یقین رکھتے ہیں۔ پھر ڈاکٹر ریگن کہتے ہیں کہ سنی امام مہدی کا انتظار نہیں کر رہے۔ آپ ڈاکٹر ریگن سے کیا کہتے ہیں۔ آپ کے تجربے میں سنیوں کی کتنی تعداد امام مہدی پر یقین رکھتی ہے؟

جواب: سنی عقیدہ کے مطابق (حنفی، حنبلی، شافعی اور مالکی مکتبہ فکر) یہ ایک مطلق اور متفقاً ایمان کا مضمون ہے کہ امام مہدی آئینے اور نبی عیسیٰ امسح آسمان سے اُترے گا اور وہ امامت میں امام مہدی کی مدد کریگا۔ اُن لوگوں کے لئے یہ عام فہم بات ہے جو سنی نہیں ہیں اور جو حدیث کو مسترد کرتے اور امام مہدی اور عیسیٰ امسح پر ایمان نہیں لاتے۔ لیکن سنی علماء میں سے کسی نے بھی امام مہدی اور عیسیٰ امسح کی آمد کو کبھی مسترد نہیں کیا۔ بلکہ سینکڑوں سالوں سے متفقہ طور پر اس موضوع پر اتفاق رکھتے ہیں۔ ہمارے علماء کمل طور پر اس سچے معاملہ کو مسلمانوں تک پہنچانے پر اتفاق رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر عظیم امام ابوحنیفہ، ہمارے مکتبہ فکر کے بانی ظاہر کرتے ہیں کہ امام مہدی کا ظہور اور عیسیٰ امسح کی آمد ایسے معاملات ہیں جن کو ممکنہ طور پر مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ دجال، جوج ماجوج کا ظہور، مغرب سے سورج کا چڑھنا، آسمان سے عیسیٰ امسح کی آمد اور آخر دنوں کی دیگر پورٹس سچی اور ناگزیر ہیں۔ آخر دنوں کی دیگر عظیم پیش کوئیاں بھی ہیں۔ جیسا کہ امام مہدی۔ یہ تمام واقعات دینداری سے لکھے گئے ہیں اور وہاں ہونگے۔ (عظیم امام ابوحنیفہ، تدوین علی رضا کامل صفحہ ۹۹)

عظیم امام ابوحنیفہ، میرے اسکول کا بانی، امام حنبل، حنبل مکتبہ فکر کا بانی، امام مالکی، مالک مکتبہ فکر کا بانی، امام شافعی، مکتبہ شافعی کا بانی، سب نے کہا ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ امسح زمین پر ظاہر ہوں گے۔ یہ تمام عظیم سنی مکاتب فکر کے امام اسلامی قانون کی تشریح کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان سب نے کہا کہ آخر دنوں میں اس دنیا میں اسلامی اخلاقی اقدار پر وان

چڑھیں گی۔ امام مہدی اور عیسیٰ مسیح کا ظہور ہو گا۔ نبی مسلمان ان عظیم علماء کے نقش و قدم پر چل رہے ہیں۔ یہ کسی بھی اہل سنت کے لئے نامکن ہے کہ اس ایمان سے دست بردار ہو۔